اورتلوارٹو ٹے گئی

حصباول



اورتلوارٹو ٹے گئی

حصباول



فهرست

03	انتساب
04	ييش لفظ
11	پېلابا ب
33	Merling and
67	تيراباب المحالية القال المحالية
102	چوقابان کے ا
129	
146	
176	الوال المحالة
195	الموال باب الموال بالموال باب الموال باب الموال باب الموال باب الموال باب الموال بالموال باب الموال بالموال باب الموال باب الموال باب الموال بالموال باب الموال بالمو
213	نوال باب
226	دموالباب
243	گیارهوا ن باب
261	بإرهوال بإب
274	تير هوا ل بإب
289	چو دهوال باب
304	پندرهواں باب
321	سولہواں باب

اننشاب محمد بهها درخاں نواب بهها دریا رجنگ مرحومؓ



يبي لفظ

معظم علی اوراس کے بعد۔۔۔اورتلوارٹوٹ گئی، ککھنے وقت میرے دل و دماغ پر بیاحساس ہمیشہ غالب رہا کے سلطان شہید گئی تخصیت کو کسی ناول کاموضوع بنانا ایک بہت بڑی جسارت تھی۔

ابتدأ میں ایک ایسے اوالعزم مجاہدے کردار سے متاثر ہوا تھاجس نے ہندی مسلمانوں کے دورانحیطاط میں محکمہ بن قاسم کی غیرت مجمود غرز نوی کے جاہ وجلال اور احمد شاہ ابدالی کے عزم واستقلال کی باد تاز ہ کر دی تھی،کیکن سلطنت خدادا د کی تاریخ ے اوراق اللتے وقت میں پیچسوں کرتا ہوں، کے سلطان نتی علی خان ٹیپو کی زندگی کے کئی اور حمین پہلو ابھی تک میری نظروں سے پوشیدہ تھے۔شیر میسوری فتو حات صرف جنگ کے مید انون تک محدور وزیمیں، بلکہوہ بیک وقت ایسا حکمران، عالم، مفكر وصلح تفا۔ جس کے وال و دمان کی و عنوال میں اسلامیان ہند کے ماضی کی عظمتیں، حال کے ولو لے، اور مستفقل کی آرزو تیں ساگئی تھیں۔وہ ہمیں زندگی کی ہر دوڑ میں اپنے وفت ہے گئی منزلیں آگے دکھائی دیتا ہے۔اس نے ایک ایسے دور میں فلاحی ریاست کانمونہ پیش کیا تھا۔ جب کہ ہا تی ہندوستان کے نواب اور را ہے ا بنی رعایا کی مڈیوں پرعشرت کدے تغمیر کررہے تھے۔اس نے اس زمانے میں بین الاسلامی انتحاد کے لیے جدو جہد کی تھی ، جب کہاہل اسلام اینے نا اہل حکمر انوں کی تنگ نظری، کمزوری، ہےجسی اور با جہی رقابتوں کے باعث مغرب کے سامرا جی بھیٹر یوں کے لئے ایک عظیم شکارگاہ بن چکا تھا۔اس نے ہندوستان کے ایک ایسے پس ماندہ علاقے میں عدل وا نصاف کے جھنڈے گاڑھے تھے، جہاں صدیوں سے

جہالت او را فلاس کی تاریکیاں مسلط تھیں ۔حیدرعلی اورسلطان ٹیپو سے قبل میسور کے

عوام کی کوئی تاریخ نہیں تھی ،لیکن ان کی حکمر انی کے چند برس پورے ہندوستان کی تاریخ پر چھائے ہوئے ہیں۔ جب ہندوستان کے عوام اپنے حال اور مستقبل سے مایوس ہو چکے تھے،

جب ہندوستان کے عوام اپنے حال اور سنقبل سے مایوں ہو چکے تھے،
او میسور میں حصلوں اور ولولوں کی ایک نئی دنیا آباد ہو رہی تھی۔ جب مشرقی ہندوستان کے قلعوں پر ایسٹ انڈیا کمپنی کے جھنڈ نے نصب ہور ہے تھے او سلطنت خدا داد کے بید معمار سرفگا پٹی مشکلوں آور چیتل ڈرگ بیل قوم کی آزادی کے نے حصار تغیر کرر ہے تھے ا

حیدر ای کے مکومت سے خری آیا میں میسوری ریاست ایک عظیم سلطنت بن یکی تھی ۔ لیکن آس کے ساتھ ہی وہ طاقتیں جو انوبی ہندوستان میں ایک اسلای سلطنت سے قیام کا بیٹے ایرایک منتقل خطرہ بھی تھی ۔ اس کے خلاف متحداور منظم ہو یکی ۔۔ انگریز میسور کودل کے راکھی کا دھرف

انگریز میسور کود کی کے رائے گی ترسی و اور آزادی کواپی نصرف میسور بلکه پورے ہندوستان کے مسلمانوں کی عزیت اور آزادی کواپی و کیل سودا بازیوں کا مسکلہ بچستا تھا۔

اور مربے سلطنت مغلیہ کے گھنڈروں پر برہمنی استبداد کی عمارت کھڑی کرنے کے خواب دیکھرے شے ۔ شیر میسور نے اس وقت سلطنت خدا دا دی زمام کاراپ ہاتھ میں لی تھی، جب بھیڑیوں، گیڈروں اور گدھوں کے لشکراس کے کچھار کا محاصرہ کررہے متھے۔ اوروہ اس وقت تک ان کے سامنے سینہ سپر رہا، جب تک اس کی رگوں کا ساراخون میسور کی خاک میں جذ بنہیں ہو چکا تھا۔ اس ناول کے بیشتر کرداروہ مجاہد ہیں۔ جوایک عظیم فوجی رہنما کے جلومیں اس ناول کے بیشتر کرداروہ مجاہد ہیں۔ جوایک عظیم فوجی رہنما کے جلومیں

ہارے سامنے آتے ہیں ۔اوریہی وجہ ہے کمیسور کی جنگیں اس داستان کا اہم ترین حصه بن گئی ہیں ۔ان طویل اورصبر آز ما جنگوں کامعمولی جائز: ہمیں بیاعتر اف کر نے پر مجبور کر دیتا ہے۔ کہ انگر ریزوں نے ہندوستان پر تسلط جمانے کے لیے جوجنگیں لڑی تھیں ۔وہ اپنی شدت اور وسعت کے اعتبار سے میسور کے معرکوں کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ بلکہ ہندوستان کی پوری تا ریخ میسور کے مجاہدوں کے صبروا ستقلال اورایاروخلوس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ عام طور یدینی و یکھا جاتا ہے، کہا یک فوج حملہ کرتی ہے ، اور دوسری اس کے مقابلے کے کیے نکتی ہے۔ پھر مختلف محاذوں پر اکا دکا جھڑ کو سے بعد سی میدان مین فیصلہ کن معر کہ ہوتا ہے ، اور جوفر کین شکست کھا جا تا ہے ۔ وہ برسوں تک اپنے طات ورح لف الحاف الحاف كالمنتين ليا-ازمنہ فذیم میں آرین وسل اٹیا ہے نکتے ہیں۔ اور چندلڑا ئیوں کے بعد ہندوستان کی قدیم اقوام کومغلوب کر انتے ہیں۔ انندر اعظم بونان سے نکلتا ہے۔ دریائے جہلم کے کنارے راجہ بورس کوشکست دیتا ہے۔اوراس کے بعد بونان کے لشکر کواپنے سامنے یا نچے دریا وَں کی سر زمین خالی نظر آتی ہے محمد بن قاسم ،ایک ستر ہ سالہ نو جوان کے ساتھ آنے والے مٹھی بھرمجاہدین دیبل اور برہمن آباد کے میدانوں میں راجہ دہرکوشکست دینے کے بعد ہمیشہ کے کیے سندھ سے برہمنی اقتدار کا خاتمہ کر دیتے ہیں۔محمود غزنوی اینے ابتدائی چند حملوں میں پورے شالی ہندوستان سے راجپوتوں کا اقتد ارختم کر دیتا ہے ، او راس کے بعد تنوج اور سومنات میں عبرت ناک شکست کھانے والے راجوں کوصدیوں تک مسلمانوں کے سامنے سر اٹھانے کی ہمت نہیں ہوتی۔ پھر بابرمٹھی بھرسیا ہیوں کے ساتھ خمودار ہوتا ہے۔اور

اس ملک کی تاریخ کا رخ بدل دیتا ہے۔سلطنت مغلیہ کے زوال کے بعد مرہمے ہر ہرمہا دیو کے نعرے لگاتے ہوئے اٹک تک پہنچ جاتے ہیں ۔لیکن یانی بہت کے میدان میںاحمرشاہ ابدالی کے ہاتھوں ایک باریٹنے کے بعد دوبا رہ شالی ہندوستان کی طرف دیکھنے کی بھی جرات نیں کرتے ، پھرایسٹ انڈیا سمپنی پلای اور بکسیر کی نمائش جنگوں کے بعد کلکتہ ہے لے کرلکھٹو تک اپنی فتو حات کے جھنڈے نصب کر دیتی ہے۔لیکن میسور میں سلطان ٹیپو کی تلوار کے سامنے تکریزی جارحیت کا سلا ب رک جاتا ہے۔اورسلل ولد برس تک ایسٹ انڈیا سمینی جنوب ہے کولی کی طرف کوچ کر نے کا خواب بیں دیکھ تتی۔ میسوری دفای قوت کاندازه از بات ہے لگایا جاسکتا ہے کہیسور سے بعد جب مرہوں کی باری آئی تو سندصیا، جو نیلے، اور ملکر جن کی اقوام کی مجموعی تعدا د میسورے کہیں زیادہ فی مجترباہ ہے زیادہ ایست اغریا کھینی کا مقابلہ نہ کر سکے۔ سن ١٨ء ميں سندھيا اور بھونسله كو يور يينشنستيں دينے سے بعد دستے دہلی ميں داخل ہو چکے تھے۔اور شاہ عالم مرہٹوں کی بجائے تمینی کی سریرسی قبول کرچکا تھا۔ سم ۱۸ ہے میں فرخ آبا د کے مقام پر ملکر فنکست کھا چکا تھا۔ چند سال بعد مرہٹوں نے فرنگی جارحیت سے نجات حاصل کر نے کی ایک اور کوشش کی ،کیکن انگریزوں کی سنگینوں کے سامنےان کے لاکھوں سیا ہی بھیٹروں کے رپوڑ ثابت ہوئے ۔اس کے بعدسا راہندوستان انگریز وں کے رحم وکرم پر تھا۔ یہاں پر ہمیں ایک اور حقیقت کا اعتر اف کرنا پڑتا ہے۔اوروہ پیہ کے سلطان شہید کے وہ پیش روجنھوں نے اپنی نوک شمشیر سے ہندوستان کی تا ریخ کو نئے عنوان عطا کیے تھے۔اپنے زمانے کےعظیم جرنیل ہی نہیں تھے، بلکہان زندہ اور

متحرک اقوام کے جذبہ تنجیر کی نمود تھے۔جن کی ماضی کی تاریخ شکست، پسیائی، مایوی اورنا کامی کے الفاظ سے نا آشناتھی محمد بن قاسم اس قوم کی غیریت کامظہر تھا۔ جس کے مجاہد مشرق میں چین اورمغرب میں اندلس کے دروازوں کو دستک دے رہے تھے محمودغز نوی کی سلطنت وسطالیٹیا سے لے کرخلیج فارس تک پھیلی ہو کی تھی۔ احمد شاہ ابدالی بھی ایک عظیم سلطنت کا مالک تھا۔اوراس کے جھنڈے تلے افغانوں ، مغلوں، روہ بلوں اور بلوچوں کا بہترین عضر جمع ہو گیا تھا۔ کیکن سلطان ٹیپو نے جن لوگوں کو آزادی کی ترمی عطا کی تھی۔ان کا ماضی صرف پیں ماندگی غربت ، اور جہالت کے تذکروں تک محدود ظامیسور کی بیشتر آبا دی غیر مسلمتھی۔ ہندوساج میں ان فرو مایدلوگون کوان بها در را جپوتول یا جنگیجومر ہوں کی برابری کا دعویٰ نہ تھا۔ جو اینے اسلاف کے گارہا ہے پر فخر کر شکتے ہاں کو گوں کومسلمانوں کے دوش بدوش کھڑا کر کے تی برس انگریزوں، میں توں اور حیدر آیا دی سلطنت کا مقابلہ کرنا ایک معجز ہ معلوم ہوتا ہے۔ آخر وہ کون سے حالات تھے، جنموں نے ان لوگوں کے دل ودماغ برا تنابرُ اانقلاب پيداكرديا تفا؟ ـ اس اہم سوال کا جواب تلاش کرتے وفت سلطان شہید کی سیرت وکر دار کے کئی اورحسین پہلو ہمارے سامنے آتے ہیں۔اورا یک محسنیم ناول لکھنے کے بعد بھی مین میمسوس کرتا ہوں کے سلطان شہید گی زندگی کے ان تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کے لیے ایک ناول نگار سے زیادہ جب مورخ اورسیرت نگاراین متاع کم گشتہ کی تلاش مین نکلیں گے تو سر نگا پٹم ان کے راستے کی اہم ترین منزل ہوگی۔ میسور کی جنگ ۴ زادی صرف ایک اولوالعزم حکمران کی جنگ نه تھی، بلکہ صدیوں کے ان پس ماندہ مظلوموں اور ہے بس انسا نوں کے ذوق نمود کا مظاہرہ

تھا۔جنھیں سلطان شہیدؓ نے جہالت اور افلاس کے دلدل سے نکال کر تہذیب واخلاق کی منزل پر بٹھا دیا تھا۔ بیہ داستان ان سرفروشوں کی ہمت، شجاعت اورایثار کی داستان ہے چھیں ایک سیح الخیال مسلمان حکر ان نے زندگی ہے آ داب سکھائے تھے۔لیکن کاش میروح پروراورولولہ انگیز داستان ان حریص قسمت آ زماؤں کے تذکرے سے خالی ہوتی ،جن کی ابن الوقتی ، وطن فروشی ،اورغداری کے باعث سرنگا پٹم کے شہیدوں کی بے مثال قربانیاں ایک بدنصیب فوم کی تقدیر نہ بدل سکیں ، کاش ہمیں اپنے ماضی کی تاریخ کے روشن ترین صفحات میں میر صادق قرآمر الدین ، پورنیا ، میرنظام علی، اورمیر عالم جیسالوگوں کے نام دکھائی نندیتے! میں پیدوات ان ملت کے جوانوں کو پیش کررہا ہوں جس کی سطوت کے یر چم سلطان ٹیو کی ٹیادت کے دن سرتگوں ہو گئے تنے۔اور چھے قدرت نے ایک طویل غلامی کے بعد یا کستان کواپنا حسار بنانے کاموقع دیا ہے۔ آج ڈیڑھ سوسال بعد سلطان شہیدگی روٹ سرنگا پیم کے گھنڈروں کی طرف اشارہ کرے ہمین یہ پیغام دے رہی ہے۔ کہ جوقوم اپنی صفوں میں سی میر صادق کو جگہ دیتی ہے۔اس کا کوئی تلعہ محفوظ نہیں ہوتا۔جس جہاز کا کوئی مسافر اس کے بینیدے میں سوراخ کررہا ہو، اسے دنیا کے بہترین ملاح بھی ڈو بنے سے نہیں بیا سکتے۔ملت کے عظیم ترین رہنماؤں کے خون، نیپنے اور آنسوؤں ہےصرف اس خاک پر آزا دی کے نخلتان سیراب ہوتے ہیں، جوغدا روں کے وجود سے یا ک ہو۔ راولینڈی تشیم حجازی

٢ مارچ ١٩٥٨

آل شهیدانِ محبت را امام آبروئے ہند وچین و روم وشام نامش از خورشید ومه تابنده تر

يهلاماب

معاہدہ منگلور کی رو ہے میسور اور ایسٹ انڈیا سمپنی کی دوسری جنگ کا خاتمہ، فوجی اورسیاسی لحاظ سے سلطان ٹیپو کی بہت بڑی فتح تھی انگریز وں نے میر نظام علی اورمرہٹوں کے بھرو سے پر جنگ شروع کی تھی۔او رابتدا میںان کی کامیا بیا ں حوصلہ افز اٹھیں، تا ہم نظام اورم ہے جنگ کے نتائ کے متعلق بورااطمینان حاصل کیے بغیرمیدان میں کودنے کے لیے تیارنہ تھے۔ بڈلوری فنج کے بعیدانگریزوں کو بیامید ہوگئ تھی کہا جان کے مذید برب حلیف مال غنیمت میں حصہ دار بننے کے لیے میسور یراحا تک پلغار کردیں گے لیکن جنگ کی دوسر سے دور میں میں ورکا زخمی شیرایخ فولادی یج انگریزوں کے سینے میں گاڑھ چکا تھا۔ اور وہ گدھ جھیل کھرے ہوئے شکار پر جھینے کی وقو ہو اور ی تھی اے ایے بیٹن سے کیا ہوئی صورت حال کامشاہدہ کرر کے تھے ۔ انگریزوں نے اس وفت کے کامچینڈ اباند کیا تھا۔ جب منگلور میں ان کے محصور کشکر کوئسی فوری اعانت کی امید نتھی۔سلطان کے نویپ خانے کی ہے پناہ گولہ باری کے باعث قلعے کی دیواریں ایک ایک کر کے منہدم ہورہی تھیں۔رسداور بارو دکے ذخیرے ختم ہو چکے تھے۔انگریز قلعے کے باہرنگاہ دوڑاتے ،نو انھیں آگ کے شعلے اور دھوئیں کے با دل دکھائی دیتے۔وہ قلعے کے اندر دیکھتے تو اٹھیں زخموں، وبائی امراض اور بھوک ہے دم تو ڑتے ہوئے ساتھیون کی قابل رحم صورتیں دکھائی دیتیں۔منگلور کی طرح وہ دوسر ہے محاذوں پر بھی بری طرح مار کھارہے تھے۔کڈلور میں ان کی بہترین فوج فرانسیسی لشکر کے ہاتھوں مکمل تناہی کاسا منا کررہی تھی۔ جنوبی ہندوستان میں ایسٹ اندیا سمپنی کے جارحانہ عزام کو ہمیشہ کے لیے

خاک میں ملانے کا بیہ بہترین موقع تھا لیکن اچا تک پورپ سے بیخبر پینچی کہ برطانیہ اور فرانس کے درمیان صلح ہوگئی ہے۔اوروہ ہندوستان میں بھی لڑائی ہند کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔فرانسیسی سپہ سالا رنے پینجر سنتے ہی انگریزوں کے ساتھ جنگ فرانس کے تعاون سے محروم ہوجانے کے باوجود سلطان ٹیپو کے باس اتنی طافت تھی کہوہ انگریزوں پرایک فیصلہ کن ضرب لگا سکتا تھا،کیکن جنگ جاری رکھنے کی صورت میں ملطان کوایک طرف نظام اور مرہ طول کے جملے گا بیریشہ تھا اور دوسری طرف اس کے لیے ان باج گزار، راجوں اور پالی گاروں کی سرگرمیاں ایک عظیم خطرہ بن چکی تھی، جنھوں نے انگریزول، مرہٹوں ورمیر نظام کی شہر بغاوت کے مجمنڈ بے بلند کر دیائے۔ اس کے علاوہ سلطان کی بیش ایک الالعزم سیاری مذھا۔ بلکہ وہ ایک ان تھک معمار بھی تھا۔رعایا کی فلاح ور تی کے ساتھاں کی ول جسی کابیرعالم تھا کہوہ جنگ کے میدان میں بھی دریا وَں پر بند باند صفے ہنہریں کھودنے ہنجر زمینیں آبا دکرنے ، سڑ کیں تغمیر کرنے اور صنعت وحرونت کوتر تی دینے کے علاوہ عوام کی تعلیمی اور معاشرتی حالت سدھارنے کےعظیم منصوبے تیار کرتا تھا،میسورکےعوام کی ترقی وخوش حالی کے متعلق اینے سپنوں کی تعبیر کے لیے اسے امن کی ضرورت تھی کیکن اس کے دشمن یہ مجھ چکے تھے کہ سلطان ٹیپوان کے رائتے کا آخری پچھرہے،اوراگراہےامن کے

سے میں ہے تھے کہ سلطان ٹیپوان کے رائے کا آخری پھر ہے،اوراگراہے امن کے چند سال مل گئے تو سلطنت خدا دا دہندوستان کی عظیم ترین طاقت بن جائے گ۔ چند سال مل گئے تو سلطنت خدا دا دہندوستان کی عظیم ترین طاقت بن جائے گ۔ چنانچے سلح نامہ منگلور کے بعد انگریزوں ،مرہٹوں اور نظام کی بیکوشش تھی کہ سلطان کو کسی نہی محافظ پرمصروف رکھا جائے۔

جنگ سے فارغ ہوتے ہی سلطان کوسب سے پہلے زگنڈا اور کورگ کی طرف نوجه دین پڑی میدریاستیں میسوری باج گزارتھیں ہلیکن گذشتہ جنگ سے فائدہ اٹھاکر وہاں کے راجے سلطان کے خلاف بغاوت کر چکے تھے،سلطان نے مصالحت کے لیےز گنڈ کی برہمن راجاو ککٹ راؤ کے باس اپناا پیچی بھیجا ،لیکن وہ مرہٹوں کی شہ یا کرمصالحت کے لیے آما دہ نہ ہوا۔سلطان نے مرہٹوں کومیسور کے اندرونی معاملات میں مداخلت سے بازر کھنے کے لیے ایک سفارت بو ناروانه کیا، کین نانا فراد کیل ایک مدت سے میسور کے خلاف جنگی تیار یوں میں مصروف تفا- اور پیشوا کے علاوہ تقریباً تمام مرہ شدرا ہے اس کے قبضے میں تھے۔اس لے سلطان کی صالحان کوشیش کامیاب دروئیں۔ سلطان ن مجوراً ايك تشكر برمان العاين كي قيا دت مين ركند كالمرف روانه كيا، بربان الدين في رائد في اوراك وو وكب راو كوات وى اوراك نر گنڈے قلعے میں پناہ لینے پر مجبور کردیا ہا تا فرانویس نے میں ہزار سیابی و مکث را و کی مدد کے لئے روانہ کردیے۔اور بر ہان الدین نے مرہٹوں کی پیش قدمی رو کئے کے کیےزگنڈکے قلعے کا محاصرہ اٹھالیا۔ برسات کاموسم شروع ہو چکا تھا ،اور رائتے کے نالوں اور دریا وَں میں طغیانی کے باعث مرہٹوں کے لیے اینے بھاری ساز وسامان کے ساتھ آگے بڑھنا دشوار تھا، چنانچےمر ہٹ فوج کا سپے سالا ریرس رام بھا ؤ رام ، ڈ رک میں پڑا ؤ ڈ ال کر برسات کے اختیام اور مزید نوج کا انتظار کرنے لگا۔ بر ہان الدین نے مرہٹوں کے حملے کا انتظار کرنے کی بجائے اچا تک منولی کی طرف بلغار کر دی۔مرہٹوں نے مجبوراً آگے بڑھ کراس کا راستہ رو کنے کی کوشش کی ۔لیکن میسور کی فوج نے انہیں ہے در ہے

شکستیں دینے کے بعدمنو لی اور رام ڈ رگ پر قبضہ کرلیا۔ چند دنوں میں مرہ ٹائشکر پہیم شکستیں کھانے کے بعد دریائے کرشنا تک کا تمام علاقہ خالی کرچکا تھا۔اورز گنڈ کی طرف کے تمام رائے منقطع ہو چکے تھے۔ ان شان دارفتوحات کے بعد برہان الدین نے دوبارہ نرگنڈ کے قلعے کی طرف توجہ دی ، ونکٹ را وَ نے چند دن مقابلہ کیا،کیکن مرہٹوں کی پسیائی کے باعث اس كاحوصلة وث چكاتها - چنانچاس في تصيارة الى ديد بزگند كا قلعه فتح كرنے کے بعد ہر ہان الدین نے ونکٹ راؤ کے دوسر کے حلیف راجوں اور بالی گاروں پر چڑھائی کر دی۔ اور کھور، دو دوا دہ خانہ پور، ہوسکوٹ، یا دشاہ پور، اور جبوٹی کے قلعن كالي قریباً می زمان بیسلطان کی فوج کالیک ورسالار دیرولی بیک کورگ کے نائزوں کی بغاوت فروکڑ کے میں مصروف تنا کورگ کی مہم جس فندرا ہم تھی اسی فندر مشکل تھی، بیعلا قدمغر کی گھائے گے آئ کیا ژو ل میں واقع ہے، جہاں سال میں جیھ مہینے لگا تار بارش ہوتی ہے۔ پہاڑوں کے دامن میں چشموں اورخوشنما جھیلوں کے علاوہ ہانس ،سا گوان ،صندل ،اور دوسرے درختوں کے گھنے جنگل تھے ،جن میں جگہ، جگہ شیروں اور چیتوں کے علاوہ ہاتھیوں کے ربوڑ دکھائی دیتے تھے، کہی*ں*، تھہیںوا دیوں کے نشیب میں جنگلوں کی بجائے دھان کے کھیت اور پھل دار درختوں کے باغ نظرا تے تھے، کورگ میں نائر قوم کے قد آور، سڈول اور صحت مند باشندے تہذیب و تدن کے لفظ سے نا آشنا تھے۔مردوں کی طرح عورتیں بھی نیم عرباں لباسوں میں رہتی

کے لفظ سے نا آشنا تھے۔مردوں کی طرح عورتیں بھی نیم عرباں لباسوں میں رہتی تھیں۔ہمساییا صلاع کے بہت کم لوگ کورگ کے دشوارگز ارپہاڑوں اورجنگلوں کا

رخ کرنے کی جرات کرتے تھے۔متمدن ہندوستان کے لیے اس علاقے کے باِشندوں کی خوبصورتی ،عر یائی، اخلاقی ہے راہ روی، وحشت اور بر بربیت کی داستانیں کوہ قاف کی پر یوں اور جنوں کے قصوں سے مختلف ن^{تھی}ں۔ میسور کی فوج نے ابتدا میں کورگ کے باغیوں کے خلاف چند کامیا بیاں حاصل کیں لیکن دشوارگز ارجنگلوں اور بپہاڑوں میں باغیوں کا بلیہ بھاری ہونے لگا، نائر این خفیه پناه گاہوں ہے نکل کراچا تک میسور کے کشکر کے عقب یا میمنداور میسرہ پرحملہ کرتی اور آن کی آن میں پہاڑوں اور چنگلوں میں رویوش ہوجا تے۔ حیدرعلی بیگ اس خطرناک مہم کے لیے نا اہل ثابت ہوا ،اور اس نے ایک گھے جنگل میں وشمن کے بیے در ہے ملوں سے بدعواں ہوکر ملیائی اختیاری۔ ان حالات مل سلطان ٹیموکومڈ اٹ خورسیدان میں آنا پڑا نا کروں نے قدم، قدم بر وت كرمقابله كيا اليكن سلطان كالمان كي ييش ندكى _اور انحول نے ہتھیا ر ڈال دیے۔سلطان نے زین العابرین مہدوی کوکورگ کا صوبیدا رمقر رکیا، اورخودسر نگاپٹم لوٹ آیا۔اس عرصہ میں نا نافر نولیس جسے نرگنڈ ااور کورگ میں سلطان کی فتوحات نے بہت مضطرب کر دیا تھا۔سلطان کے خلاف مرہٹوں، نظام، اور انگریزوں کامتحدہ محاذبنانے کی کوشش میں مصروف تھا۔او راس کی افواج دریائے کر شناکے کنارے جمع ہور ہی تھیں۔ ایک دن فرحت بالا خانے کے ایک کمرے میں بیٹھی اپی خا دمہ سے باتیں کر ر ہی تھی ۔احیا نک سٹر حیوں پر کسی کے بھا گئے کی آواز سنائی دی۔اور آن کی آن میں ا یک بارہ سال کاسا نو لے رنگ کالڑ کا کمرے میں داخل ہوا۔ خادمہ نے کہا منورتم کیسے نالائق ہو۔ بی بی جی نے کتنی بار شہیں سٹر ھیوں پر

بھاگئے ہے منع کیا ہے۔؟ منہ بنان کے جو میں منک میں بوقی میں کی طرفہ منہ میں کی لارانی

منورنے خادمہ کو جواب دیے کی بجائے فرحت کی طرف متوجہ ہو کر کہا، بی بی بی آج ایک معلوم ہوتے ہیں۔ کریم بی آج ایک معلوم ہوتے ہیں۔ کریم خال نے ان کا گھوڑا اصطبل میں باندھ دیاہے۔ اور میں اخیس دیوان خانے مین بھا آیا ہوں۔ انھوں نے آتے ہی بھائی جان انورعلی، اور بھائی جان مرادعلی کے متعلق یو چھا۔ میں نے ہوا ۔ دیا کہ بھائی جان انورعلی بیاں نہیں ہیں۔ اور مراد صاحب اس وقت مدر سے میں ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے دلاورخان اور صابر کے متعلق یو چھا۔ میں نے جواب ویا، کہ صابر مر چکاہے۔ اور دلاورخان اور صابر کے متعلق یو چھا، میں نے جواب ویا، کہ صابر مر چکاہے۔ اور دلاورخان بھائی جان انورعلی کے متعلق ہو چھا، میں نے جواب ویا، کہ صابر مر چکاہے۔ اور دلاورخان بھائی جان انورعلی کے متعلق ہو چھا، میں نے جواب ویا، کہ صابر مر چکاہے۔ اور دلاورخان بھائی جان انورعلی کے متعلق ہو جھا، میں بی جی کا نور کی ہو جواب دیا کہ میں بی جی کا نور کی دور کی بغر حت نے کہا تم نے ان کانا مزیس بی چھا؟

بی بی دی و در در در است سے جو است میں اسال میں دور اسکار کے دور اس سے بنا و کہ

ميرانام اكبرخان ب

فرحت کے لیے بیخبرغیر معمولی کھی ، وہ چند ٹامیے بے سرحرکت بھیٹھی رہی،
اور پھرمضطرب میں ہوکر بولی ، منور جا وَانھیں اندر لے آ وَ، اور بینچ کے بڑے کرے کرے
میں بٹھا دو۔ منور بھا گتا ہوا نیچ اتر اہلیکن نصف سے زیا دہ سیڑھیاں طے کرنے کے
بعدوہ اچا تک رکا اور دیے یا وَں نیچ اتر نے لگا۔

رہائی مکان کی چارد بواری سے باہر نکل کروہ دیوان خانے کے ایک کمرے مین داخل ہوا۔ اکبر خاں کسی گہری سوچ میں سر جھکائے بیٹیا تھا، اس کی ٹھوڑی اور کنیٹیوں کے قریب داڑھی کے کچھ بال سفید ہو بچھے تھے۔لیکن چہرے پر ابھی تک جوانی کی دل کشی کے کچھ آٹا را بھی باقی تھے۔

منورنے کہا، جناب ہی جی آپ کواندر بلاتی ہیں۔ اکبرخاں کچھ کے بغیر اٹھا، اور منورکے ساتھ چل دیا جھوڑی دیر بعدوہ رہائی مکان کے ایک کشادہ کمرے میں داخل ہوئے۔ اور منورنے کہا جناب آپ تشریف رکھیں۔ میں بی بی جی کواطلاع دیتا ہوں۔

نہیں ہوگا۔ تنہائی، بےبسی کے ایک کرب آنگیز احساس کے تحت اس نے آنگھیں بند کرلیں۔ کر سے میں کسی کی آ ہے سنائی دی، اس نے آنگھیں کھولیں، فرحت ایک برے میں کسی کی آ ہے سنائی دی، اس نے آنگھیں کھولیں، فرحت ایک

سفید جا دراوڑھے اس کے سامنے کھڑی تھی ، بھائی اکبرالسلام علیکم ،اس نے لرزتی ہو ئی آواز میں کہا۔ سیریں کہا۔

ا کبرجلدی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا ، اس نے سلام کا جواب دینے کی کوشش کی۔ لیکن الفاظ اس کے حلق میں اٹک گئے ، اس کی آنکھیں آنسوؤں سے لبر پر جھیں۔ فرحت نے دروازے کے قریب ایک کری پر بیٹھتے ہوئے کہا ، اکبر بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھ گیا۔ چند ثامیے دونوں خاموش رہے، بالآخر اکبرخان نے گردن اٹھائی اور بھرائی ہوئی آواز میں کہا، ، بھابھی جان قدرت کی اس سے زیا دہ تتم ظریفی کیا ہو^{سک}تی ہے، کہ میں زندہ تھا، اور مجھے دوسال تک بیمعلوم نہ ہوسکا کہمیراعز برزترین بھائی اوراس کے دوجوان بیٹے شہیدہو چکے ہیں۔ پیخض اتفاق تھا کہ پیچھلے دنوں سرنگا پٹم کا ایک تا جرحیدر آبا دگیا ،اورو ہاں اس کی ملاقات بلقیس کے ماموں جان ہے ہوگئ، اورانھوں نے بیخبر سنتے ہی مجھے کا لکھ آیا ہے۔ فرحت نے آئے دیدہ ہوکر کہا،، مجھے انسوس ہے کہ بی تھیں اطلاع نہ دے سکی ، مجھےان کی شہادت کے گئی اہ تک ایٹا ی ہوش نہ تھا۔ اکبر نے آبا، بھا بھی جان میں آگ ہے شکایت نہیں کرتا، جھے سرف اس بات ی ندامت ہے کیٹ آ جی کے حالات سے اس قدر بے جرد با جائی جان کے ساتھ میرارشتہ امیا تھا کہاں کے پاؤل میں کا ٹاچیجتا تو بچھے کوہوں دوررہ کربھی اس کادر دمحسوں کرنا جا ہے تھاء مجھے آپ کے توکر نے بتایا ہے کہ انورعلی بہاں نہیں ہے۔ وہ کہاں گیاہے۔ انورعلی سی مہم پر پانڈی چری گیا ہواہے۔ سنگیسی مہم؟ یه مجھے معلوم نہیں، مین صرف اتنا جانتی ہوں کہ وہاں اسے جو کا مسونیا گیا ہے، اس کے لیے سی ایسے آ دمی کی ضرورت تھی ، جوفرانسیسی زبان جانتا ہو،اورا نورعلی نے بەزبان نوجى مكتب كے ايك فرانسيى استاد ہے تيھى تھى تمھا را چھوٹا بھتيجا بھى فرانسيى زبان جانتاہے۔ مرا دیلی کب تک گھر آئے گا؟

وه اب آبی رہا ہوگا۔

ا کرخان نے قدر ہے و قف کے بعد کہا، بھا بھی جان صابر کب نوت ہوا۔؟
فرحت نے جواب دیا، وہ انور علی کے ابا جان کی شہادت سے کوئی پانچ ماہ بعد
وفات پا گیا۔ بڑھا ہے ہیں اس کے لیے بیصدمہ نا قابل بر داشت تھا۔اسے اس
بات کا یقین نہیں آتا تھا کہ وہ شہید ہو بھے ہیں۔اس نے ان کی قبر دیکھنے کے لیے بڑ
نور جانے کی اجازت ما بگی، نہم کچھ ملت اسے ناکے رہے، بالآخر میں نے اسے
وہاں جانے کی اجازت وے دی، جب وہ واپس آلیا قوال کی صحت بہت خراب ہو
بھی تھی ۔کوئی بندرہ دن بعد نو کہ نے بھی اطلاع دی کہ اس کی حالت بہت نازک
ہمیں نے جاکر دیکھا تو وہ وہ اس ہے ہوئی بڑا تھا۔
ہمیں نے واکو طبیع کے پاس جھیجا کی اس کے آھے سے بہلے وہ وفات پا

یں نے تر اوسی کے اس میں اس کے آئے کے پہلے وہ وفات یا جاتھا۔

تم نے بھے اپ متعلق پھالی متابی بلقیس شہباز اور تنویر کیے ہیں۔

وہ سبٹھیک ہیں، بلقیس آپ کو بہت یا دکرتی ہے، شہباز اب جوان ہو چکا ہے، اور میں نے اپنے گئ فرائض اسے سونپ دیے ہیں، تنویر بھی اب چو دہ سال کی ہو چکی ہے۔ میں نے اپ کی فرائض اسے سونپ دیے ہیں، تنویر بھی اب چو دہ سال کی ہو چکی ہے۔ میں نے اس کی مثلقی اس کے خالد کے لڑکے ہاشم بیگ کے ساتھ کر دی ہے۔ اس کی چھوٹی بہن شمینہ کی عمر نو سال ہے، میں اسے کہا کرتا تھا کہ شہباز کے علاوہ اس کے چار بھائی اور بھی ہیں، اور وہ سرزگا پٹم میں رہتے ہیں، بھی شہبازیا تنویر سے اس کا جھٹر اہو جاتا تھا تو وہ بید دھمکی دیا کرتی تھی، کہ میں اپ سرزگا پٹم والے بھائیوں کے پاس چلی جاؤں گی۔ نماز کے بعد وہ ہمیشہ صدیق ، مسعود، انور والے بھائیوں کے پاس چلی جاؤں گی۔ نماز کے بعد وہ ہمیشہ صدیق ، مسعود، انور والے مرادے کئے دعا ئیں کیا کرتی تھی، اور بار، بار مجھ سے بیگلہ کیا کرتی تھی، کہ مین

انہیں اپنے گھر کیوں نہیں بلاتاءاور میں نے اس کے ساتھوعدہ کیا تھا کہ جب شہباز یا تنوبر کی شا دی ہو گی تو میں ان سب کوبلا وَل گا ، ان کے ساتھ تمہارے چیا جان اور چی جان بھی ہم ئیں گے۔ بھائی جان کی شہادت کے متعلق شیخ فخر الدین کا خط ملنے ہے پہلے وہ بڑی ہےتا بی کے ساتھا پنی بہن اور بھائی کی شا دی کا انتظا رکیا کرتی تھی، اب جب میں اس طرف آرہا تھا تو وہ میرے ساتھ آنے پر بھند تھی ،اور میں نے اس کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ بیل تھا ری چی اور بھائیوں کو ساتھ لے کرآ وَں گا، فرحت كيار كاش مين ومان جاستى _ ا کبرخال کے کہا راستے میں ایک دن عطیہ کے ماں تھرا تھا، وہ بھی آپ کو بهت یا دکران می است یا دکران می است یا دکران می است یا در است کا می است کا م ا كبرخان نے جواب ويا واقع بيك كيسوااي كى كوئى اولا وليس _وويز اومين اورخوش وضع نوجوان ہے۔میراخیا تھا کہوہ دییا میں کوئی اچھا کام کرے گا۔لیکن طاہر بیگ نے اسے اوہونی کی توج میں ملازم کروا دیا ہے۔ کمرے سے باہرکسی کے باؤں کی آہٹ سنائی دی،اورفرحت نے کہامراد مرا دعلی جو پندرہ سال کی عمر میں ہی بورا جوان معلوم ہوتا تھا، کمرے میں داخل هوا اورجیران سا، اکبرخان کی طرف دیکھنے لگا، فرحت نے کہابیٹا تم نے آتھیں سلام نہیں کیا ، یہ تمہارے چچاا کبرخان ہیں۔ چیا جان السلام علیم، مرا دعلی مید که براگے بڑھا، اکبرخاں نے اٹھ کراس کے ساتھ مصافحہ کیا،اور پھر دونوں ایک دوسرے کے قریب ہیڑھگئے،

فرحت نے کہابیٹا آج تم نے بہت در کر دی۔ مرا دعلی نے جواب دیا، امی جان آج جب چھٹی ہونے والی تھی، تو ہر ہان الدین اچا نک مکتب کے معائینہ کے لیے وہاں آگئے تھے،اس لئے ہمیں وہان کچھ در رکنارڑا،

ا كبرخال نے كہامرا ديمھاري تعليم كبِ حتم ہوگ؟

مرادعلی نے جواجہ دیا ہے جات میں قریباً تین ماہ بعد مکتب سے فارغ ہو جاؤں گا۔اورای کے بیعدم گیا کرؤگے؟

اس کے بعد میرے لیے فن میں شامل ہونے کے سوالی اور کرنے کاسوال

ی پیدائیں موال کے معام کے اس کا مطابع سے کے معام کے اس کے ہرفار نے اس کے معام کے اس کے معام کے اس کے معام کے ا

کے نوج میں شال ہویا ضرور کی ہے۔ ہاں چیا جان نوجی ورک گاہ کے تیا کا مقصد میں ہی ہے کہ نوج کور بیت یا فتہ

ہاں پچا جان ویک ورس او سے ویا مصدوں ہیں ہے دیون وربیت یا تہ افسر مہیا کیے جا کیں۔ لیکن فوج میں شامل ہونے کے لیے ہر طالب علم کا فارغ التحصیل ہونا ضروری نہیں، اشد ضرورت کے وقت ہمیں تعلیم کے دوران میں بھی ہمیں فوجی خدمات کے لئے بلایا جا سکتا ہے، بعض لڑکے تعلیم میں مجھ سے پیچھے تھے، ہمیں انہیں صرف اس لیے کمان مل گئ کہ وہ عمر میں مجھ سے بڑے تھے، پچھلے دنوں ہارے مکتب کے کا والب علم آخری امتحان سے پہلے ہی کورگ کے محاذیر حلے گئے تھے، میں نے بھی ان کے ساتھ جانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن میری ورخواست صرف اس لئے نامنظور ہوگئی تھی کہ میں عمر میں چھونا تھا۔ درخواست صرف اس لئے نامنظور ہوگئی تھی کہ میں عمر میں چھونا تھا۔

ا کبرخان نے کہا مرا دفرض کرو میں اگر تمہیں بیمشورہ دوں کے تمھارے لیے

ا یک سیا ہی بننے کی بجائے کوئی اور پیشہا ختیار کرنا بہتر ہے، تو تم کیا جواب دو گے؟۔ مرا دعلی مسکرایا ،میرے نز دیک سیا ہی بننا پیشنہیں ، بلکے قوم کی خدمت ہے ، چیا جان، اباجان کہا کرتے تھے، کہ آپ یانی بہت کے میدان میں ان کے ساتھ تھے، میں آپ سے بہت کچھ یو چھنا جا ہتا ہوں،لیکن اس وفت مجھےتھوڑی در کے لیے باہرجاناہے، میں انجھی آجاؤں گا، تم کہاجارے ہو بیٹا فردی کے بیار جوں ۔ ای جان میں نیز ہاری کے لیے جارہا ہوں۔ منور کر ہے میں وافل ہو اور اس نے کیا، جناب کریے خال کہتا ہے کہ میں ئے آپ کے کورٹ میں ان والی وی ہے۔ مرادی انھا کے ہے ایرال ایا ا اكبرخان في كما بها كل جان بن آك الساك ورفواست كرناجا بهتا مول، ، برانه ماہے گا۔ آپ کا خاندان توسی کے لیے بردی قربانیاں دے چاہے۔اب قوم کو بیچن نہیں کہ آپ سے مزید قربانیوں کا مطالبہ کرے ، میں بیمحسوں کرتا ہوں کہر نگا پٹم میں آپ کے بچے محفوظ نہیں۔آپ میرے پاس چلیں، مجھے یقین ہے کہ میں انوراورمرا دے کیے گئی اور دلچیپیاں تلاش کرسکوں گا، وہاں ان کے لئے نہایت الحچى زمين حاصل كى جاسكتى ہے، فرحت نے کہاا کبرتم کیا کہہ رہے ہو، میں اس وطن کو کیسے چھوڑ سکتی ہوں جس کی حفاظت کے کیے میرے شوہراورمیرے بیٹوں نے اپنا خون پیش کیا تھا۔ کیکن بھابھی جان اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔آخر بیجنگیں کب ختم ہوں گی ،کل تک سلطان انگریزوں کے ساتھ برسر پریکارتھا،اور آج وہ اندرونی بعناوتوں کا سامنا کررہا

ہے۔ اس کے بعد شاید نظام اور مرہے میدان میں نکل آئیں۔

فرحت نے کہ میں صرف اتنا جائی ہوں کہ ہماری جنگ ایک مقصد کے لئے

ہے۔ اس مقصد کے لئے جوتمہارے بھائی کواپنی اور اپنے بیٹوں کی جان سے زیادہ

عزیز تھا۔ میں بیگوارہ کر سکتی ہوں کہ میرے باتی دو بیٹے بھی اس مقصد پر قربان ہوجا

میں الیکن میں بیگوارہ نہیں کرؤں گی کے وہ زندہ رہنے کے لیے اس مقصد ہے خرف

ہوجا کیں۔

ہوجا کیں۔

اکرخان نے الی تواب سا ہو کر کہا، کبھی میں بھی زندگی کے اعلے اور ارفع

ا جرحان کے الاجواب سا ہو سر اہا، من میں دیں کے ایسے اور ارس مقاصد پر ایمان رکھا تھا، لیکن ایک مدت سے میں اس نعمت سے محروم ہو چکا ہوں۔ مجھے آپ کے سامنے ایسی گفتگو میں کرنی چاہیئے تھی ایک اندھا دوم وں کوراستہیں دکھا سکتا، شرایا سے الفاظ والیس لیتا ہور گئی ہے۔

وکھاسکتا، میں اے افاظ والیں ایتا ہوں ۔ فرحت نے کہا تھا ہے جن کے بچھے تمہاری کو گابت رنجیدہ نہیں رسمتی، مجھے ان الم ناک واقعات کا علم ہے جن کے بچھے تمہاری زندگی میں یہ انقلاب آیا تھا، تمھارے بھائی کواس بات کاافسوس تھا، کہ تمھارا، راستہان سے الگ ہوگیا، لیکن اپنی دعاؤں میں وہ ہمیشہ تعصیں یا دکیا کرتے تھے، وہ یہ کہا کرتے تھے، کہ اکبرخاں نے زمانے کاجوا نقلاب دیکھا ہے اس کے بعداس کا زندگی کے ہنگاموں سے کنارہ کش ہوجانا میرے لیے غیرمتو تعنہیں ہے۔

ہوجانا ہیر سے سے بیر سوں ہیں ہے۔ اکبرخاں نے کہا بھا بھی جان روہیل کھنڈ چھوڑنے کے بعد مجھے بھی اس بات کا احساس نہیں ہوا کہ میں زندہ ہوں، میں نے جنگلوں کو کاٹ کرسر سنر با غات اور لہلہاتے کھیت میں تبدیل کر دیا ہے، میں علی الصباح گھوڑے پرسوار ہوتا ہوں، اور سارا دن اپنی زمین کی دیکھ بھال کرنے کے بعد گھرواپس آتا ہوں، میں نے

برسوں کی محنت کے بعدا پنے گاؤں میں عالی شان مکان تعمیر کیا ہے۔ میں نے اپنے ساتھ آنے والے پناہ گزینوں کی خوش حالی اور رتی کے کیے بہت کچھ کیاہے۔اور اب تک ان کی پانچ بستیاں آبا دہو چکی ہیں۔وہ اس قدر آسو دہ حال ہیں کہاب انہیں روہیل کھنڈ کی یا زنہیں ستاتی ، یہی و ہمقصد تھاجس کے لیے میں نے بھائی جان ہے الگ راستہ اختیار کیاتھا، مجھے اپنی کارگز اری پرمطمئن ہونا چاہیئے تھا،کیکن میں ای طرح بے چین ہوں۔ میں بیامحسوں کرتا ہو ک کہ میرے سے کی تمام مسرتیں رومیل کھنڈ کی شاک میں دنن ہو چکی ہیں ، مجھے ذرا ذرائسی بات پر غصہ آ جا تا ہے،جولوگ جھے ہے محبت کرتے تھے،اب وہ مجھے درتے ہیں کھی مجھی میں اپنا محاسبہ کرتا ہوں، اور میدعمید کرتا ہوں، کہ اب اپنے نوکروں یا تنبیلے کے لوگوں پر سختی نہیں کروں گا، میں انہائی غصے کی حالت بین بھی مشکرانے کی گوشش کرتا ہوں الیکن چند دن بعد میں سب کیجے بھول جا تا ہوں کسی میں کے دل میں بہاں آنے کی خواہش پیدا ہوتی تھی، اور میں بیٹھٹور کیا گرتا تھا کہ بھائی جان میری آمد کی اطلاع یا کرمسکراتے ہوئے مکان کے کسی کمرے سے نمو دار ہو نگے ، اور مجھے گلے لگالیں گے۔ پھرمیری دنیا کی خاموش فضائیں قہقہوں ہےلبر ریز ہوجائیں گی،لیکن عمل کی دنیا میں میرےان حسین سپنوں کی کوئی تعبیر نتھی ، کاش میں و فات ہے پہلے آھیں ا یک بار د کیچه لیتا ، آج میری بے جارگی اور بےبسی اس بچے سے زیا دہ ہے ، جسے انھوں نے قید خانے کی ایک تاریک کوٹھری میں نئے حوصلوں اور ولوں سے آشنا کیاتھا۔ابوہ چراغ جس کی روشنی نے بھی میرے دل میں بھیا تک تاریکیوں سے لڑنے کی جرات پیدا کی ، بچھ چکاہے اور میں بھٹک رہا ہوں۔۔۔ میں بیسمجھ رہا تھا کہاس ملک کے ظالم اور نا اہل حکمر انوں سے میر الآخری انقام یہی ہوسکتا ہے،

کہ میں اپنی تلوار ہمیشہ کے لیے نیام میں ڈال لوں،کیکن حقیقت بیہ ہے کہ میری بغاوت ان حکمرانوں ہے زیا دہ اس اکبرخاں کےخلاف ہے،جس کا دل بھی قو م کی خدمت کے جذیبے سے لبریز تھا،اورجو یانی بہت کے میدان میں موت کی آنکھوں میں آٹکھیں ڈال کرمسکر اسکتا تھا، میں اس انسان کی امنگوں اور آ زوؤں کی لاش ہوں، جس کی رگوں میں خون کی بجائے بجلیاں دوڑ تی تھیں، بہن مجھے آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اکبرخان کی آنگوں میں ایک بار پھر آنسوجی موراع مصلے فرحت نے کہا ، اکبر تھیں ہے گئے کی ضرورت نہیں میری دعا ^نیں ہروفت تہارے ماتھیں، منور کرے اور اور اس نے کہا، ی بی جمان کے لیے کھا ماتیار ہے، کے آوں مإں جلدی کرو

ا کرخان نے کہا۔ نہیں میں نے رستے میں کھانا کھالیا تھا۔ آپ نے یونی نکلیف کی،

نہیں بھابھی جان میں تکلف نہیں کررہا، میں واقعی کھا چکا ہوں _ابعصر کی

فرحت نے کہاتھوڑ ابہت کھالو،

نماز کاوفت ہو چکاہے۔ میں ذرامسجد سے ہوآ وَں۔ مرمد اصامن تم ایس کی اتب ایک

بہت اچھامنورتم ان کے ساتھ جاؤ سرید

اکبرخاں کری سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا۔ فرحت کواس کی حیال میں کوئی غیر معمولی بات نظر آئی، وہ چلتے وقت ایک پاؤں پر ذرازیا دہ بوجھ ڈالنے کی کوشش کررہا تھا،وہ اس کی وجہ یو چھنا جا ہتی تھی کیکن پیشتر اس کے کہوہ کوئی بات کر تی، اکبرخال کمرے سے باہر جاچکاتھا۔ 🛚 🖈 تھوڑی دیر بعد جب اکبرخان نماز پڑھ کرواپس آیا ،نو فرحت بر آمدے مین ا یک موڑھے پربیٹھی ہوئی تھی مبحن عبو رکرتے وفت اکبراسی طرح کنگڑ ارہاتھا ،فرحت نے کہا اکبر کیابات ہے؟ تمھارے یاؤں میں کوئی تکلیف ہے؟ ا كبرچند قدم سنجل كرچين كے بعد برآمدے ميں داخل ہوا، اورايك مونڈ ھے پر ہیٹھتے ہوئے بولاء جی کچھٹیس گذشتہ سال ایک اڑائی میں میر می ٹا تک پر ایک گولی لگ گئتی ۔اب آگر میں بھی زیادہ سواری کروں یا پیدل چلوں نو ٹا تک میں تکلیف ہوجاتی ہے۔ تصاری لزان کی کے ساتھ ہو گائی سر بیٹے بروں کے ایک کروہ نے بچھ پر حمله كرديا تفاء يرحمله الله فقر حيا فك تفاكين الدوي فكالكنا أيك مجز وتفارا كراس ون میری چھوٹی بچی شمینہ نہ ہوتی ، تو آئ آئ آئے بھے یہاں ندر پھتیں ، روہیل کھنڈ سے ہجرت کے بعد میں نے اینے قبیلے کے لوگوں کو آباد کرنے کے لیے ادھونی کی سرحد پرایک غیر آباد علاقہ حاصل کیا تھا۔ اس علاقے سے چندمیل کے فاصلے پر ایک گھنا جنگل ہے،اوراس جنگل ہے آگے ایک حچیوٹا سا دریا ہے۔جوادھونی اور مرہشہ سلطنت کے درمیان سرحد کا کام دیتا ہے۔ا دھونی کی حکومت کی طرف ہے ہمیں اس بات کی اجازت تھی کہ ہم جتنا جنگل جا ہیں آ با دکر سکتے ہیں۔اس جنگل میں کہیں کہیں بھیل لوگ آبا دیتھے، جو عام طور پر شکار پر گزاراہ کیا کرتے تھے، مین نے ان لوگون میں کھیتی ہاڑی کاشوق پیدا کر کے اٹھیں کام پر لگا دیا۔اور چندسال میں جنگل کاٹ کر بہت می زمین آبا دکرلی،میرے قبیلے کے لوگوں کی بستیون کے اردگر دان

جھیل کسانوں کے گلو**ں آب**ا دہو چکے تھے، جواب خوش حال انسانوں کی زندگی بسر کررہے تھے۔ایک دن سرحد باری مر ہٹ ہر دار کا ایکی میرے یاس آیا،اوراس نے مجھے پیغام دیا۔ کہا گر آپ لوگ اس علاقے میں امن کی زندگی بسر کرنا حاہتے ہیں ، تو ہمیں ہرسال اپنی آمدنی کاایک چوتھائی ا دا کرتے رہیں ، پیمطالبہ میرے نز دیک ا یک گالی تھا،اور میں نےسر دار کے ایکچی کوڈ انٹ ڈپٹ کرواپس کر دیا۔ چند ماه بعد مجھے پیتہ چلا کہ مرہ شامر داری دھمکیوں سے مرعوب ہو کربعض کسان مجھ سے بالا ، بالا الطبیق چوتھا حصہ دینے برآمادہ ہو گئے ہیں ، میں نے ایک دن علاقے کے تمام بھیل جمع کیے ، اوران سے بیروعدہ لیا کہ وہ مرجوں کوایک کوڑی بھی ا دانہیں کریں گے۔این کا نتیجہ میہ ہوا کہ مرہوں نے ایک دن دریا عبور کرے ان لوگوں کی چند بستیا ہوئے لیں ،اور چند مردوں اور غورنوں کو پیز کرا ہے ساتھ لے کے، میں نے ان آ دمیوں کو پیز کے کے خلق ہر ہد سر داروں سے بات چیت شروع کی تو اس نے ایک بھاری رقم کا مطالبہ لیا جھیل اپنے مال مولیثی چے کریے رقم فراہم کرنے پر آما دہ ہو گئے۔لیکن میں نے ایک رات تین سوآ دمیوں کے ساتھ دریا عبور کیا، اورمر ہشہر دارکے گاؤں پر جملہ کر دیا،سر دار جارے ہاتھ سے چے کرنگل گیا۔اس کا ایک حچھوٹا بھائی لڑائی میں مارا گیا ، اور باقی دو بھائی ، ایک بیٹا اور چند رشتے داراورنو کرہم نے زندہ گرفتار کر لیے۔اس کے بعد مصالحت کی گفتگو شروع ہو ئی ،اورسر دارنے اینے آ دمیوں کے بدلے ہمارے آ دمی چھوڑ دیے۔اس کے بعد کافی دریتک امن رہا، تا ہم میں نے کسی غیرمتو قع حملے سے پیش نظرا پنے مزارعین کو مسلح كر ديا _اورا ببجيل جنحين عام طور يربز دل خيال كيا جاتا تقاءا بيجھے خاصے ساہی بن چکے تھے، کئی بارمر ہٹ ہر دارنے اپنے ایکی بھیج کراس بات پراحتجاج کیا،

کہ میں ان لوگوں کو سکتے کر ہے اس کے علاقے کے لیے خطرہ پیدا کر ہاہوں کیکن مین ہمیشہ اسے یہی جواب دیتا کہ جب تک تمہاری طرف ہے کوئی شرارت نہیں ہوگی ،یہ لوگ شہیں پر بیثان نہیں کریں گے۔ پھیلے سال میں نے اپنے گاؤں سے چندمیل دورایک نئ زمین آبا دکرنے کے لئے جنگل کٹوانا شروع کیا،ایک صبح میں اور شہبازمز دوروں کے کام کی تگرانی کے لیے گھوڑوں پرسوار ہوکر گھر ہے آنگے، گاؤں سے باہر ثمینہ بچوں کے ساتھ کھیل ر ہی تھی ۔وہ ہمارا ، راستہ روک کر کھڑی ہوگئی کہ مجھے بھی اپنے سماتھ لے چلو ، ثمینہ کو سواری کا بہت شوق تھااور بھی، بھی جب کہیں بز دیک جاتا ہو تا تو میں اے اپنے ساتھ بٹھالیا کرتا ہوں الین اس مرتب الم دور جار ہے تھے، اور بیں نے اے بہت سمجهایا کر تھک جا تھ کا ایسے موقعہ پر آنسوان کا سب سے خطرنا کے حرب ثابت ہوا کرتے ہیں، چنانچیشہناز نے اسے اپنے اور سے پیارا مثام سے پچھدر پہلے ہم اینے کام سے فارغ ہو کروا پس آرہے تھے کہ اچا تک تھوڑی دور پر گھنے درختوں کی اوٹ ہے ہم پر یکے بعد دیگرے چند فائر ہوئے ،میر انھوڑ ازخمی ہوکر گریڑا ،اوراس کے ساتھ ہی ایک گولی میری ٹا نگ میں لگی ، میں اپنی بندوق سنجال کریاس ہی ایک گرے ہوئے درخت کی آڑ میں لیٹ گیا،شہباز مجھ سے چند قدم آگے تھا،اس نے فوراً گھوڑا روکا، اور ثمینهٔ سمیت نیجے کودیرہ ا، ثمینه اس کا اشارہ یا کرایک حجا ڑی کی اوٹ میں لیٹ گئی۔اوروہ بھاگ کرمیرے قریب آگیا جملہ آورسامنے درختوں میں جھے ہوئے تھے اور مجھے یقین تھا کہوہ احیا تک با ہرنگل کرہم پر ٹوٹ پڑیں گے۔احیا تک ہمیں

، ' اور مجھے یقین تھا کہ وہ اچا نک ہا ہر نکل کر ہم پر ٹوٹ پڑیں گے۔اچا نک ہمیں اپنے عقب سے گھوڑے کی ٹاپ سنائی دی۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو شمینہ گھوڑے کی

زین کے ساتھ چمٹی ہوئی تھی اوروہ پوری رفتارہے بھاگ رہا تھا،میرے یا وَں تلے ے زمین نکل گئی۔ ثمینہ گھر میں ایک چھوٹے سے ٹٹو پرسواری کیا کرتی تھی الیکن اس کا گھوڑے پرسوار ہونا اوراہے اس طرح بھگانامیرے لئے ایک معجز ہ تھا۔ ہمیں زیا دہ دیر تک ثمینہ کے متعلق سو چنے کامو قع نہ ملا۔ درختوں کے حجنڈ ہے اجا نک گولیوں کی بارش ہونے لگی۔اور ہم نے جوابی فائر شروع کر دیے۔ پھرتھوڑی در بعد رحمن کی بندوقیں خاموش ہو تنگیل اور کسی نے بلند آواز میں کہاا کبرخاں اب تم چے کرنہیں جا سکتے واک لڑائی بےسود ہے۔لیکن اگر تم جھیار بچینک دونو تمہاری جان بچانے کاوعدہ ہم کرتے ہیں۔ میں نے کوئی جواب نہ دیااور وشن نے دوبارہ گولیاں بر سانی شروع کر دیں۔ مجھے اس بات کا یقین ہو چکا تھا کہ دشمن دن کی روشی میں درختوں کا اور ہے ہم پر حملہ بین کر ہے گا۔ لیکن شام کی تاریکی ہےوہ پور اقا كده الخائيل لي _ الحاسمة الم شمینہ کے متعلق میرایمی خیال تھا کہوہ شاید فوف زدہ ہو کروہاں سے بھاگ گئی ہے۔ کیکن میرا پی خیال غلط ثابت ہوا۔غروب آ نتاب کے وقت میں نے شہباز سے کہا کتھوڑی دیر بعد تا ریکی چھا جائے گی۔ اور شہبیں اس سے فائدہ اٹھا کریہاں سے نکلنے کی کوشش کرنی جا ہیں۔ میں دشمن کواپنی طرف متوجہ رکھوں گا۔ کیکن وہ ایبامشورہ سننے کے لیے تیار نہ تھا۔ پھر جب تا ریکی چھا رہی تھی اورہم پیہ محسوں کررہے تھے کہ دشمن اجا تک درخنوں کی آ ڑھے نکل کر ہم پرحملہ کر دے گا۔ نو ہمیں دور سے گھوڑوں کی ٹاپ سنائی دی۔ اور تھوڑی دیر میں ایک بستی کے اٹھارہ جوان ہماری مد دکو پہنچ گئے۔ بیثمیینہ کا کارنا مہتھا۔وہ ڈر کرنہیں بھا گئتھی ۔خدامعلوم اس کے دماغ میں بیہ بات کیسے آ گئی کہ ہم زیا وہ دیر دعمن کامقابلہ نہیں کرسکیں گے۔

وہ قریب ترین بہتی کے لوگوں کو خبر دار کرنا چاہتی تھی۔ لیکن راستے کی پہلی بہتی ہیں وہ گھوڑا روک نہتی ۔ اور جب وہ دوسری بہتی آئی تو وہ سرکش گھوڑ ہے کو رو کئے کی بجائے دھان کے ایک کھیت ہیں کو دیڑی اور اتنی دہائی مجائی کہ آن کی آن سارا گاؤں اس کے گردج عمو گیا۔ بھائی جان وہ عجیب لڑکی ہے۔ تنویر کی بیرحالت ہے کہوہ چھیکلی سے ڈرتی ہے۔ اور شمینہ نے سامت سال کی عمر میں کوئی دو گر لمباسانپ مارڈ الا تھا۔

مارڈ الا تھا۔

فرحت نے کہا ہے انجھا ان جملہ کرنے والوں کا ٹھر کیا بنا جن کی میں کوئی دو گر لمباسانپ مارڈ الا تھا۔

"وه وارول کود کیمتے ہی جائے۔ ہم نے ان کا تعاقب کر کے دوآ دمیوں کو مارڈ الا اور ایک کوزندہ گرفتار کر ایا۔ اس کی زبانی جس معلوم ہو گہوہ ہے آدی جن کی تعداد آئے تھے ۔ سے مرحت کے لیے جیے ہے۔ "
تعداد آئے تھے ۔ سرحد کا ایسے ہم جیسر دار کے تھے گر کرنے کے لیے جی جی جی ""
اس کے بعد کوئی نا خوشگوار واقعہ پیش جی آیا اور اس کی وجہ عالبایہ تھی کہ ادھونی کی حکومت نے مر ہیئیر دار سے تحت باز پرس کی تھی ۔ "
تیسر سے روز فرحت سے کی نماز کے بعد ہاتھا تھا کر دعا ما تک رہی تھی ، مراد علی کر سے بیں داخل ہوا ، اور بھے دیراس کے باس کھڑار ہا، فرصت دعاسے فارغ ہوکر

سر سے میں دہ سی ہو ہو ہور پی ہوری ہے ہیا ہاں جان چیا جان اکبر سفر کے لیے تیار اس کی طرف متوجہ ہوئی ، مرا دعلی نے کہا ، امی جان چیا جان اکبر سفر کے لیے تیار ہیں ۔اور آپ سے رخصت کی اجازت چاہتے ہیں ۔ اچھاانہیں اندر لے آؤ۔

پ ہیں۔ مرا دعلی واپس چلا گیا اور فرحت کمرے ہے نکل کرصحن میں آگئی ،تھوری دیر بعد ا کبرخان اورمرا دخان محن میں داخل ہوئے۔ اکبرخان نے کہا اب مجھے اجازت دیجے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں انورعلی سے نہیں مل سکا۔ آپ مرا داورا نورکوکسی دن میرے پاس جھیخے کاوعدہ نہ بھولیں ،

اں سے ۔اپہر اداورا ورو ی دن ہیر ہے پان بیہے ہو صدہ مدہویں ۔ فرحت نے کہااگر حالات نے اجازت دی تو میں انہیں ضرور بھیجوں گی ، اکبر خان نے گھٹی ہوئی آواز میں خدا حافظ کہا ،اورمرا دعلی کے ساتھ چل پڑا۔ میں رحم ،وحرکت کھٹری زندگی گانات رنگینیوں کا تضور کرر ہی تھی ، جو ماضی کے

فرحت ہے جس وحرکت کھڑی زندگی کی این رنگینیوں کا تصور کرر ہی تھی ، جو ماضی کے دھندلکوں میں رو پوٹن ہو چکی تھیں ۔اپٹے شو ہر کے ساتھ البرخان کی رفاقت کا زمانہ

اے ایک خوات ما ان کے سات کرے خال ہوتا تھا ۔ با ہر دیوان خانے کے سات کرے خال ہے اس کے طور میں باک تھا ہے کھڑا تھا۔ مراد کے اختار ہے ہوہ ان کے بیچے کی دیا ، ڈریز جی سے نکل کرتھوری دور سرم ک پر چکنے کے بعد اسر خال رکا ، وراس نے مصابیح کے لیے ہاتھ بروصاتے

ہوئے کہا۔مراداب تمہیں آگے جائے گھڑورت بیس خدا حافظ۔ مرادعلی نے اس کے ساتھ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا، چچا جان شہبازاور چچی جان کومیر اسلام کہیے۔

چپاجان: مرادعلی نے جھکتے ہوئے کہا۔ بہن تنویر اور ثمینہ کوبھی میر اسلام کہیے۔ اکبرخان نے گھوڑے کوایڑ لگاتے ہوئے کہا بہت اچھاخدا حافظ۔ خداحافظ چیاجان

عدہ مارہ ہو ہوں گھوڑا چند چھلانگیں لگانے کے بعد پاس ہی سڑک کےموڑ پراوجھل ہو گیا۔ اورمرادعلی کریم خان کے ساتھ واپس ہو گیا۔جب وہ ڈیوڑھی کے قریب پہنچے ہو منور یوری رفتار سے بھا گتا ہوا باہر لکلا۔اوراس نے ہانیتے ہوئے یو چھا بھائی جان مہمان چلے گئے۔مراد نے جواب دیاہاں کیکن تم اس قدر بدحواس کیوں ہو؟ منورنے شکایت کے لیجے میں کہا۔ بھائی جان کریم ہمیشہ میرے ساتھ دیشنی کر تاہے۔اس نے وعدہ کیا تھا کہ میں شہیں جگا دوں گا۔

کریم خان نے کہا اور میں انتہ ہیں آواد دی تھی لیکن تم گدھے کی طرح کے لے رہے تھے۔ خ الے لے رہے تھے۔

منور نے فریادی ہوکر کیا بھائی جان ہے جھوٹ بولٹا ہے میں کھی خرائے نہیں مرادی نے العام بناؤ کرممان کے بہارا کیا گا تھا؟ بی میں اندن سلام کا دوسال کے ایک دی تھی۔ بیخالص

میں نے بی بی جی کوبھی دکھائی تھی ،گریم بخش مجھ سے جاتا تھا اس کئے مجھے نہیں جگایا ،منورنے اشر فی نکال کرا نورعلی کو دکھائی۔کریم خاں نے جلدی سے اپنی جیب میں ہاتھوڈ الا اور دواشر فیاں نکال کرمنور کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔ا بے مجھے جلنے کی کیاضرورت تھی۔خاں صاحب تم ہے پہلے مجھے دومہریں دے چکے ہیں۔اور چوکیدارکوبھی ایک مہر دے گئے ہیں۔

منور نے منھ بسور کراشر فی اپنی جیب میں ڈالی او رمرادعلی ہنستا ہوا ڈیوڑھی میں داخل ہو گیا۔

دوسرا باب

ایک دو پہریانڈی چری کی بندرگاہ پرِلوگوں کا ججوم ایک فرانسیبی جہاز ہے اتر نے والے مسافروں کا خیر مقدم کر رہاتھا، جہاز کے ملاح اور بندرگاہ کے مز دور سامان اتارنے میں مصروف تھے،اور چندسیا ہی تماشابیوں کو ہندر گاہ کے احاطے سے دور رکھنے کی کوشش کررہے تھے۔ جہاز کا گپتان ایک طرف کھڑا چندفر السیسی حکام ے اور فوجی افسروں سے باتیں کر ہاتھا، اور اس کے یاس بی ایک سائبان کے نیجے ا یک محررمیز لگائے بیٹھا تھا۔اورای کے ساتھ چند حبثی اور پیری، جن میں سے بعض کے لباس کلبت اور فلاس کے انتیار ارتضاء ایک نصف دائرہ میں کھڑے تصے بحر رکی کری ہے دائیں اور ہائیں دونو جوان جواہے لباس ہے یانڈی چری کی بجائے میسوری فون کے بیائی معلوم ہوتے تھے، مرے تھے، ایک دراز قامت اور خوش وضع نو جوان تماشا بيون تي جوم مين اينا را شه صاف كتا موا آك بره حا، اور محررات و یکھتے ہی اٹھ کر کھڑ اہو گیا،

سررات و جوان نے ایک ٹانیہ کے لئے سائبان میں جمع ہونے والے آدمیوں کی طرف دیکھا،اس جہاز پر صرف بہی آدمی آدمی کے طرف دیکھا،اس جہاز پر صرف بہی آدمی آئے ہیں۔

طرف دیکھا،اور پھرمحرر کی طرف متوجہ ہوکر او چھا،اس جہاز پر صرف بہی آدمی آئے ہیں۔

۔ جی ہان جہاز کے کپتان نے مجھے بتایا ہے کہا گلے مہینے مریش سے دوسراجہاز آئے گا۔

ان گیارہ آ دمیوں میں سے پانچ یور پین اور باقی افریقی ہیں۔خدامعلوم جہاز کا کپتان انہیں کہاں سے بکڑ لایا ہے۔ان میں سے کوئی بھی فوجی تجربہ نہیں رکھتا۔

نو جوان ان آ دمیوں کی طرف متوجہ ہوا اور فرانسیسی زبان میں بولا۔'' ہمیں میسور کی فوج کے بے بہترین آ دمی درکار ہیں ۔ میں تمہاری حوصلہ تکنی جہیں کرنا جا ہتا کیکن تم میں ہے کسی کواگر بیغلط نہی ہے کہ میسور کی فوج ہے کارلوگوں کی جائے پناہ ہےنو بیغلط نہی ابھی ہے دور ہوجانی حاہیے۔ میسوری فوج میں شامل ہونے ہے پہلے تہمیں ابتدائی تربیت کے انتہائی صبر ازمامراحل سے گزرنا پڑے گائے میسورے حکر ان کوہرا چھے سیای کابہترین قدر وان یاؤے۔ابندائی تربیت کے لیے تہیں چند ہفتے ٹیمال رہنا رہے گا۔اس کے بعد جولوگ فوجی خدمت کے قابل سمجے جائیں کے انہیں میسور بھی دیا جائے گا اور باقى كواكيد ماه كى زا مَدْ تخواه د ي كرواني كرديا جائے گا۔ چھے ہے کو کی آواز بنائی دی مجھے بقین ہے کہ بیر قب کی بہترین تو تعات بورى كرشين كے سيار قائل كے ايك ئى زندگى ى الماشى المسائل نو جوان نے مُڑ کر دیکھا تو اس کے پیچھے جہاز کا عمر رسیدہ کپتان اور چند فرانسینیافسر کھڑے تھے۔

"موسیوفرانسسک"! نوجوان نے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے

كِتان فرانسسك نے كرم جوثى ہے مصافحه كرتے ہوئے كہا۔" انورعلى مجھے تہهاری و تع نہ تھی تم کب ہے یہاں ہو؟''

ایک فرانسیسی افسرنے کہا۔'' آپ ایک دوسرے کوکب سے جانتے ہیں'' انورعلی نے جواب دیا۔'' کپتان فرانسسک سرنگا پٹم کی فوجی درس گاہ میں

ہاری اُستا درہ چکے ہیں۔میں نے فرانسیسی زبان انہی ہے کیھی تھی۔'' كيتان فرانسسك في بوجها- "أب كوالداور بهائيون كاكياحال هي؟" انورعلی نے مغموم کہجے میں جواب دیا۔''بھائی صدیق، مسعوداوراہاجان باڑ نوری جنگوں میں شہیدہو گئے تھے۔مرادسر نگا پٹم میں تعلیم یا رہاہے۔ " مجھےافسوں ہے۔" کپتان فرانسسک نے مغموم کہجے میں کہا۔" معظم علی میرے بہترین دوست تھے'' انورعلی نے نندر کے تو تف کے بعد کہا۔'' آپ پایڈ کی چری میں کتنے دن قیام ين آ پاقيام الله الله انورعلی نے بندرگاہ کے کون ڈیڑے وقدم دور چند جموں کی طرف اشارہ كرتے ہوئے كہا۔ وو مير اليمي اليمي الي التي الت كا كھانامير ب ساتھ كھائيں نو مجھے بہت خوشی ہوگ۔'' ایک فوجی افسرنے کہا۔'' کھانے پر بیٹییں اسکیں گے۔آج رات گورز کے ہاں دعوت ہے۔" فرانسسک نے کہا۔" اگر آپ سونہ گئے تو گورنر کی دعوت سے فارغ ہوتے ہیں میں آپ ہے ملنے کی کوشش کروں گا۔' انورعلی سکرایا۔'' میرے سو جانے کا سوال ہی پیدائہیں ہوتا۔ آپ ضرور "میں ضرور آؤں گا۔ مجھے آپ کے ساتھا یک ضروری کام بھی ہے۔"

رات کے گیارہ بجے انورعلی نے کپتان فرانسسک کی آمد سے مایوس ہوکر سونے کا ارادہ کررہا تھا کہ دلاور خان خیمے میں داخل ہوا اوراس نے کہا۔'' جناب کپتان صاحب آگئے ہیں۔''

بینان صاحب، سے بینانورعلی اپنی کری سے اٹھا اور خیے سے باہرنگل آیا کیتان فرانسسک ایک اور
آدی کے ساتھ اور کھڑا اٹھا اس نے آئے بینے کر افورعلی سے مصافحہ کرتے ہوئے
کہا میراخیال بھا کہ آپ ہو گئے ہوں گئے گورز کی دولت کر بچھے چند پرانے دوست
مل گئے اور ان کے ساتھ باتوں میں بہت دیریگ گئی، پھر آپ کے پاس آنے سے
پہلے میراا ہے جہازیر جانا بھی شروری ہے۔

انور على كالمان يروق ريافا كشايدات وقت يا الريافية

یں۔ کپتان فرانسسک انور کی کے اگھ نے میں داخل ہوالیکن اس کا ساتھی تذیذ ب کی حالت میں اپنی جگہ گھڑ ارہا فرانسسک نے مڑ کریا ہر جھا نکتے ہوئے کہا لیگر انڈ الا وُتم ہا ہر کیوں کھڑے ہو؟

کپتان کا ساتھی خیمے کے اندر داخل ہوا وہ کوئی بیس سال کا دبلا پتلانو جوان تھا اس کے خدو خال میں ایک غیر معمولی جا ذہبیت تھی تا ہم اس کی جھکی ہوء گر دن اور مغموم اداس اور البچی نگا ہیں سی جسمانی اور ڈینی افیت کا پینہ دیے رہی تھیں۔

فراسسک نے انورعلی کے قریب ایک کری پر بیٹھتے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہوکرکہا بھیا بیٹھ جاوئے محفوظ ہے مخاطب ہوکرکہا بھیا بیٹھ جاوئے محائے کے بیٹھ میرے جہاز سے زیادہ محفوظ ہے کا طب ہے بڑا پھروہ انورعلی کی طرف متوجہ ہوا یا نڈی جری پہنچ کرمیرے لئے سب سے بڑا

مسّلهاس نوجوان کے لئے جائے پناہ تلاش کرنا تھا۔

ا نورعلی نے کہاا گر کوئی خطرہ ہےتو میں انہیں اسی وفتت سرنگا پٹم بیجھنے کا انتظام

فرانسسک نے کہااگر اسے صرف سرنگا پٹم بھیجنے کاسوال پیدا ہوتا تو میرے کئے کوئی پریشانی کی بات نہ تھی کیکن بعض وجوہات کے باعث اسے پچھ عرصہ يهيهس رهناريا ب گا جيلے جي نے ليه وجا تفا كيا سے اپنے سى فراسيسى دوست کے باس چھوڑ دوں گایا نڈی چڑی کی فوج سے گئی افس کیے ہیں جن سے ساتھ میرے ذاتی تعلقات ہیں لیکن پیرس کی پولیس اے تلاق کر منی ہے اور کوئی فرانسیسی اپنے آپ کوخط و میں ڈالے بغیرائ کی حفاظت کا ذمہ نبیل کے سکے گا۔

ا ہے کی انظار کیلئے بہان شہر مایٹے کا ۔ اور جب وہ بہاں بھی

جائے گی تو بیاس سے ساتھ میں ور چا جا کے گائی کھی جس پیرٹ کے نوجی مدرسہ میں تعلیم حاصل کر چکا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ ان کے لیے سلطان ٹیپو کی نوج کے پورپین دستے میں کوئی معقول عہدہ حاصل کرنا مشکل نہ ہوگا۔ میں بیہ چاہتا ہوں کہ ا**ں وفت آپ اے ایے ایک نجی ملازم کی حیثیت سے بیہاں رکھیں ۔ایک ایجھے**

خاندان ہے تعلق رکھتا ہے اوراس کابا ہے میرا دوست تھا۔ کہیں آپ بیرخیال نہ کریں کٹمس کسی عادی مجرم کوآپ کی پناہ میں دینا جا ہتا ہوں میری نظر میں بیہ بالکل ہے گناہ ہے۔اور جووا فعات اسے پیش آئے ہیں،وہ فرانس میں ہرشریف آ دی کو پیش

ا نورعلی نے کہا۔"میرے لیے یہی کافی ہے کہآ پے انہیں میری اعانت کامستحق مسجھتے ہیں میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں آخری دم تک ان کی حفاظت کروں گا اور بیا ایک ملازم کی حیثیت میں نہیں بلکہ ایک دوست کی حیثیت میں میرے پاس رہےگا۔''

رہے گا۔ فرانسسک نے نو جوان کی طرف دیکھا اور کہا بظاہر اس بات کا کوئی امکان نہیں کہ پیرس کی پولیس تہہیں یہان تک تلاش کرے گی۔لیکن پھر بھی تہہیں بہت مختاط رہنا چاہیے یہاں اپنے کسی ہم وطن کے ساتھ میل جول رکھنا تمھارے لئے مفید نہ ہوگا تہہیں ہروت یہ محسوں کیا جا ہے کہاں نیچے سے باہر تمہارے لئے ہر جگ غیر محفوظ ہے اور اس کے بحدوں کیا جا ہے کہاں نیچے سے باہر تمہارے لئے ہم اپنااصلی غیر محفوظ ہے اور اس کے بحدوں کیا جا کہ جس تمہارے لئے گئی بہتر ہوگا کہ تم اپنااصلی نام کسی پر ظاہر نہ کرو۔

نہیں، کیاں بھی جب بندرگاہ کے گیرے داروں نے سے باہر جھا تھنے کی جی اجازت بیں دی اوراب بھی جب بندرگاہ کے گیرے داروں نے سے بیرے راستے میں جہاز ہوہ یہی ججھتے ہوں گے کہ بیمیرے ملاحوں میں سے ایک ہے راستے میں جہاز کے مسافروں کو بھی اس کے متعلق بہی معلوم تھا کہ بیہ جہاز کے عملہ سے تعلق رکھتا ہے خدا کاشکر ہے کہ بندرگاہ پر آپ سے ملاقات ہوگئ ورنداس کے متعلق بہت پر بیثان خدا کاشکر ہے کہ بندرگاہ پر آپ سے ملاقات ہوگئ ورنداس کے متعلق بہت پر بیثان

انورعلی نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا دیکھیے پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں میں آپ کی حفاظت کا ذمہ لیتا ہوں۔

نوجوان نے ایک ہغموم سکر اہث کے ساتھ انورعلی کی طرف دیکھا اور کہا مجھے صرف اس بات کاافسوس ہے کہمیری وجہ ہے آپ کو تکلیف ہوگی۔

کپتان فرانسسک نے کہااب میں میسور کے متعلق آپ چند ہاتیں کرنا جا ہتا ہوں آج گورز کی دعوت پر قریباً تمام وفت کورگ اورز گندُ میں سلطان ٹیپو کی فتو حات ہاری گفتگو کاموضوع بن رہی او رہیں بڑی شدت کے ساتھ میمحسو*ں کر*تا رہا کہ مجھے تسى قيمت پرميسور پر كى ملازمت حچوژنی نہيں چاہئے تھى مجھے ماریشیش پہنچ كر حيدر علی کی وفات کی اطلاع ملی تھی اور میں فرانس جانے کی بجائے واپس آنا حیا ہتا تھا کیکن ماریشش میں ایک طومل علالت کے جاجث میری پیرخواہش پوری نہ ہوسکی علالت کے ایام میں میری تمام دلچیدیاں میسوری عرف اور آزادی میری عزت اور آزادی ہے میں میں وری فوج کی ہر شکست کواپنی شکست اور ہر فتح کواپنی فتح سمجھتا تھا بھرجب میں ماریخز پہنچاتو وہاں ہرمجلی میں ٹیپو کا تو حات کے چر ہے ہررہے تھے جن لوگوں کو پیمعلور تھا کہ میں میسور کی حکومت کاملازم رہ چکا ہوں وہ مجھ سے عجیب و غريب سوالات كرتے تھے لي كيا ہے؟ اس کے چرے کے خدو خال سیان استان کے اسے تریب سے د یکھاہے؟ _____ اور جب اور جب میں بیر کہتا ہوں کہ میں ٹیپو کواس وفت سے جانتا ہوں جب انہوں نے میسور کی فوج مين اينا يهلاعهده سنجالاتفا اور میںان خوش نصیب لوگوں میں ہے ہوں جنہیں ہرمہینے دو حیار مرتبہان ہے مصافحہ کرنے اور ہم کلام ہونے کاموقع ملتا تھااوروہ مجھ سے فرانس کی تاریخ اور فرانس کے جغرا فیہ کے متعلق بے شارسوال بو چھا کرتے تھے ،تو <u>سننے والوں کوم</u>یری بإنوں کا یقین نہآتا تھا مجھے بہت جلد واپس جانا ہے ورنہ میں سلطان کی خدمت میں ضرورحاضر ہوتا۔ آج گورز کے ساتھ گفتگو کے دوران میں مجھےمعلوم ہواہے کہ

مریبے اور نظام میسور کے خلاف متحد ہورہے ہیں اوراگر سلطان کو کئی محاذوں پرلڑ نا رپڑے گامجھے یقین ہے کہ کے نامہ منگلور کے بعد بھی میسور کے خلاف انگریزوں کے جارحانه عزائم مین کوئی فرق نہیں آیا وہ اپنی سابقہ شکستوں کا انتقام لینے کیلئے صرف موزوں وفت کاا نتظار کررہے ہیں۔ انورعلی نے کہا۔'' ہمیں انگریزوں کے متعلق کوئی خوش فہی نہیں ہے۔ہم جانة بين كمانهون في نظام اورمر بينون كي اعانت كي اميدير جنگ شروع كي تقي-اورہم یہ بھی جانتے ہیں کہ معاہد ہ منگلور سے بعد میسور کے خلاف جتنی سازشیں ہوئی ہیں اُن سب میں آگریز ، نظام اور مریضے پر اپر سے حصہ دار ہیں۔ کیکن ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ اگر نظام اور مرہ ٹول نے انگر پر اول کی شہر پر جنگ شروع کی قوہم انكريزوں کے ميان ميں آنے سے پہلے ى آئيں ہيں كردكادي كے۔انكريز منگلوراوریڈ نوری جنگوں میں ای قدر مفلوج ہو بچے ہیں کے آنہیں دوبا رہ میدان میں آنے سے لیے کانی عرصلہ کے گااور ہم جنگ کوطول دے کر انہیں تیاری کا موقع دینے کی غلطی نہیں کریں گے ۔سر دست سلطان معظم، نظام اور مرہٹوں کو جنگ ہے بازر کھنے کی ہرممکن کوشش کررہے ہیں۔لیکن اگر انہوں نے ہمارے کیے جنگ کے سواکوئی راستہ باقی نہ چھوڑا تو آپ دیکھیں گے کہ نظام اور نا نا فرنولیس اس دن کو ا پنی تاریخ کامنحوس ترین دن خیال کریں گے۔ جب انہوں نے انگریزوں کی

اعانت کی امید پرمیسور سے نگر لینے کا فیصلہ کیا تھا۔ ہمیں صرف اس بات کا افسوس ہے کہ ہمارے فرانسیسی حلیفوں نے ہمارے ساتھ اچھا برتا وُنہیں کیا۔اگر منگلور کی جنگ کے ایام میں فرانسیسی فوج ہم سے علیحدہ نہ ہوجاتی تو آج ہمیں ان حالات کا

سامنانه کرنایژ تا"

کپتان فرانسسک نے کہا۔''میں اس مسکہ میں فرانس کی و کالت خبیں کروں گا یہ ایک ایسی غلطی تھی جس پر مستفتل کے مورخ ہمیں ہمیشہ ملامت کرتے رہیں انورعلی نے کہا۔'' لیکن اب بھی فرانس اگر حقیقت پیندی کا ثبوت دے تو سابقة فلطيوں کی تلا فی ہوسکتی ہے۔'' فرانسسک نے جواب دیا۔" کاش آپ کوٹرائس کے حالات کا سیحے علم ہوتا۔ انگریزوں کے ساتھ ہاری سکتے کی وجہ بیانتھی کہ ہم ان کی اس پیندی ہے قائل ہو گئے تھے۔ بلکہاں کی وجہ ی تھی کہ ہم اپنی کمزوریوں پر بردہ ڈالنا کیا ہے تھے۔آج فرانس کے اندرونی حالات اس قابل نہیں کیوہ اپنی خارجہ سیاست کے میدان میں كوئى حقیقت پیندا شاقلام اٹھا سکے۔اگر میں سلطان ٹیپو کی خدمت میں حاضر ہوسکتا تو

گئے تھے۔ بلداس کی وجہ کی تھی کہ اس کے عرور اوں پر پردہ ڈالنا جائے تھے۔ آج فرانس کے اندرو ٹی حالت آس قابل نیاں کہ وہ اپنی خارجہ است کے میدان میں کوئی حقیقت پسندا ڈولڈ ما ٹھا سکے۔ اگر میں حاطان ٹیپو کی خدرت میں حاضر ہوسکا تو میں غیر جہم الفاظ میں اپنی موجودہ حاصت کی اس کمزور یوں کا اعتر اف کرتا جن کے باعث ہم اپنے حلیفوں کوکوئی مدونیں وے سکتے فرانس کا ہر باشعور آدی میں مسور ایک ایسی قوت ہے جو انگریزوں کی جارحیت کا مقابلہ کر سکتی ہے گئین کاش ایسے لوگوں کی آواز ہمارے حکمر انوں کو متاثر کر سکتی! میں موجودہ حالات میں فرانس کے سنفیل سے مایوں ہو چکا ہوں لیکن میسور کے سنفیل موجودہ حالات میں فرانس کے سنفیل سے مایوں ہو چکا ہوں لیکن میسور کے سنفیل سے مایوں ہو چکا ہوں لیکن میسور کے سنفیل سے مایوں ہو چکا ہوں ایکن میسور کے سنفیل کو شائی بساط کے مطابق اس بات کی ہر ممکن کوشش کرر ہے ہیں۔ کہ فرانس ہندوستان میں سلطان ٹیپو کا یورا یورا ایورا ساتھ دے لیکن

انورعلی مسکرایا۔'' آپ کو مایوس نہیں ہونا چاہیے ایک بڑا آ دمی ایک بڑی احتیاج کی پیداوار ہوتا ہے۔''

كاش و مال بھى كو كَى حيدرعلى ياڻيپو ہوتا۔''

كتان فرانسسك كيهدريس جهكائ سوچنا رماب لآخراس في كها-"خدا خیر کرے کیفر انس کوسلطان ٹیپوجیسار ہنمامل جائے۔اورجب میں دوسری باریہاں آؤں تو آپ کو بیخوش خبر دے سکوں کہمیرے پیچھےا یک عظیم ترین جنگی بیڑا آ رہا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں چند برکار آ دمی اپنے ساتھ لایا ہوں۔ آپ کو یقیناً مايوى ہوئی گی۔'' انورعلی نے جواب دیا ۔ میں سلطان ٹیو کا سیابی ہوں اور مایوی میرے

نز و یک ایک گناہ ہے ۔ جھے یقین ہے کہ ہم ان آ دمیوں کو کارآ مر بناسکیں گے۔' لیکن میں جیان ہوں کہ ان کام کے لیے آپ کو کیوں نتخب کیا گیا ہے۔آپ کوکوئی اہم فرمہ فاری ہونی جانی جائی جائے ہے۔ اور گرا پ کے لیے پایٹری چری کی بجائے مغر نی ساحل ک کی بندرگاہ ہے سلھا ورسیائی حاصل کیا آسان ہے۔" " ہم با ہر ہے جو الحسکوات ہیں واقع عام طور پر منگلور کی بندر گاہ پر ہی اتر تا ہے۔ میں در حقیقت باعثری جری ایس فی حکومت کی نمائندگی کررہا ہوں۔ یہاں پہنچ کر مجھے چندا ہے یورپین مل گئے جوروز گاری تلاش میں بھٹک رہے تھے اور میں نے انہیں چند دن فوجی تربیت دے کرمیسور بھیج دیا۔اس کے بعد مجھے حکم آیا کہ میں با قاعده بھرتی کاایک دفتر کھول دوں۔اور میںاس بات پر خوش ہوں کہ مجھے بیکاری کے دن گزارنے کے لیےایک مشغلہ ل گیا ہے۔ مجھے کورگ کے محاف سے بہاں بھیجا گیا تھااور ذاتی طور پر میںاں بات پرخوش نہتھا۔کیکن میرے یہاں جھیجے جانے کی ایک وجه نویتھی کہ میں فرانسیسی زبان جانتا تھا اور دوسری پیہ کہ کورگ کی چند جنگوں میں ئمیں نے بےاحتیاطی یا ضرورت ہے زیا وہ جرات کا مظاہرہ کیا تھا۔ ایک دن

سپہ سالا ربر ہان الدین نے مجھے بُلا کرکہا کہ کورگ کی جنگ اب قریباً حتم ہو چکی ہے

اورمیری بیخواہش ہے کہتم اس سے زیادہ اہم معرکوں میں حصہ لینے کے کیے زندہ رہو۔سلطان کسی ذہین آدی کو یا مڈی چری بھیجنا چاہتے ہیں اور میں نے تمھا را نام پیش کر دیا ہے ____ مجھے یہاں آ کر بہت مایوی ہوئی ہے۔ یا نڈی چری کے گورز ہے لے کرمعمولی افسر تک بیشلیم کرتے ہیں کہانگریزوں کےعزائم کے متعلق ہارے خدشات سیجے ہیں اور جب جنگ کے لیے ان کی تیاریاں مکمل ہوجا تیں گیاتو معاہدہ وارسیز کی حیثیت ردی کاغذ کے ایک پرزے سے زیادہ ہیں ہوگی کیکن جب فرانس اورمیسور کے درمیان عملی تعاون کا مسئلہ زیر بھٹ تا ہے تو ان سب کا یہی جواب ہوتا ہے کہ اس معاملہ میں ہم ہے ہیں ہیں۔جب تک انگریزوں کی طرف ہے پہل نہیں ہوتی، فرانس ی حکومت معاہدہ والسیزی خلاف ورزی نہیں کرے "-5 فرانسنگ نے کیا ہے تھے وہ سے ایزانس کی حکومت انگریزوں کی طرف ہے پہل کے بعد بھی دیکھواورا نظار کروں میں کی یا لیسی پر کاربندرہے گی۔ میں نے آج گورز کے ساتھ باتوں میں اندازہ لگایا ہے کہوہ سلطان ٹیپو کے ساتھ تعاون کے پُر زورحامی ہیں۔لیکن فرانس کے اندرونی حالات اٹنے بگڑ چکے ہیں کہ آپ کو و ہاں ہے کسی امدا د کی تو قع نہیں رکھنی چاہیے۔'' ا نورعلی اور کپتان فرانسسک قریباً دو گھنٹے مختلف موضوعات پر باتیں کرتے رہے۔ بالآخر کپتان فرانسسک نے اٹھتے ہوئے کہا۔'' اب بہت زیادہ در ہوگئی ہے مجھےا جازت دیجیےا گرفرصت ملی نو میں کل دو ہارہ ملنے کی کوشش کروں گا۔'' ا نورعلی اُٹھ کر کپتان فرانسسک کے ساتھ خیمے ہے باہر لکلا اورکیگر انڈ بھی ا یک ثانی تو قف کے بعد اُن کے پیچھے ہولیا۔ خیمے سے باہرنگل کر کپتان فرانسسک

نے کہا۔" آپ آرام تیجے۔" انورعلی نے کہا۔''میں بندرگاہ تک آپ کے ساتھ چلوں گا۔'' ونهین اس تکلف کی ضرورت نهین ،آپ آرام کرین '۔ دوپہرے دار چند قدم دور کھڑے تھے۔انورعلیٰ نے ان میں ہے ایک کو کپتان فرانسسک کے ساتھ بندرگاہ تک جانے کا حکم دیا۔ فرانسسک نے بیکے بعد دیگر ہے انور علی اور گیگر انڈے مصافحہ کیا اور پہرے دارے ساتھ چل دیاہے "آ ہے! اور کی نے کیا تو کابا رو بکڑتے ہوئے کہا " جب وه واليس خيم مين وافل ہو كنوانورعلى نے كہا " ويصيم اس وقت آپ ے لیے علیماہ خیر فعلب کرنے میں دریا گھائی۔ اس لیے آئ زات آپ کومیرے ساتھ گزارہ کرنا کے ساتھ کے اور میں آپ کوجھی لیگر انڈنے جوائب دیا۔ مستقد جاتا ہے گئے اور میں آپ کوجھی تکلیف دینانہیں جا ہتا۔ میں آپ کے سی نوکر کے ساتھ گزارہ کرلوں گا۔'' ‹‹نہیں مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔'' انورعلی نے دلاورخاں کوایک اوربستر لانے کو کہااور تھوڑی دیر بعدیہ دونوں ایک دوسرے کے قریب لیٹ گئے۔انورعلی کولیگرانڈ کے ساتھ پہلی ملاقات میں جس بات نے سب سے زیا دہ متاثر کیا تھاوہ اس کی کرب انگیز خاموشی تھی ۔اس نے کہا۔'' مویسو! مجھے بیمعلوم نہیں کہ پیرس میں آپ پر کیا بیتی ہے کیکن میں آپ کو بیہ

ہوں اسکتا ہوں کہ یہاں آپ کو کوئی خطرہ نہیں۔اب آپ اطمینان سے سو اطمینان دلاسکتا ہوں کہ یہاں آپ کو کوئی خطرہ نہیں۔اب آپ اطمینان سے سو جائیں مجھے یقین ہے کہ پانڈی چری کی حکومت عام حالت میں آپ پر کوئی خاص توجہ نہیں دے گی۔ کیکن اگر کوئی فوری خطرہ پیش آیا تو میں آپ کو یہاں سے کسی محفوظ حگہ پہنچا دوں گا۔'' حکمہ پہنچا دوں گا۔''

، '' تشکراوراحسان مندی کے جذبات کیگرانڈ کے سینے میں مجل کررہ گئے۔وہ صرف اتنا کہہ سکا۔''موسیو! 'آپ بہت رحمل ہیں۔''



ایک ان آوگی رات کے دیں اور کی اے میں شوران از کری تنیاد سے
میدار ہوا۔ کر اند خواب کی حالت میں براز اربا تھا۔ '' میں کا ہے۔۔ میں بے
قصور ہوں ۔ میں نے اور جو میں کہا ۔۔۔ 'مواب کو ایسے کی جانے بھے
میر ہے اسکول کے جلوے جین حاری کروے تھا گو!!۔''
ہیں جمیں یہاں نہیں شہر ما جا ہے۔ جلدی کروے تھا گو!!۔''

دلاورخال مشعل ہاتھ میں لیے خیے میں داخل ہوا۔ انورعلی نے لیگرانڈ کی طرف دیکھا۔اس کاچرہ پینے سے تر تھااوراس کی حرکات سے ابیامعلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی خوفنا کے عفریت کی گرفت سے آزاد ہونے کی جدو جبد کر رہا ہے۔ انورعلی جلدی سے اٹھ کر آگے بڑھا اورلیگر انڈ کو دونوں بازوؤں سے پکڑ کر جھنجو ڑنے لگا۔ جلدی سے اٹھ کر آگے بڑھا اورلیگر انڈ کو دونوں بازوؤں سے پکڑ کر جھنجو ڑنے لگا۔ لیگر انڈ نے آئکھیں کھولیں اور تکنگی بائدھ کر انورعلی کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ بڑی تیزی سے سائس لے رہا تھا۔

'' کیاہوا؟'' انورعلی نے کہا۔'' تم ٹھیک ہونا؟'' پھروہ دلاورخاں کی طرف متوجہ ہوا۔'' دلاورخاں تم بھا ک کرفرانسیسی فوج کے کمانڈ رکے پاس جاوًاوراہے کہو

کہ مجھے ایک تجربہ کارڈاکٹر کی ضرورت ہے۔'' لیگرانڈ نے کہا۔" نہیں نہیں موسیو، میں بالکل ٹھیک ہوں، مجھے ڈاکٹر کی ضرورت نہیں میں ایک بھیا نک سپنا دیکھ رہاتھا، مجھے صرف یانی منگوا دیجیے۔'' ا نورعلی نے دلاورخاں کو یانی لانے کے لیے کہااوراس نے خیمے کے اندر پڑی ہوئی ایک صراحی ہے کٹوراکھر کرلیگر انڈ کو پیش کر دیا لیگر انڈ نے ہانیتے کا نیتے یانی کا كثوراحلق مين أنثريل ليا- اور افورعلي كي طرف متوجه هوكركها-"موسيو مين بهت شرمسار ہوں، میں ہے کی پورہت تکلیف دی ہے۔ ا انورعلی نے کہا۔ ' مجھے ف اس بات کاملال ہے کہ بین تمہاری تکلیف میں حصہ دارنہیں بن سکتا ہیں نے عدا تھاراراز دار بننے ی کوشش نہیں کی لیکن اب میں بیمسوں کرتا ہوں کتمہیں کسی آیے دوست کی ضرورت ہے جوتمہارے ول کا يوجه باكا كرسك كيا بين يدويها الماليان المين كون ہے؟" لیگرانڈ نے جواب دیا۔ معمولیوا اگر میں نے آپ ہے اپناکوئی راز چھیانے کی کوشش کی ہےتو اس کی وجہ بیٹہیں کہ مجھے آپ پر اعتا د نہ تھا۔ بلکہ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ مجھے آپ کو پریشان کرنا گوارا نہ تھا۔اب آپ اطمینان سے اپنے بستر پر کیٹ جائیے میں آپ کے ہرسوال کا جواب دوں گا۔'' انورعلی نے دلاورخاں کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔'' دلاور خاں جاؤتم آرام ولاورخاں چلا گیا اورانورعلی اینے بستر پر کیٹ گیا۔ سیچھ دہر خیمے کے اندر خاموشی طاری رہی با لآخرکیگرانڈ نے اپنی سرگزشت شروع کی۔'' موسیوانورعلی! قدرت نے میرے ساتھ مذاق کیاہے، میں آپ کواپی سر گزشت سنا تا ہوں، میرا

اصلی نام کیممر ٹ ہے، میں مارسیلز اور پیرس کے درمیان ایک چھوٹے سے شہر میں پیدا ہوا تھا۔ میر ابا پے فرانس کی بحربہ کے ایک جہاز کا کپتان تھا۔ جب میں دیں سال کا ہوا نومیرے باپ کوایک مہم کے ساتھ ہندوستان آنا پڑا۔والدکے آنے سے قريباً ايك سال بعدميري والده كاانقال هو گيا _گھر ميں اب صرف ميري ايك بهن تھی جو مجھ سے آٹھ سال بڑی تھی۔ ابا جان اڑھائی سال کے بعد واپس آئے۔ ہندوستان میں کسی جنگ میں زخی ہو گئے کے باعث آن کا ایک با زو برکار ہو چکا تھا۔ واپس آتے ہی انہوں نے ملازمت سے استعفیٰ دھے دیا ور جورو پیانہوں نے ملازمت کے زمانے میں جمع کیا تقااس سے ایک سرائے خربیر لی کے مارسیلز اور پیرس کے درمیان آنے جانے والے مسافروں کا نتا بندھا رہتا تھا۔ اور ہمارے کیے سرائے کا کاروبار کانی ہو دمند ثابت ہوا۔ چندسال بعدمیر کے اباشر کے امیر ترین آدمیوں میں شار کیے جائے تھے سرا کے کا بدر سافروں کے لیے چند نے کمروں کا اضافہ ہو چکا تھا۔ میر کی جہن کی شادی نوج کے ایک کیفٹینٹ کے ساتھ ہو چکی تھی اوروہ اپنے خاوند کے ساتھ مریشس جا چکی تھی۔ میں پیرس کے نز دیک ایک فوجی اسکول میں داخل ہو چکا تھا۔میرے ابا کی سب سے بڑی خواہش می^{تھی} کہ میں فرانس کی فوج میں کوئی بڑا عہدہ حاصل کروں اور میں بھی اینے مستقبل کے متعلق تکم پُرامید نہ تھا۔لیکن آج میں بیمحسوں کرتا ہوں کہایک انسان سینے دیکھ سکتا ہے مگر سپنوں کی تعبیر اس کے اختیار میں ہمیں ہوتی۔ میں موتم سر ما کی تعطیلات میں گھر آیا ہوا تھا۔ گھر پر فرصت کے وقت میں سرائے کے کاروبار میں اپنے باپ کاماتھ بٹایا کرتا تھا۔میری چھٹی میں کوئی دی دن باتی تنے کہایک صبح ایک بھی سرائے کے دروازے پر آ کرری ۔اباجان ابھی گھر ہے

نہیں آئے تھے۔اور میں ان کی جگہ مسافروں کوخوش آمدید کہنے کے لیے باہر لکلا۔ ا یک عمر رسیدہ نوجوان لڑکی کاسہارالے کربھی سے اُتر رہا تھا۔ میں نے بھاگ کرعمر رسیدہ آ دمی کابا زوتھا م لیا لڑکی نے کہا۔''میرے ابا کوراستے میں تکلیف ہوگئی ہے آپ فوراً کسی ڈاکٹر کوبلوا ئیں۔'' میں نے اپنے ایک نو کر کوشہر کے بہترین ڈاکٹر کے پاس بھیج دیا اور مسافر کو سرائے کے ایک کمرے میں لٹادیا۔ اس مُسافر کا نام موسیو انٹین تھا اور وہ پیرس كاايك خوش حال تاجر تفاح لڑی کانام جین تھا۔ وہ بربار مجھ سے بوچے رہی تھی ہوا گر کا گھر کتنی دُور ہے اس نے اتن ویر لیوں لگائی اگر اس کا گھر زیادہ دُور تھا تو آپ نے این نوکرکو پیدل جھانے کی بجائے ماری بھی کیوں نا بھیجے دی؟ میں نے اسے تسلی دين ي كوش كى كدوا كركا كريا كالريب دوه آي رياموكا-اجا تک موسیوانیکن اُٹھ کر بیٹھ کیا اور اُس نے کہا۔ "بیٹی پر بیثانی کی کوئی بات خہیں۔ میرے کیے یہ بیاری نئ نہیں ویکھواب میں ٹھیک ہو گیا ہوں۔" لڑکی چلائی '' نہیں نہیں ابا جان آپ آرام سے لیٹے رہیں'' موسیوا پنٹن مسکرا تا ہوا دوبا رہ بستر پر لیٹ گیا۔

تھوڑی در بعد ڈاکٹر بھی پہنچے گیا۔اس نے مریض کا معائنہ کرنے اوراسے چند سوالات یو چھنے کے بعد بتایا کہ انہیں دل کی بیاری ہے اوراب بظاہر کوئی خطرہ نہیں کیکن ایسی حالت میں انہیں سفرنہیں کرنا جا ہیے۔جین نے ڈاکٹر کی ہدایت کی تا ئید کی اورمو بیسواینتن کوسفر کاارا دہ ملتو ی کرنا پڑا۔ بیکوئی غیرمعمولی واقعہ نہ تھا۔لیکن کاش مجھے بیمعلوم ہوتا کہ پیرس کے اس تاجر

اوراس کی بھورے بالوں اور نیلی آئکھوں والی لڑکی سے بیملا قات بمیری زندگی کارخ بدل دے گی۔ بدل دے گ

موسیو! اینٹن اور اُس کی لڑکی مار پیلز میں اپنے کسی رشتہ دار کی شادی میں شرکت کے بعدوالیس جا رہے ہے۔ جب انہیں پتا چلا کہ میں پیرس میں تعلیم یا تا ہوں اور میر کی چھیا ان ختم ہونے والی ہیں او انہوں نے مجھے اپنی بیسی پر سفر کرنے کی دعوت دی اور میر کی خاطر ایک دین اور دکھے ۔ چنا نبخ تیسرے دن میں ان کے ساتھ سفر کر رہا تھا۔

پیرس ہے کوئی دس میل دور موسیوں شن کوایک بار پھر دن کا دورہ پڑااور ہمیں دورن کے لیے دات میں پیرس دورن کے لیے دات میں پیرس دورن کے لیے دات میں پیرس کے اُوٹے میں کا گارا کی شاید بھے قابل نوجہ نہ جھتی لیکن موسیوں نفس کی علالت کے باعث میں اس کے بیاد میں بیٹی کر ایست کرا جہاں تاریخ کے ایک مہیت کرا جہاں تاریخ کے ایک مہیت و رازیا دہ خراب تھی اور ہمیں کانی دیر تک اس کے باس بیٹی کر جا گنا پڑا ۔ پیچھلے بہر اسے نیند ہم گئی اور جین بھی این

کان دیر تک ان سے پال بیھ ترجا سا پر الے بیے پہر اسے بیر ان اور یا گا۔ پر کا کری پر بیٹھے بیٹھے سوگئی ہے۔ کے وقت موسیوا پنٹن نے آئکھیں کھولتے ہی میری طرف دیکھا اور کہا۔'' مجھے افسوس ہے کہ آج آپ کوساری رات جا گنا پڑا۔'' میں نے یو چھا۔'' اب آپ کا کیا حال ہے؟''

موسیواینٹن نے جواب دیا۔'' میں اب بالکلٹھیکہوں۔ اب میر اارا دہ ہے کہ میں نوراً پیرس پہنچ کرکسی قابل ڈاکٹر سے علاج کراؤں۔''

میں نے کہا۔'' ابھی آپ کے لیے سفر کرنا ٹھیک نہیں ہوگا۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں پیرس جا کرکسی اچھے ڈاکٹر کو یہاں لے آؤں۔'' موسیو اینٹن نے جواب دیا۔'' اس بوسیدہ سرائے میں اگر دنیا کے تمام بہترین ڈاکٹر جمع ہوجا ئیں تو بھی مجھے آرام نہیں آئے گا۔ میں اب کسی تاخیر کے بغیر پیرس پہنچنا چاہتا ہوں۔''

پیرس پیچنا جا ہتا ہوں۔
ہماری با تیں من کرجین بھی جاگ اٹھی اوراس نے بھی اپنیاپ کوسفر کے
ارادے سے بازر کھنے کی کوشش کی لیکن موسیوا پیٹن کا فیصلہ اٹل تھا۔ چنا نچے تھوڑی دیر
بعد ہم دوبارہ بھی پر سوار ہو گئے۔ باتی سفر کرمنعان بچھے صرف اتنا یا دہ کہ میں
بعد ہم دوبارہ بھی ایک طرف اور بھی دومری طرف کڑھاک رہا تھا۔ پھر جب میں
گہری نیند ہے بیڈ رہوانو بھی ایک کشادہ مرکان کے احاطے بیں داخل ہور ہی تھی۔
جین مجھے سہارات یہ ہوئے تھی اور موسید نیشن سکر اربا تھا۔
جین مجھے سہارات یہ ہوئے تھی اور موسید نیشن سکر اربا تھا۔

معاف سیجھے بین نے جلدی سے ایک طرف کو بہٹ کر کہنا۔ "

"معان علی این نے جلدی سے ایک کر نے ہٹ کہا۔" تکمی ری تو ایک تو ہوا ان سے ایک کر دروازہ کھولا اور موسیو اینٹن نے

کہا۔" میمرابیٹا ڈلینس ہے۔ " کہاں میں داخل ہوتے وقت مجھے اس کی امارت کا سیجے موسیوا ینٹن کے مکان میں داخل ہوتے وقت مجھے اس کی امارت کا سیجے اندازہ ہوا۔ میں نے کھانا کھانے کے بعد اُن سے اجازت لینے کی کوشش کی۔ لیکن وہ سب میرااسکول کھلنے تک مجھے اپنے ہاں شہرانے پرمُصر متھاور مجھے اپنا ارادہ بدلنا پڑا۔

چہن کا بھائی ڈینس ایک ذہین اور کم گونو جوان تھا۔اور پیرس میں قانون کی تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ میں نے اس کے ساتھ بے تکلف ہونے کی بہت کوشش کی لیکن وہ ان لوگوں سے مختلف تھا جو کسی اجنبی کے ساتھ فوراً گھل مل جاتے ہیں۔چار لیکن وہ ان لوگوں سے مختلف تھا جو کسی اجنبی کے ساتھ نوراً گھل مل جاتے ہیں۔چار دن بعد میں نے اپنے میز بانوں سے اجازت کی اور موسیوا یشن سے وعدہ کیا کہ

میں چھٹی کے دن ان کے ہاں آیا کروں گا۔اس کے بعد اسکول کے باہرمیری سب ہے بڑی دل چھپی موسیوا پنٹن کا گھر تھا۔ ہمارااسکول پیرس سے چندمیل دورتھا۔ میں ہرمہینے ایک دومر تنبہ ہفتے کی شام اُن کے ہاں جاتا اورانو ارکے دن واپس آجا تا اور جب بھی مجھے ہفتے کی شام پیری جانے کاموقع نماتا۔ میں اتو ارکی مجھے وہاں پینچے جاتا _اورسارا دن وہاں گز ارتا_ ڈینس عام طور پر گھر سے غیر حاضر رہتا تھا۔اورگھر میں سی کواس بات کاعلم خدتفا کہ ہے گا کے ہے باہر اس کی مصروفیات کیا ہیں۔ مجھے یہ ماننے سے انکارنیں گاس خاندان کے ساتھ میری وابستگی گی ایک بڑی یوجہ جین تھی۔ لیکن مجھے آئ بات کا پیرا احساس تھا کے زندگی میں ہمارے رائے بھی ایک نہیں ہو سکتے ہے شک وہ ان لڑ کیوں میں ہے تھی جنہیں ایک بار دیکھنے کے بعد بإربار ديڪينے کو جي ها پتا ہے ليکن اگر مين استعالي زندگي کامقصد بنالينا تو پيايک یُر لے درجے کی خود قریبی مو آپ میرے لیے یہی کانی تھا کہ جھے دیکھ کر اُس کے چیرے پرایک ہلکی ی سکر ایمٹ اجایا کرتی ہے اور سرف پیشکر ایمٹ و سکھنے کے لیے ہی میں بڑی ہےتا بی کے ساتھ چھٹی کے دن کا انتظار کیا کرتا تھا۔ ا یک دن میں نے موسیوا پنٹن کے ہاں چند گھنٹے گز ارکر رخصت کی اجاز ت طلب کیافو انہوں نے اصرار کیا کہتم رات کا کھانا کھا کر جاؤ۔میرا نوکرشنھیں بکھی پر حچیوڑ آئے گا۔شام سے پچھ دہریہلے ڈینس اینے کسی دوست سے ملنے کا بہانہ کرکے با ہرنگل گیا۔رات کے وقت ہم کھانے کے لیےاس کا انتظار کرتے رہے کیکن جب نونج گئے تو ہم مایوں ہو کر کھانے کی میز پر پیٹھ گئے۔موسیوا پنٹن بے حد خفا تھا کیکن جین اینے بھائی کی و کا لت کررہی تھی۔ تھوڑی در بعد موسیو اینٹن کی منی دُورہو چکی تھی اوروہ اپنی عادت کے مطابق بات بات پر تعقیم لگا

کھانے سے فارغ ہوکر میں نے اجازت مانگی تو اس نے کہا۔" تھوڑی دیر اور بیٹھو میں تم سے ایک ضروری بات کرنا چا ہتا ہوں۔ بات بیہ ہے کہا گلے مہینے کی دسویں تاریخ کوجین کی مثلنی کے سلسلے میں میرے ہاں دعوت ہے۔ اس میں تھا رے شرکت ضروری ہے۔"

میں نے جین کی طرف ویکھا، لیکن میرے کیے اس کے چرے سے اُس کے احساسات کا سیج اندازہ کرنامشکل تھا۔ میں پچھ کہنا جا بتا تھا کیکن میری آوازمیرے قابومیں نتھی جا تک باہرسی کے قدموں کی آمیٹ سُنا کی دی۔ ۔ ڈیٹس ایٹا پیٹ دونوں ہاتھوں سے دیا نے لڑ کھڑ اتا ہوا کمرے میں داخل ہوااور منہ کے بل کو چاہ میں نے جلدی سے اٹھ کر ڈینس کو تہار اوپنے کی کوشش کی ۔اس کالباس خون سے تھا جین ساتھ کے مالم میں اس کی طرف و کیوری تھی۔ موسیواینٹن اپنی مرس سے اُٹھا۔ چھرا نے اپنا ول دونوں ماتھوں سے دمائے کھڑا رہا۔اور پھراجا نک منہ کے بل گریڑا۔ میں ڈینس کو چھوڑ کراس کی طرف بڑھا اور اُسے اٹھانے کی کوشش کی۔لیکن اس کے دل کی حرکت بند ہو چکی تھی۔ میں دوبارہ ڈ بنس کی طرف متوجہ ہوااو راہے اٹھانے کی کوشش کی ۔لیکن اُس نے کہا۔''موسیوتم یہاں سے بھاگ جاؤ۔ پوکیس میرا پیچھا کررہی ہے۔تمہارا یہاں رہناٹھیکٹہیں۔'' دونوکرا نتہائی بدحواسی کی حالت میں بیمنظر دیکھے رہے تھے۔ میں نے انہیں ڈاکٹر کو بلانے کے کیے کہا۔جین پہلے اینے باپ کی لاش کے ساتھ کیٹ کرچینیں مارتی رہی اور پھرا ہے بھائی کاسر گود میں لے کر بیٹرگئی میرے لیے بیا یک بھیا تک خواب تھا۔اور بیہخواب میں کئی بار د مکھ چکا تھا۔سوتے جاگتے بیہ دل خراش منظر میری

آتھوں کے سامنے رہتا ہے۔ ڈینس بار بارمجھے بیہ کہہ رہاتھا، تم بھاگ جاؤ ،تمہارایہاں ٹھہرنا ٹھیک نہیں تم بے گناہ پکڑے جاؤ گے۔اچا نک پولیس کا ایک اُسپٹر اور چند سپاہی کمرے میں داخل ہوئے۔اُسپٹر نے ڈینس کے سرکے بال پکڑکراُسے انتہائی بے دردی سے

وا ن ہوئے۔ اپھر سے وہ ن سے سرے ہوں پر تراہے ، ہوں برسراتھی کون تھے؟" جمنجوڑتے ہوئے کہا۔" بتاؤتمہارے ساتھی کون تھے؟" جین نے انسیٹر کا ہاتھ پیڑلیا لیکن ایک سیابی نے اسے دھکا دے کرایک طرف گرادیا۔ میں ہے لیک مکاسیابی کے منہ پررسید کیااور اس کے بعد انسپکڑ کا گلا

رئی تھی جب کہ وہ اپناسفر حیات تھم کر چکا تھا۔ انسپٹر نے میری طرف دیکھا اور کہا۔" بیمر چکا ہے لیکن تم زندہ ہواور مجھے یفین ہے کتم ہمارے ہرسوال کا جواب دے سکو گے۔"

میں نے کہا۔" مجھے معلوم نہیں کہاس نے کیاجرم کیا ہے۔ لیکن تمہیں ایک زخمی کے ساتھا س وحشیانہ سلوک کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔"

انسپٹر کے حکم سے میرا کوٹ اُتار دیا گیا اور مجھے دروازے کے سامنے برآمدے کے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا۔پھرایک سپاہی مجھ پرکوڑے برسا

رہا تھا اور انسپکٹر بار بار ڈینس کے دوسرے ساتھیوں کے متعلق مجھ سے سوال کر رہا تھا۔ میں نے اسے ہرممکن طرح سمجھانے کی کوشش کی کہ مجھے ڈینس کے کسی ساتھی کا علم نہیں اور میں فوجی اسکول میں تعلیم حاصل کرتا ہوں اوراس وفت میرا اس مکان میں موجود ہونا محض ایک اتفاق تھا لیکن اُسپکٹر میری کسی بات پر یقین کرنے کے کیے تیار نہ تھا۔اچا تک جین اپنے ہاتھ میں پہتول کیے نمودار ہوئی اوراس نے کسی تو قف کے بغیرانسکٹر ریگولی چلا دی۔ گولی نسکٹر کے بازور گلی اورسیاہیوں نے جین کور فنار کرایا۔اب بیابیوں کی توجہ میری بجائے اُسپیٹر پرمر کور ہو چکی تھی۔اس کے بازو سےخون بیر باتقا۔اس خبلدی سے اپنا کوٹ اتارا اورا یک سیابی کو بازو پر ی باند سنے کے لیے کہا۔ اچا تک وال بارہ آدی مکان کے یا عمی باغ سے نمودار ہوئے اوروہ بولیس پر اوس پڑے۔ آن کی آن میں انہوں کے دو اومیوں کوموت آوروں کے چرول پر نقاب سے اور سے اور کیے کے بیانا مشکل تھا کہوہ کون ہیں۔ مجھے آزاد کرنے کے بعدانہوں نے ڈینس کے متعلق بوچھااور میں نے انہیں بتایا کہ ڈینس اوراس کےوالد کی لاشیں اندر ریڑی ہوئی ہیں۔انھوں نے انسپکٹر اوراس کے با تی ساتھیوں کورسیوں میں جکڑ کرایک کمرے میں بند کر دیا۔ پھرایک آ دمی نے جین سے کہا۔'' ڈینس کی بہن، ہم سب کی بہن ہے۔آج ایک غدار نے پوکیس کو ہارے خفیہ اجلا**ں کے متعلق خبر دار کر دیا تھا۔اب آپ کا بہا**ل رہنا خطرے سے خالی ہیں۔ اس کئے آپ ہارے ساتھ چلیں۔'' جین نے جواب دیا۔ و مہیں میں اینے باپ اور بھائی کے لاشیں چھوڑ کر نہیں جاسکتی ۔ مجھاس بات کی پروانہیں کہ پولیس میرے ساتھ کیاسلوک کرے گی۔''

نواب بوش نے کہا۔ ' میری بہن! ڈینس نے ایک بڑے مقصد کے لیے جان دی ہے اگر آپ نے بہال تھرنے پر ضد کی تو جارے کیے اس کے سوا کوئی حارہ نہیں ہوگا کہ ہم اینے ایک ساتھی کی بہن کی عزت بیجانے کی لیےایئے آپ کی یولیس کےحوالہ کر دیں۔ہمیں اپنی جان کاخوف نہیں کیکن ہم اس مقصد کے لیے زندہ ر ہنا چاہتے ہیں جوڈ بنس کواپن جان ہے زیادہ عزیز تھا۔خدا کے کیے آپ وفت نہیں، چلیے آپ شاید ایک عرصہ کے لیے دوبارہ اس گھر میں نہ اسکیں اس لیے گھر میں جونفتری یا زیور ہے وہ نگال کیجیے۔'' جین انظراب اور تذبذب کی جالت میں میری طرف و کیکے رہی تھی۔ نقاب یوش نے محص سے مخاطب ہو کر کہا۔ موسیومعلوم ہوتا کہ غلط اتفاق نے ہاری صف میں کھڑا کر دیا ہے۔ جیسے اب آپ لوگوں کے مقاصد کے ساتھ کوئی دلچیں ہوسکتی ہے۔اگرآپ سی خطرنا کے جامعہ سے التا ہے ہیں تق ہارے رائے مختلف ہیں۔ ہارااگر کوئی جُرم ہے تو وہ سرف ہیا کہ میں نے ایک زخی کے ساتھ پولیس کے وحشیا نہ سلوک سے متاثر ہو کرانسپکٹر پر ہاتھ اُٹھایا ہے اور میں پیرس کی ہرعدالت کی سامنے اس جُرم کا قبال کرنے کے لیے تیار کو ں۔'' نقاب بوش نے کہا۔'' ہم محصہ اپنے ساتھ شریک ہونے کی وعوت نہیں دیتے۔ہم صرف اتناجانتے ہیں کہاہتم پیرس کی پوکیس کوبھی اس بات کا یقین نہیں دلاسکو گے کہتم فرانس کے ایک امن پسندشہری ہو۔ ہم صرف تمھا ری جان بیانا جا ہے ہیں اور یہی نہیں بلکہ ہم یہ خسوس کرتے ہیں کجین کوسی محفوظ مقام پر پہنچانے کے کیے ہمیں تمھاری اعانت کی ضروت ہے۔" میں نے جلدی سے اپنا کوٹ پہنا اور جین سے کہا۔'' جین! میں تمھارے

ساتھ ہُوں۔ہارے لیے بھا گئے کے سواکوئی جا رہ نہیں ۔اب وفت ضالَع نہ کرو! '' جین کی قوت فیصلہ جواب دے چکی تھی۔ تا ہم میرے اور اینے بھائی کے دوستوں کے سمجھانے پر وہ گھر چھوڑنے پر آمادہ ہوگئی۔ہم نے گھر سےنقد روپیاور ز بورات کےعلاوہ جین کے چند ضروری کیڑے نکال کرایک بکس میں رکھ لیے۔اتنی دریمیں دوآ دمی بھی تیار کر چکے تھے۔ ایک نوجوان نے کوچوان کی جگہ سنجال لی اور ہم وہاں سے روانہ ہو گئے پیرس کے بازاروں اور کلیوں میں ابھی تک رونق تھی اور ہمیں پہرے داروں نے روکالیکن میری وردی دلکھاکر آھوں نے پچھ بو چنے کی ضرورت محسول ندگی ہے تک ہم چیزی سے کئی میل دُور آ پیکے تھے۔ ا يك شهر كا قريب في كريمار كوچوان نے بلحى روى اور مجھے كها۔" اب کوڑے بہت تھک گئے ہیں اور یول بھی اس بھی پر تمحال فرطرناک ہوگا۔ میرے ساتھی سے ہوتے ہی مکان مجدور کر چلے گئے ہوں گے داس وقت تک شاید پولیس اپنے آ دمیوں کا حال معلوم کر چکی ہو۔ انھیں موسیو ڈینس کے نوکروں سے تمھا را پیۃمعلوم کرنے میں در نہیں لگے کی بچروہ نوجی اسکول ہے یا سانی تمھارے گھر کا پیۃ معلوم کرلیں گےاور دو پہر ہے پہلے پہلے اس سڑک برخمھا ری تلاش سروع ہوجائے گے۔ میں شمصیں اس شہر کی سرائے میں پہنچا کرواپس آ جاؤں کا اور پولیس کو دھوکا دینے کے کیےاس بکھی کوئسی دوسری سڑک پر چھوڑ دو ں گا۔'' یہ نوجوان جو ایک کوچوان کی حیثیت سے ہارے ساتھ آیا تھا۔ انقلابی جماعت کا ایک سرگرم کارگن تھا۔اس ہے چندسوالات پو چھنے پر مجھے بیمعلوم ہُوا که ڈینس ان سر پھروں کا لیڈر تھا اور گزشتہ شب جب جب ایک مکان میں ان لوگوں کا جلسہ ہرریا تھا کسی غدا رنے بولیس کوخبر دار کر دیا تھا۔ بیشتر انقلابی سکح ہر کر

آئے تھے۔ پولیس آس پاس کی گلیوں کی نا کہ بندی کے لیے جمع ہورہی تھی کہ ا نقلابیوں کو پینہ چل گیا اوروہ بھاگ نکلے۔ایک گلی میں پولیس کے چند آ دمیوں کے ساتھان کا تصادم ہو ااور دونو جوان ہلا ک ہو گئے۔ ڈینس اس تصادم میں زخمی ہر کر بھا گالیکن تھوڑی دُورجا کرگر بڑا۔اس کے دو ساتھیوں نے اُسے سہارا دیا اوراسے گھرکے دروازے تک پہنچا گئے۔ جب وہ واپس آرہے تنصفو انھیں پولیس کے سامیوں کی ایک ٹولی دکھائی دی ہے و وہایات ہی ایک تنگ کی سے اندرایک اورا نقلانی کے مکان میں پھی کے اور جب پولیس آگے نکل نو ان میں سے ایک نوجوان صورت حالات کا جائزہ لینے کے لیے باہر اکلاتھوڑی بعد اس نے آکر سے بتایا کہ بولیس کے بیای ڈینس کے مکان میں داخل ہو چکے ہیں ان وگول نے چند منث كاندراندرايين دوس ماتفيون كوجع كبااور جارى مددكوت كئے۔ جين كي ورك المنظمي ما ري المنز كن ري تي المحيد وباره روانه مولى اور تھوڑی دریہم شہری سرائے میں گئے گئے وہاں سے ہم نے ہم نے دوسری بھی کرائے یر لی اورایئے دوسرے ساتھی کوخُدا حا فظاکہا با تی راستہ ہم نے بہت کم آرام کیا۔ ٔ جینا ہے ساتھ کافی رویپیلائی تھی اور ہمیں ہرمنزل پرتا ز ہ دم گھوڑے حاصل کرنے میں کوئی دِفت پیش نہ آئی تیسری رات دو ہے کے قریب میں اپنے گھر پہنچے گیا بکھی کو میں نے احتیاط مکان سے دورسڑ ک برہی حچوڑ دیا تھا ہمارا نو کرسور ہاتھا اورمیں نے اُسے جگانا مناسب نہ سمجھامیرے باپ نے انتہائی رنج اوراضطراب کی حالت میں ہاری سرگز شت سُنی انھیں بیہ فیصلہ کرنے میں دیرینہ گلی کہ میں فوراُفرانس کی حدود سے باہرنگل جانا جا ہے۔انھوں نے جلدی سےضروری سامان باندھا اور کہا ہم مارسیلز جارہے ہیں میں ابھی سرائے ہے بھی لے کرآتا ہوںتم اپنے سکول کی

وردی اتا رکردوسرالباس پهن لواورسژک پر پینچ کرمیر اا نظار کرو!" تھوڑی در بعدہم مارسیلز کا رُخ کر رہے تھے مارسیلز پہنچ کر ہم امریکہ جانا عاہتے تھے لیکن بدنشمتی سے امریکہ جانے والاایک جہاز ہمارے پہنچنے سے ایک دن قبل روانه ہو چکا تھا۔اور دوسرا جہاز دوروزقبل حچوٹنے والا تھا۔ ہمارے لیے ایک ا یک لمحہ تشویشنا ک تھاا تفاق سے میرے والد کو کپتان فرانسک مل گئے بیکسی زمانے میں میر بے والد کے ماتحت رہ مجھے تھے۔ ان کا جہاز اگلی تن چند سیا ہی او راسلجہ لے کر ماریشس کی طرف روا نہ ہونے والا تھا۔ کپتان فرانسسک نے راہ کے وقت ہمیں اپنے یاس طرایا اور پھیلے پہر باقی سواریوں ہے کچے دریکیا ہمیں اینے جہازیر پہنچا دیا۔ بندر گاہ کا محافظ انسر سمجھی میرے والد کا دیر یہ دوست کا اور آس کی عدد ہے ہم جانگی تال سے فکا گئے۔ مار بلز پہنچنے ہے تل میر سے والد کا پینیال تا کہ وہ میں امریکہ جانے والے کسی جہاز

پرسوار کرا کے واپس کیلے جا گئی گئی جب کہتان فرانسسک نے انہیں ہے
سمجھایا کہ اب فرانس میں آپ کا رہنا بھی خطرے سے خالی نہیں تو وہ ہمارا ساتھ
دینے پر آمادہ ہو گئے ۔ان کی آمادگ کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ یہ جہاز ماریش جا
رہا تھا۔اوروہاں میری بہن رہتی تھی ۔ کپتان فرانسسک نے ہمیں جہازے ملاحوں
کی وردیاں مہیا کردیں۔اورجین کے متعلق انہوں نے یہ شہور کر دیا کہاس کا شوہر
مریشس کی فوج میں ملازم ہے اور بیائی کے پائی جارہی ہے۔
مریشس کی فوج میں ملازم ہے اگر کوئی پریشانی تھی تو وہ جین اور اپنے باپ کے
متعلقہ تھی جس میں مقدر ہے دوران مجھے اگر کوئی پریشانی تھی تو وہ جین اور اپنے باپ کے
متعلقہ تھی جس میں مقدر ہے دوران مجھے اگر کوئی پریشانی تھی تو وہ جین اور اپنے باپ کے
متعلقہ تھی جس میں میں میں میں میں بھی کہا ہے ہا ہے کہا متعلقہ تھی جس میں میں ہور کے دوران مجھے اگر کوئی پریشانی تھی تو وہ جین اور اپنے باپ کے

بحری سفر کے دوران مجھے اگر کوئی پریشانی تھی تو وہ جین اوراپنے باپ کے متعلق تھی۔جین ہروفت حزن وغم کی تصویر بنی رہتی تھی۔ زمانے کے بےرحم ہاتھوں نے اُس کے چہرے کی دل فریب مسکراہٹیں چھین لی تھیں۔جب میں کوئی بات کرتا

و ہ کھوئی کھوئی نگاہوں سے میری طرف دیکھتی اورمختصر سا جواب دے کر خاموش ہو جاتی۔ایئے باپ کے متعلق میں اکثر بیسو جا کرتا تھا کہاپی عمر کے آخری حصے میں اُنہیں آرام کی ضرورت بھی اورمیری وجہ سے وہ مصیبت میں بھنس گئے ہیں کیکن ابا جان کواینے مقدر کے متعلق کوئی شکابیت نتھی ۔وہ ہرحالت میں مسکرانے کے عا دی تھے۔ جہاز پرانہوں نے کپتان کے حصے کا بہت ساکام سنجال رکھا تھا۔ پھر ہاری برنصیبی کا ایک تا دور تروع ہوا۔ مریش سے چند دن کے فاصلے پر ہارے جہاز میں زرد بخار کی وہا پھوٹ تکی۔اور تین دن کے اندراندرآ ٹھآ دی مر گئے۔ پانچویں دن میراباپ بھی چل بساریم سب زندگی سے مابوں ہو چکے تھے۔ کیکن جین پراس کا جوائر ہوا۔وہ ہم سکے لیے غیرمتوقع تھا۔وہ دن رات تمام بیاروں کی مخارداری میں مصروف رہی تھی۔ دوہرے لوگ بیباں تک کہ جہاز کا ڈاکٹر بھی مریضوں کے بات بیٹھٹے ہے گھیرا ٹا تھا کیکن جین ہر ریض کی تمار داری ا پنا فرض جھتی تھی ۔اُ ہے اپنی جھوک بیات اور تھا و سے تک کا حساس نہ تھا۔ بیاری پھیلتی گئی اور کپتان نے جزیرہ بوربون کے ساحل پر رکنے کا فیصلہ کیا کیکن ابھی ہم وہاں ہے دودن کے راستے پر تھے کہ ہمیں ایک شدید طوفان کا سامنا کرنا برٹا ہم رات بھر زندگی اورموت کی درمیان لٹکتے رہے۔اگلے دن طوفان تھم گیا۔اورہمیں بوربون کا ساحل نظر آنے لگا۔ زرد بخار کی وہا کے باعث تبیں آ دمی ہلاک ہو چکے تھے۔ بور بون کی کی بندرگاہ پر اُتر نے کے بعد جہاز کے کسی آ دمی کوشہر میں داخل ہونے کی اجازت نہتی۔ چنانچہ ہمارے کیے سمندرکے کنا کے بمپ لگا دیا گیا۔ کپتان فرانسسک نے یہاں بھی ہاری مدد کی اور ہمیں رات کے وفت کیمپ سے نکال کرمریشس جانے والے ایک عرب تاجر کے جہاز پرسوار کرا دیا۔رخصت

کے وفت انہوں نے ہمیں یہ بتایا کہ مجھےاینے جہاز کی مرمت کے لیے پچھام صہ يہال مهرناريٹ گا۔ تمہارے ليے سى بندر گاہ پراتر ناٹھيک نہيں ہوگا۔اس ليے عرب تا جرحمہیں بندرگاہ ہے کچھ دور ساحل پر اُتار دے گا۔ میں جہاز کی مرمت کے بعد جلدا زجلد ماریشس پینجنے کی کوشش کروں گا۔پھر وہاں سے تمہیں ہندوستان پہنچانے کا بندوبست کردوں گائے تہمیں ماریشس میں کسی پر اپنا صحیح نام ظاہر نہیں کرنا جا ہیے۔ مجھے یقین ہے کہ پیرس کی پولیس تہارا ہے علق معلومات حاصل کرتے ہی ماریشس میں تم کو تلاش کر ہے گ مجركتان فرانسك في محايك خطوية موئي الميش كي يوليس کا ایک افسر میں دوست ہے اور میں نے بیز خط اُس کے نام لکھا ہے اگر تہمیں مجھی ضرورت بر بر نے فیصل کے یاس کے جاتا وہ تمہاری برمکن آغاز کرے گا۔' عرب تاجران لوگون میں سے تھا جو ہر مصیب زوہ انسان کی مدوکرنا اپنافرض سمجھتے ہیں ۔وہ ہماری زبان جیں جھتا تھا لیکن ہماری صورتیں دیکھ کراس کے لیے سے

ضرورت برا حافر خطاس کے پاس کے جانا وہ تمہاری ہرمکن بات کرے گا۔"
عرب تا جران لوگوں علی سے تھا جم ہر صیبت زدہ انسان کی مدوکرنا اپنافرض
سمجھتے ہیں ۔وہ ہماری زبان تجین جھتا تھا گیاں ہماری صور تیں دیکھ کراس کے لیے یہ
معلوم کرنا مشکل نہ تھا کہ ہم مصیبت زدہ ہیں۔ایک شام اس نے ہمیں ماریشس کی
ہندرگاہ سے چندمیل دوراً تاردیا اور جہاز کا ایک ملاح ہمارے ساتھ روانہ کردیا۔
آدھی رات تک ہم ایک خوفنا ک جنگل ہیں چلتے رہے۔ بالآخر ملاح نے ایک چھوٹی
سی ندی کے کنارے رکتے ہوئے کہا۔" اب شہر یہاں سے بالکل قریب ہے گیاں اس وقت آپ کا شہر ہیں واغل ہونا تھیک نہیں ہوگا۔ پہریداریقینا آپ سے گئا سوال
اس وقت آپ کا شہر ہیں واغل ہونا تھیک نہیں ہوگا۔ پہریداریقینا آپ سے گئا سوال
بوچھیں گے۔''

جین تھکاوٹ سے نڈ حال تھی وہ ندی کے کنارے کیلتے ہی سوگئی اور میں باقی رات ملاح کے ساتھ اس کے قریب بیٹیار ہا علی الصباح میں نے جین کو جگایا اور ہم

شہر کی طرف روانہ ہوئے۔ کوئی ایک گھنٹہ بعد میں اپنے بہنوئی کے مکان پر دستک دے رہا تھا۔ملاح ہمیں حچوڑ کر ہندرگاہ کی طرف روانہ ہوگیا ۔میرا بہنوئی اب میجر بن چکا تھا۔ اور مریشس کی حکومت اور فوج کے بڑے بڑے انسر اس کے دوست تھے۔ تا ہم میری سرگزشت سننے کے بعد اس نے کہا۔'' اگر پیرس کی پولیس کا کوئی آ دنی افسر بھی بیہاں پہنچ گیا تو مریشس کا گورز بھی تمہاری مدذبیں کرسکے گا۔تمہارے لیے یہی بہتر ہے کہم گھر سے باہر یاواں ند کھو۔ اگر پیری سے بولیس کا کوئی آ دی یہاں پہنچ گیا تو میں تمہیل کسی دوست کے ہاں پہنچادوں گا۔ مقامی پولیس کے تمام انسرمیرے دوست ہیں اور وہ وقت آئے پر مجھے خبر دار کردیں گے۔ ہم ہیں دن اپنے پہنونی کے گھر چھپے رہے۔ پھر ایک شام ہمیں پید چلا کہ مارسلز ہے ایک جہاز آیا ہے۔اورفرانس کی پولیس کا ایک انسپیز اس ہے اتر تے ہی سید حامقا می پولیس کے میڈو روائیل گیا ہے میرے بہنون کے پیزر سنتے ہی ہمیں ا بی رجمنٹ کے ایک گیتان کے گھر کینچا دیا۔ اسلے دن گیتان کی بیوی میری بہن کے پاس گئی اور بیخبر لائی کہ ہمارے وہاں سے نکلنے کے تھوڑی دیر بعد ایک پولیس انسپکٹر اُن کے گھر آیا تھا۔اورمیر ہے بہنوئی سے چندسوالات یو چھنے کے بعدوہ گھر کی تلاشی کیے بغیر واپس چلا گیا تھا۔ پھر رات کے وفت میر ابہنوئی مجھ سے ملااوراس نے بیہ بتایا۔" بیوہی انسپکٹر ہے جس پر جین نے گولی چلائی تھی۔اس کا نام برنارڈ ہے۔اوراس کی ہوشیاری اور شقاوت قلبی فرانس بھر میں مشہور ہے۔ میں نے بظاہر اسے مطمئن کر دیا ہے۔لیکن جب تک وہ یہاں موجود ہے مجھے تمہارے متعلق اطمینان نہیں ہوسکتا۔ یہاں کوئی ایسا آ دمی نہیں جس پیرس کی پولیس کے سی افسر کے ساتھ ہمدردی ہولیکن اگرا ہے تمہا راسراغ مل گیا تو تم بیددیکھوگے کہ یہاں کوئی کھلے

ہندوں تمہاری حمایت نہیں کرے گا۔اب چند دن تک ہمارا ایک دوسرے سے دور رہنا ضروری ہے۔اس بے اگر میں تمہارے پاس نہ ہسکوں تو تمہیں پر بیثان نہین ہونا چاہیے۔

اگلی مبح جین اپنے بستر ہے آھی تو اس نے بیشکایت کی کیمیر اجسم ٹوٹ رہا ہےاورشام تک اسے سخت بخار ہو چکا تھا۔ جہاز پر زرد بخار کی وہا کے پیش نظر مجھے مے حد تشویش ہوئی کیکن رات کے وقت کیتان اینے فوجی ڈاکٹر کولا میااوراس نے سلی دی کہ بیصرف موسمی بھا رہے۔جین دس دن بستر کی رہی رہی ہے گیا رھویں دن اہے ذراہوں آیا یا سر صدمیں کپتان کی بیوی کی وساطت ہے ہمیں یہ پیتہ چاتا رہا کہ انسکٹر برنا رق جاری تلاش میں بدستورسر کر دال ہے۔ بار تقویں دن جین کا بخار بہت کم ہوگیالیکن وہ بیصد کمز ورہو پیلی تی میں سات ہے کی نے ہمارے میز بان کے دروازے کیر دستک دی۔ ہم نورا ایک جھوٹی ی کو تھڑی میں چھپ گئے۔ مارے دل دھڑ ک رہے تھے اور نمیں دی اواز میں بیاب رہا تھے۔'' جین ہم تقدیر ہے نہیں بھاگ سکتے ۔ مجھے معلوم نہیں کہ میر ہے متعلق تمہارے خیالات کیا ہیں۔ کیکن میں شہبیں اپنی زندگی کا آخری سہاراسمجھتا ہوں۔اگر میں تمہارے ساتھ کسی چھوٹے سے غیر آبا دجز رہے میں اپنی باقی زندگی تمام زندگی کے دن گز ارسکتا تو مجھے ا یک لمحہ کے لیے بھی فرانس چھوڑنے کاملال نہوتا۔''

جین نے مغموم نگاہوں سے میری طرف دیکھا اور اپنا کا نیتا ہوا ہا تھ میر بے ہاتھ پر رکھ دیا۔ میر اخیال تھا کہ ابھی پولیس دھکا دے کر ہماری کوٹھڑی کا دروازہ کھولے گی اور ہمیں اسپکڑ برنارڈ کی نحوس صورت دکھائی دے گی۔لیکن اچا تک ہمیں ملاقات کے کمرے میں چند مانوس آوازیں اور قبقے سنائی دیے۔ پھر ہمارے ملاقات کے کمرے میں چند مانوس آوازیں اور قبقے سنائی دیے۔ پھر ہمارے

میز بان نے کوٹھڑ ی کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے کہا۔''میرے دوست آ جاؤا ب کوئی

میں جین کوسہارا دیے کوٹھڑی ہے با ہر نکا۔ملاقات کے کمرے میں میری بہن ، میرا بہنوئی اور کپتان فرانسسک کھڑے تھے۔نقامت کے باعث جین کی ٹانگیں لڑ کھڑا رہی تھیں۔ میں نے اُسے ایک کری پر بٹھا دیا۔میری بہن آگے بڑھ کر میرے ساتھ لیٹ گئی۔ کیتان فرانسسک نے بڑی مشکل سے اپنی ہنی ضبط کرتے ہوئے کہا۔'' بھی خدا کی فتتم میں نے اس سے بڑا اگد طاا بی زندگی میں نہیں دیکھا۔ اس کی ذمانت فرانس چرمیں مشہور ہے لیکن وہ خوب اُلوبنا ۔ '' میں پر بیٹائی کی حالت میں فرانسک کی طرف د کھرما تھا۔ میری بہن نے اس ے خاطب مورکیا ہے کتان صاحب امیر بھائی ابھی تک یے بیان ہے اسے سنی

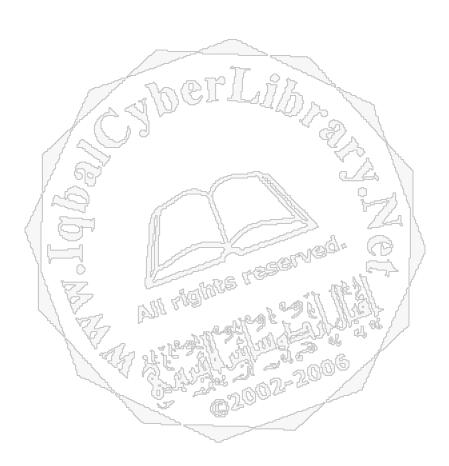
د يجئے ۔"اور کپتان قرانسات نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا بیٹا اب شمیں کوئی خطرہ نہیں میں نے اسپٹر برنارڈ کو ایک غلط اسٹے پیٹوال دیامیر اجہاز کل شام یہاں پہنچاتو وہ بندرگاہ پر کھٹر اٹھا اُتر نے واکے مُسافروں کو دیکھنے کے بعداس نے جہاز کے اندر بھی تلاشی لی میں نے اُس ہے کہا کہا گرآ پ مجھے بیہ بتاسکیں کہ آپ کس کو تلاش کر رہے ہیں تو ممکن ہے کہ میں آپ کی کوئی مدد کرسکوں اُس نے مجھ سے تمھا رے متعلق یو چھااور میں نے اُسے بتایا کہ مارسلز سے میرے جہاز پرایک بوڑھا آدمی، ایک نوجون اورایک لڑکی سوار ہوئے تھے،"

مئیں نے بدحواس ہوکرکہا۔'' آپ نے اسے ہمارے متعلق بتا دیا ہے؟''

" ماں! ممیں نے اُسے تمھارا حلیہ تک بتا دیا تھا کیونکہ اسے بیوقو ف بنانے کا بهترين طريقه يهى تفا_مجھےاس بات كااحساس تفاكداسے سى ندكسى دن اس بات كا

پیۃ ضرور چل جائے گا کہ میرے جہاز پر ایک لڑکی سوار تھی اور تیجی بات بعض او قات بہت سُو دمند ثابت ہوئی ہے میں نے اسے بیا کہ کرمطمئن کر دیا تھا کہ بیاری کے باعث جہاز کے تمام مُسافر بور بون اُ تا ردیے گئے تھے۔چند آ دی میرے ساتھ آ گئے ہیں کیکن باقی ابھی تک وہیں ریڑے ہوئے ہیں، تمیں نے اُسے تمھارے والد کی و فات کے متعلق بھی بتا دیا تھا اور میں نے اسے تمھارے نام بھی سیحے بتا دیے تھے۔ میری اِن باتوں کا بینتیجہ مُواکند میصنا و میصنا و اور اون جانے والے جہاز پرسوار ہو گیا اب میں کل شام تک بہاں سے بانڈی چری رواند ہوجاؤں گا اورتم میرے ساتھ چلو کے " میں نے وں کیا کرمیر سے دارہ سے اب مصائب کے بیار مہث کے ہیں لیکن جین کی حالب علی ہے قابل نہ تھی ہم نے رات ہے وفت ڈاکٹر ہے مشوہ کیانو اس نے بری شدت کے ساتھ جین کوسفر نے ہے منع کیا، میرا بہنوئی یوں بھی ہارے ایک ساتھ سفر کرنے کے فاق میں نہ تھا اس نے پیمشورہ دیا کہتم ہندوستان جا کراپنے لیے کوئی جائے پناہ تلاش کروہم جبین کو بعد میں وہاں پہنچانے کا انتظام کردیں بہاں کوئی فرانسیسی ایسانہیں جوجین جیسی لڑکی کو پیرس کی پوکیس کے تشد د کے خلاف پناہ دیئے ہے انکارکرے گا،" اگلیشام غروب آنتاب ہے بچھ دریہ پہلے کپتان فرانسک کا جہاز روانہ ہو چکا تھا اور میں عرشے پر کٹھرا مریشس کی آخری جھلک دیکھ رہا تھا یا نڈی چری چہنچنے کے بعد میری داستان کا ایک باب ختم ہوتا ہے۔اس ہے آگے مجھے ایک ویت خلا دکھائی دیتا لیگر انڈ کی سرگز شت <u>سننے کے</u> بعد انورعلی کچھ دیر اپنے بستر پر ہے حس

وحرکت پڑارہا۔ بالا آخراس نے کہا۔ "میرے دوست میں تمحاری مدد کروں گا۔"



تيسراباب

کیگرانڈ کوانورعلی کے ساتھ رہتے ہوئے ڈیڑھ مہینہ گزر گیا۔اس عرصہ میں اسے جین کے متعلق کوئی اطلاع نہ لمی۔ یانڈی چری میں جب کوئی نیا جہاز آتا تو اس کے سینے میں اُمیدوں اور آرزووُں کے چراغ جگمگاا ٹھتے ، بندرگاہ پر جاتے ہوئے جین کے تصور سے اس کی دنیا مسکراہٹوں اور نغول سے لبریز ہو جاتی ۔ پھر جب أے جہازے أبر في والي مسافروں ميں جين نظر ته آئي نؤوه اين آپ كوجونى تسلیاں دینے کی کوشش کرتا ، شاید جین ابھی تک جہاز کے اندر جیسی ہوئی ہواور کپتان نے اس کا دوسر ہے اوگوں کی موجو دگی میں بندرگاہ پر اُتر نامنا سب خیال نہ کیا ہو، جب بندرگاہ خالی ہو جاتی تؤوہ فراجرات سے کام لے کر جہاز کے کپتان کے یاس جاتا اور بیسی کر نے کے بعد کر جہاز پر کوئی اور مسافر میں ،وہ اس سےاس تشم كے سوالات يو چھتا / ال يہ كے جماؤي كون ايمام عافر تو تھيں تھا جے آپ يماري كى وجہ سے راستے میں چھوڑا ہے ہوں۔ میں میسوری فوج میں ملازم ہوں اور مجھا پنے ا یک دوست کاانتظارہے ۔ گزشتہ چند ہفتوں میں مریشس ہے آنے والے کسی جہاز کو كوئى حادثانو پيش نهيس آيا؟" ا یک دن آسان پر با دل چھائے ہوئے تھے۔فضا میں جبس تھااورا نورعلی اپنے خیے سے باہرایک گری پر بیٹا ہوا تھا۔ اچا تک کیگر انڈ بھا گتا ہوا اُس کے قریب

سے سے ہا ہرایت رق پر بیف ہواسات اب سے سا مدہ بات کا فی تھی کہوئی متوقع حادثہ پہنچا۔انورعلی کواس کی پر بیٹان صورت سے بتانے کے لیے کافی تھی کہوئی متوقع حادثہ پیش آنے والا ہے۔

''خیرتو ہے؟'' اُس نے کیگرانڈ کی طرف دیکھتے ہوئے سوال کیا۔ لیگرانڈ نے مغموم کہجے میں جواب دیا۔''موسیو!انسپکڑ برنا رڈیا نڈی چری پہنچ گیاہے۔ میں نے اسے جہاز سے اُتر تے دیکھاہے۔ میں بیمعلوم نہیں کرسکا کہ بیہ جہاز کہاں سے آیا ہے تو ہوسکتا ہے جین جہاز کہاں سے آیا ہے تو ہوسکتا ہے جین جہاز کہاں سے آیا ہے تو ہوسکتا ہے جین بھی اس پرسوار ہو۔ میں نے انسپٹر کو دیکھنے کے بعد بندرگاہ پرٹھہرنا مناسب خیال نہیں کیا۔"

انورعلی نے پوچھا۔"اس نے آپ کود مکیونہیں لیا؟"

" نہیں۔جہاز ہے آرتے ہی پانٹری چری کے چندانسر اس کے گرد جمع ہو گئے تصاور میں وہاں سے کھنگ آیا تھا۔"

ے دریں اور ملی نے گری ہے اُٹھ کرا پے سیامیوں میں سے ایک نوجوان کو آواز دے کر بلایا اور سے چند ہدایات دینے کے بعد لیکراند کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔" آپ

کر بلایا اور سے چند ہدایت دیے سیعی برای میں سرب موجہ ہور ہو۔ اپ فور أیبال سے رواید مولیا ہیں۔ یس سے انتظار کے دور النظار کے میں شام تک

بندرگاہ سے تمام معلومات حاصل کر گئی ہے بات بھی جاؤں گا۔ اگر جین اس جہاز پر آئی ہے قو میں اسے اپنے ساتھ لانے کی کوشش کروں گا۔ بصورت دیگر آپ کو خہاز پر آئی ہے قو میں اسے اپنے ساتھ لانے کی کوشش کروں گا۔ بصورت دیگر آپ کو ضروری ہدایات مل جائیں گی۔ اگر جین اس جہاز پر نہ آئی تو بھی آپ انسپلٹر برنا رڈکی

موجودگی میں یہاں ٹھہرکراس کا انتظار نہیں کرسکتے۔آپ کے لیے یہی بہتر ہوگا کہ آپ یا پہنے گئی تو آپ یا پہنے گئی تو آپ یا پائے گئی تو آپ یا پہنے گئی تو آپ یا پہنے گئی تو اُسے آپ کے پاس پہنچانامیرا ذمہ ہے۔''

لیگرانڈ نے کہا۔" مجھے ڈرہے کہ بین شاید آپ پراعتا دنہ کرے۔ لیکن جب آپ اسے جین کی بجائے مادام لیگرانڈ کہہ کرمخاطب کریں گے تو وہ بہت کچھ مجھ جائے گی۔ جہازیروہ اسی نام سے سفر کررہی ہوگ۔"

'' آپ تسلی رکھیں جین خواہ کسی نام سے سفر کررہی ہو مجھے تلاش کرنے میں کوئی دفت پیشنہیں آئے گی۔ بیہ کہہ کرا نورعلی دلاورخاں کی طرف متوجہ ہوااوراسے دو گھوڑے تیارر کھنے کا حکم دے کر بندرگاہ کی طرف چل دیا۔ تھوڑی در بعدلیگرانڈ اورا نورعلی کا ایک ساتھی گھوڑوں پرسوار ہو کرمغر ب کا رخ کررہے تھے۔ مانڈی چری سے کوئی پندرہ میل دورایک چھوٹی سی ندی کے بل کے قریب بیٹنج کرلیگرانڈ کے رہنمائے آینا کھوڑارو کااور کہا۔" جناب اُنہوں نے یماں رکے کا تھا۔'' لیگر اعلیٰ نے آیا گھوڑا روکتے ہوئے کہا۔'' شہیں بھین کے کہانہوں نے هميں يبال ركنے كالحم فيا تفا۔" ہیں ای جگری کے لیے گیا تھا؟" " بى بان النائل يى كى طرف يى ماسته جاتا ہے اور ين كم ازم آم مرسبه یماں سے گزر چکاہوں ۔ یہ ارفیجان کوڑے ہے اور پر اور لیکر انڈنے اس ی تقلیدی _انہوں نے اپنے گوڑے کے درخت کے ساتھ با ندھ د ہے۔اور ندی کے کنارے بیٹھ گئے کیگرانڈ کے کیےانتظار کے کھات انتہائی صبر آ زمانتھ۔وہ بھی أتُص كرا دهرادهر تُهلنا شروع كر ديتا يجهى اپناختجر نكال كر درخت كى شاخيس تراشيخ لگتا۔ مجھی نڈھال ساہوکرندی کے کنارے بیٹھ جاتا اور شکریزے اُٹھا اُٹھا کریانی میں پھینکناشروع کر دیتا۔جب ہس یاس کوئی آہٹ یا آوا زسنائی دیتی تو وہ بھاگ کر ئىل ىرىپنچتالىكىن سواراور بېدل گز رجاتے اوروه كليجە سوس كرره جاتا۔

شام کے چار ہے کے قریب بارش شروع ہوگئی اوروہ ایک تناور درخت کے نیچے سٹ کر کھڑے ہوگئے ۔تھوڑی دریہ بعد انہیں گھوڑے کی ٹاپ سنائی دی اور

لَيْكُرانِدُ كِي سائقي نے کہا۔" لیجھےوہ آ گئے!"۔ لیگرانڈ بھاگ کر پکڈنڈی کی طرف بڑھا۔اس کا دل بری طرح دھڑک رہاتھا کیکن انورعلی کو تنہا دیکھ کرکیگرا نڈ کے یا وُں زمین سے پیوست ہوکر رہ گئے۔انورعلی نے اس کے قریب پہنچ کر گھوڑے کی ہاگ تھینچی اور پنیچے اُٹر تے ہوئے کہا۔'' مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کے کیے کوئی خوش خبری نہیں لایا ۔جین اس جہاز پرنہیں آئی۔ یہ جہاز بوربون سے بہاں پہنچا ہے۔ آئیں کپتان سے ال کر آیا ہوں۔انسپٹر برنارڈ مے متعلق ابھی تک صرف اتنامعلوم ہوسکا ہے کہ اس کا بھنے کیا یا تھی چری کی فوج میں ملازم ہےاوروہ ای کے پاس مخبرا ہے کیکن پیرظا ہرہے کھرف ایک بھتیج سے ملنے کاشوق أہے بیمان تک استے پر آمادہ نہیں کر ساتا۔ ہمیں اب بیدها کرنی جا ہے کے جین اس کی موجود کی میں بیمان نہ کینے پیش کوشش کروں گا کیمریشس میں آپ کے بہنوئی کواک ٹی صورت حال سے آگاہ کردوں کیکن آگرجین وہاں سے روانہ مو چى باقد آپ يا ندى چرى يىل دە كراس كى كونى مەنىيى كرسكتے _" اس کے بعد انورعلی نے اپنے گھوڑے کی زین کے ساتھ بندھا ہواسفری تھیلا اُتا را اورکیگر انڈ کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔'' اس تھلے میں آپ کے کیے رات کا کھانا، سیچھ رویے اور تین تعار فی خط ہیں۔ایک خط میں نے کرشنا گری کے فوجدا رکے نام لکھاہے وہ آپ کوسر نگا پٹم پہنچانے کا بندوبست کر دے گا۔ دوسر اخط موسیولا لی کے نام ہےاور مجھے یقین ہے کہوہ آپ کی ہڑمکن اعانت کرے گاتیسرا خط میں نے اپنے بھائی کے نام لکھا ہے، سرنگا پٹم میں آپ اسے بہترین دوست یا ئیں گے۔اگرضرورت ریڑی تو میرا بھائی آپ کے لیےسرنگا پٹم کے بڑے سے بڑے آ دمی کی اعانت حاصل کر سکے گا۔میرا بیآ دمی آپ کوکر شنا گری پہنچا کرواپس

آ جائے گا۔ آپ وہاں پہنچتے ہی میرے نام اس مضمون کا ایک خط لکھ کر اس کے حوالے کردیں کہآپ سلطان کی فوج میں ملازم ہیں اورا گرآپ کی بیوی یانڈی چری پنچانو میںا سے آپ کے ماس پہنچانے کا ہندو بست کر دوں جبین اگر آپ کے ہاتھ کی تحریر پہنچانتی ہے تو وہ مطمئن ہو جائے گی۔اس کے علاوہ اگروہ انسپکٹر برنا رڈ کی موجودگی میں یہاں پینچی تو بیہ خط میرے کام آئے گا۔اب میں فوراً واپس جانا جا ہتا ہوں جین کی غیرمتو تع آ مک کے پیش نظر میر امروفتت وہاں موجود ہونا ضروری ہے۔ ممکن ہے کہ آج رات ہی ماریشس کا کوئی جہا زوماں بھنچ جائے۔ میں بندرگاہ یراس بات کا نظام کرآیا ہوں کہ جب کوئی نیاجہاز آئے مجھے خبر دار کر دیا جائے۔'' انورعلی کے سی تو تف کے بغیر مصافح کے لیے ہاتھ بر صادیا اور لیکر انڈ نے اس کے ساتھ مصافی کے ہوئے گہا۔ معنو بیوا کی بہت رہے ول ہیں۔" The state of the s تین ہفتے بعد انورعلی طلوع آنا ہے کے گیا گھنٹہ بعد ایک جہازی آمد کی اطلاع یا کر ہندرگاہ پر پہنچانو وہاں اُسپکٹر برنا رڈ اور یانڈی چری کی پوکیس کے دوانسر موجود تھے۔انورعلی کے لیے بیغیرمتو تع نہھی۔انسکٹر برنارڈ اس سے پہلے بھی ہر نئے جہازی آمد کے وقت بندرگاہ پرمو جود ہوتا تھا۔ یانڈی چری پہنچنے سے دو دن بعد اس نے انورعلی کے کیمپ ہے فرانس کے ان آ دمیوں کے متعلق معلو مات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی جومیسور کی فوج میں بھرتی ہو کرجا چکے تھے۔اورا نورعلی نے أسيصرف وه كاغذات دكھا كرمطمئن كرديا تقا_جن ميںكيگرانڈ كاكوئى ذكرنہيں تھا_ برنارڈ انورعلی کو بیجھی بتا چکا تھا کہ میں ایک نہابیت خطرنا ک انقلابی کی تلاش میں ہوں جو پیرس سے ایک خوب صورت لڑکی کے ساتھ فرار ہو چکاہے۔

جہاز بندرگاہ سے ابھی کچھ فاصلے پر تھا۔ انور علی کچھ دیر تذبذ ب اور پر بیثانی کی حالت میں انسپکٹر اور اس کے ساتھیوں سے چند قدم دور کھڑا رہا۔ بالآخر ایک پولیس افسرنے اس کی طرف دیکھ کرہاتھ سے اشارہ کیا۔اوروہ تیزی سے قدم اٹھا تا ہوا آگے بڑھا۔انسپکٹر برنارڈ نے اس کی طرف متوجہ ہوکر کہا۔''موسیو! میں ابھی سے سوچ رہاتھا کہ آج آپ کیوں نہ کے؟'' انورعلى سكراما _ ميراخيال ہے كہ ياں وقت پر بھن گيا ہوں _ '' مقامی بولیس کے ایک انسر نے کہا۔"موسیوال افار علی بروی با قاعد گی سے ساتھ ہر جہاز دیکھے ہیں۔'' انور علی نے جواجہ دیا۔'' جب بیال آپ کے جہاز دیکھے کے مواجھے اور کام ی کیا ہے؟ خدا کا ملک ہے کہ مجھے والیس بالیا گیا ہے۔ورند میں بہاں برکاری سے CELUI DOG CELUI "T = -1 = 1" "پال" " کب؟" بہت جلد، میں صرف اپنی جگہ کسی نے آ دمی کا انتظار کر رہا ہوں۔'' انورعلی بیہ

بہت جلد، میں صرف اپنی جگہ کسی نے آدمی کا انظار کررہا ہوں۔" انورعلی میہ کہ کہ کر انسیکٹر برنارڈ کی طرف متوجہ ہوا۔" کہیے آپ کو اپنی مہم میں کوئی کامیابی ہوئی؟" ہوئی؟" برنارڈ نے جواب دیا۔" مجھے اپنی کامیابی کے متعلق کوئی ہے چینی نہیں، مجھے میں کامیابی کے متعلق کوئی ہے چینی نہیں، مجھے میں نے کہا گروہ زندہ ہیں تو ایک نہا یک دن ضرور گرفتار ہوجا کیں گے۔"

، جہاز بندرگاہ کے بہت قریب پہنچ چکا تھا اور اب عرشے پر چندعورتیں بھی دکھائی دے رہی تھیں۔ یانڈی چری کے چند فوجی اور سول حکام بھی بندرگاہ پرموجود تصے۔اورانتہائی اشتیاق کی حالت میں جہاز کی طرف دیکھ رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد جہاز بندرگاہ پرآلگا اورمسافرینچے اُترنے لگے فرانسیبی افسر اینے بال بچوں اور رخصت سے واپس آنے والے دوستوں کا استقبال کر رہے تنے۔انسپکٹر برنا رڈ جہاز ہےاتر نے والے ہرنو جوان مر داورعورت کو گھور گھور کرد مکھ ر ما تھا۔ایک نیلی انگھوں والی اور سنہر ای بالوں والی نجیف اور لاغراز کی ایک ماتھ میں چھوٹا سا بلس اُٹھا ہے ہوئے جہاز ہے اُتری اور جوم سے ایک طرف کھڑی ہو کر ا دھرادھر دیکھنے گئی۔ انورعلی لیک کراس کے قریب پہنچااورسر کوشی کے انداز میں بولا اگر میں غلطی پڑتیں تو آپ کیکرانڈ کو تلاش کررہی ہیں۔ میں پیھی جامتا ہوں کہاس کا اصلی نام کیمر ب ہے اور آھے ما دام بگر اند کے نام سے سفر کر رہی ہیں۔میری بات غورے سنیے انسپٹر برنا روز کی بیات نے کولی چلائی تھی پہاں موجود ہے وہ اس طرف آرہا ہے۔ آپ اس کی طرف وریکھیں، میں بیرانڈ کا دوست ہوں۔وہ یہاں آپ کا انتظار کررہا تھا۔لیکن اُسپکٹر برنارڈ کی آمدیر میں نے اسےسرنگا پٹم بھیج دیا ہے۔ آپ اُسپکٹر پر بیہ ظاہر کرنے کی کوشش کریں کہ آپ کا شو ہر گز شتہ دو سال سے میسور کی فوج میں ملازم ہے۔اینے حواس پر قابور کھیے۔ اگرانسپکٹر برنا رڈ کو ذرا شبه ہو گیا نو ہے مصیبت میں پھنس جائیں گی۔'' ا تنی در میں اُسپکٹر برنا رڈ اُن کے قریب آچکا تھا۔ انورعلی نے اس کی طرف توجہ کیے بغیر جلدی سے لڑکی کا مبسل یا اورا پنالہجہ بدلتے ہوئے ذرابلند آواز ہے کہا۔ '' ما دام پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں۔ایک سیاہی کی بیوی کواس تشم کی تلخیاں بر داشت کرنی بڑتی ہیں۔ آپ کے شوہرا یک مہم پر روانہ ہو چکے ہیں۔اس کیے آپ

کوسرنگا پٹم پہنچانے کی ذمہ داری جھے سونی گئے ہے۔ موجودہ حالات میں ہماری نوج

کے سی سپاہی کو چھٹی نیں ال سکتی۔ جھے یقین ہے کہان کا خطر پڑھ کرآپ کو تسلی ہو
جائے گی۔''
انور علی نے یہ کہہ کراپئی جیب سے ایک خط نکا لا اور لڑکی کے ہاتھ میں دے
دیا۔ لڑکی نے کا بہتے ہوئے ہاتھ سے خط پکڑلیا اور کھول کر پڑھنے گئی۔
کیابات ہے موسیق انگری آرڈ نے اُس کے گذر ہے پر ہاتھ رکھتے ہوئے
کیابات ہے موسیق انگری آرڈ نے اُس کے گذر ہے پر ہاتھ رکھتے ہوئے
کیابات ہے موسیق انگری آرڈ نے اُس کے گذر ہے پر ہاتھ رکھتے ہوئے
کیا۔
کہا۔

انور علی نے جو آب دیا۔''باری فرج کے پور بین دیسے کے ایک افسر کی بیوی

الوری نے جواب دیا۔ ہماری ہوئ کے لور بین دستے ہے ایب اسر بیون بیں اور اس بات پر خفا بین کہ ان کے شوہران کے استقبال کے کیوں نہیں آئے۔انہیں ہمرزگا پینے اپنے کی ذمہ داری تجھے میں گئے ہے ؟

انبیٹر بر مار ڈلور سے اس کے ایک طرف دیکے رہا تھا اور وہ اس کی توجہ سے بچنے کے لیے ای فات بر مرکز ان کے موسے کے ایک نگا ہیں کافٹر کر کر کوئی کے موسے کا دام میں بید خط دیکے سکتا ہوں؟''

انورعلی مے مداخلت کی۔''موسیو مجھے معلوم ہے کہ آپ پیرس کی پولیس کے ایک انسر ہیں کیپولیس کے ایک انسر کا خط ایک انسر کا خط ایک بیوی کے نام میسور کی نوج کے انسر کا خط پڑھنا آپ کے فرائض میں داخل نہیں۔'

برنارڈ نے جواب دیا۔" مجھے اپنے فرائض کے حدو داچھی طرح معلوم ہیں۔
اگر آپ انہیں سرنگا پٹم پہنچانے کی ذمہ داری قبول کر چکے ہیں تو مجھ پر بھی ان کے
متعلق بعض ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ انہیں سے خط دکھانے پر کوئی
اعتر اض نہیں ہوگا۔"

لڑی نے خط انسپکٹر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔'' آپ خوشی سے بید دیکھ سکتے ہیں۔بھلامجھے کیااعتر اض ہوسکتاہے؟'' برنا رڈ خط پڑھنے میںمصروف ہو گیا۔انورعلی کا ایک سیا ہی تیزی سے قدم اٹھاتا ہوااس کے قریب پہنچا اوراس نے کہا۔" جناب اس جہاز پرصرف آٹھ آ دمی آئے ہیں۔ان میں سے صرف تین پور پینِ اور باقی مریشس کے باشندے ہیں۔' انورعلی نے جواب دیا یہ جنہیں تیمیں میں لے چکو میں ابھی آتا ہوں۔ یہ بلس اہے ساتھ لیتے جا وُ اور مادام کے لیے ایک خیمہ لگا دو کئے گ سپای نے چڑے کا بکس تھالیا اور انور علی نے لڑی کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔" مادام آپ کاکوئی اورسامان جماز پر فرنین "جی نیس منظم میری می خاوند نے لکھا تھا کہ مجھے تھی کے راستے ایک اسباسفر كنا يدر كاكر كي الحيد المعلقة برنا رڈنے خط پڑھنے کے بعد انورعلی سے مخاطب ہوکر کہا۔'' ما دام کی صحت بہت خراب معلوم ہوتی ہے میرے خیال میں انہیں سرنگا پٹم کاسفر کرنے سے پہلے چند دن بہاں آرام کرنا جا ہے۔اورآ پکوان کے کیے خیمہ خالی کرانے کی ضرورت خہیں۔میں گورز کے مہمان خانے میں ان کے قیام کاا نتظام کرسکتا ہوں۔''

انورعلی نے جواب دیا۔ ' ذاتی طور پر مجھے کوئی اعتر اص نہیں لیکن میرے خیال میں آپ کو بید مسئلہ میری بجائے مادام کے سامنے پیش کرنا جا ہیں۔ برنا رڈمسکرایا۔ ' مجھے یقین ہے کہ انہیں گورز کا مہمان بننے پر کوئی اعتر اض نہیں

ابوگا_"

اس عرصه میں جین اپنی پریشانی پر قابو یا چکی تھی اوراس کی مدا فعانہ قو تیس پوری طرح بیدارہو چکی تھیں۔اس نے فیصلہ کن انداز میں کہا''میری صحت بالکل ٹھیک ہےاور میںا یک لمحہ کے لیے بھی یہاں تھہر ناپسند نہیں کروں گی۔لایئے میراخط؟ برنا روائے کہا۔ 'بیخط آپ کوکل تک نہیں مل سکتا ؟'' ''اس خط میں کوئی خاص بات ہے موسیو''انورعلی نے اپنی پر بیثانی پر قابو یا نے ی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "کوئی خاص باعظے نہیں لیکن ایک پولیس انسر کو ہم بات کی جانچے پڑتال کرنی پر تی ہے۔ چندز النین انسران کے کرون ہو چکے تھا کیہ نوجی نے انسیار پر نار ڈ عاظب وكرايات المات انورعلی نے جین ہے کہا۔ المان آپ وارا کی ضرورت ہے اگر آپ گھوڑے پرسواری کرسکیں تو <mark>میں دو دن تک آپ کے سفر کا بندوبست کر دوں گا۔</mark> بصورت دیگر مجھے بھی کا نتظام کرنا پڑے گا۔'' لڑی نے جواب دیا۔''میں گھوڑے پر سفر کر سکتی ہوں''۔ برنا رڈنے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔" ما دام! اگر آپ کومیری با نوں ہے کوئی کوفنت ہوئی ہے تو میں معذرت حابتا ہوں، میں صرف اس بات کی تسلی جا ہتا تھا کہ آپ کو کوئی تکلیف نہ ہو۔اگر فرصت ملی تو میں کل آپ سے ملنے کی کوشش کروں گا۔'' " آئے مادام!" انورعلی نے کہااورجین اس کے ساتھ چل پڑی۔

بندرگاہ کے احاطے سے نکلتے وقت انورعلیٰ نے مُڑ کر دیکھا نو اُسپکٹر برنارڈ مقامی پوکیس کے آدمیوں کے ساتھ ہا تیں کررہا تھا۔اس نے جین سے کہامیر اخیال ہے کوہ آپ کو پہچان ہیں سکالیکن اس کے شبہات بوری طرح دور ہیں ہوئے۔" جین نے کہا۔'' مجھے یقین ہے کہاس نے مجھے نہیں پہچانا ہو گا۔ بیاری کے باعث میری حالت بیہو چکی ہے کہ میں خود آئینے میں اپنی صورت نہیں بہجان سکتی۔ پھر انسکٹر برنا روٹ نے مجھے جن حالات میں ویکھا تھا وہ ایسے نہ سے کہاں کے ذہن پر ميراكوني ديرياتصورره گيا ہو؟'' انورعلی نے کہا۔ 'پھر بھی مجھے ندیشہ ہے کہ اسپٹر آپ ہے متعلق پورااطمینان حاصل کرنے کی کوشش کرنے گا۔ ممکن ہے کی موڑی دریا تک ہ و پایٹری چری کی بولیس کے آ دمیوں کومیر ہے کمپ کی نگرافی کے لیے بینچ دے بیجھے یہ بھی ڈ رہے کہ کل اگروہ آپ ہے ملاقوہ پوری طرح سے تیار ہوکر آئے گا کیکر انڈے خطریر اس نے بلاوجہ قبضہ میں گیا۔ آپ کیلیے سی ای کا ہے کہ آپ نورا آپانڈی جری کی صدود سے باہر نکل جائیں۔اگر آپ گھوڑے پر سفر کر سکتی ہیں تو ہمیں ابھی روانہ ہو جانا جین نے کہا۔'' میں تیارہوں کیکن آپ کو بیہ کیسے معلوم تھا کہ میں اس جہاز پر انورعلی نے جواب دیا۔''اس میں جیران ہونے کی کوئی بات نہیں لیگرانڈ کو روانہ کرنے کے بعد میں یہاں آنے والا ہر جہاز دیکھا کرتا تھا۔'' جین کچھ دریے خاموشی ہے اس کے ساتھ چکتی رہی۔ بالآخر اس نے کہا۔"

جین کچھ دریے خاموشی سے اس کے ساتھ چکتی رہی۔ بالآخر اس نے کہا۔" موسیو مجھے معلوم نہیں کہ آپ کون ہیں لیکن میرے لیے آپ پر اعتا دکرنے کے سوا

كوئى جارة نبيں _'' ''مجھےآپ اعتاد کے قابل پائیں گی۔'' انورعلی نے کہا۔ تھوڑی در بعدوہ پڑاؤ میں داخل ہوئے۔ سیاہی خیمہنصب کررہے تھے۔ ا نورعلی نے انہیں فوراً تین گھوڑے تیار کرنے کا تھم دیا اور دلاورخان سے مخاطب ہو کرکہا۔" دلاورخان تم ہمارے ساتھ جارہے ہو، میں نے بندرگاہ سے جوبکس بھیجا تھا و ہمیرے گھوڑے کی زین کے پیچھے بانڈھ دو جلدی گروٹ پهروه اپنے نائب کی طرف متوجه هوا۔ 'سر دارغال! شام تک اس بات کاکسی کوعلم بیں ہونا جا ہے۔ کہ میں بیال سے غیر حاضر ہوں ممکن ہے کہ وہ اسکٹر جواس دن مير _ ياس آيا تفاريا يايتري جري كي بوليس كاكوني آ دي هار في متعلق يو حضے آئے تم اسے بیر کہ کرنا گئے کی کوشش کرنا کہ میں آرام کررہا ہوں۔ اگر کوئی مادام کیگرانڈ کے متعلق یو جھے تو بھی آئے گئی ہو کاووا پنے خیبے میں سور ہی ہیں۔ بظاہراس بات کا کوئی امکان نہیں کہوہ آئ تھیں پر بیٹان کرے گا۔لیکن کل علی الصباح وہ ضرورا کے گا۔اورتم اسے بیہ بتانا کہ ما دام فوراُسرنگا پٹم پہنچنے پر بھندتھی اوراب تک وہ کئی میل طے کر چکے ہوں گے ۔آٹھ دی دن تک یہاں میری جگہ دوسرا آ دمی پہنچے جائے گا۔اُسے بیہ بتا دینا کہا یک خاص مجبوری کے باعث میں یہاں کھہر کراس کا انتظار بين كرسكا_"

₩₩

کیمپ سے انورعلی اورجین کی روانگی سے کوئی آ دھ گھنٹہ بعد برنارڈ انتہائی غم و غصے کی حالت میں پانڈی جری کے گورز کے سامنے کھڑا ہیہ کہہ رہا تھا۔'' جناب سیہ معاملہ بہت سکین ہے اگر آپ کی پولیس میر سے ساتھ تعاون کرتی تو ہم اس لڑکی کو

یانڈی چری سے نکلتے ہی گرفتار کر سکتے تھے۔" " آپ کو بید کیسے معلوم ہوا کہا نورعلی اس لڑکی کے ساتھ روا نہ ہو چکاہے؟" " میں نے بندرگاہ ہےوا پس آتے وقت دوآ دمیاں کے براؤ کی تکرانی کے کیےروانہ کردیے متھاور جب انہوں نے بیاطلاع دی کیا نورعلی اُس کاایک نوکراور و ہاڑی کیمپ میں پہنچتے ہی گھوڑوں پر سوار ہو کر کہیں روانہ ہو گئے ہیں تو میں نے نوراً پولیس کوان کا تعاقب کرنے کے لیے گہا لیکن آپ کے افسروں نے بیہ جواب دیا "اگراپ کوال لاک کی مجرم ہونے کے متعلق اتنا بی یقین تھا تو اپ نے أے جہاد ہے تر ہے کی گوں شرفار لیا؟" "جناب والإلى وتت ميرك يان كون فبوت نه فعااور من اس يرباته والنے سے پہلے اپنے شکوک رفع کرنا جا بتا تھا۔ میں نے اس خطریہ قبضہ کرایا تھا جو اس لڑی کوا نورعلی نے بندرگاہ پر دیا تھا اور لیمر کے کے ہاتھ کی چند تحریریں جو پیرس کے فوجی اسکول سے میرے قبضے میں آئی تھیں ۔میرے بکس میں تھیں ۔ میں ان تحریروں سےاس خط کامواز نہ کرنے کے کیے فوراً اپنی قیام گاہ پر پہنچا۔اب میں بیہ اچھی طرح دیکھ چکا ہوں کہیمر ٹ کی تحریرں اس خط سے ملتی ہیں۔اورکیمر ٹ اور کیکرانڈ ایک ہی آ دمی کے دومختلف نام ہے، ان کافوراً یہاں سے بھاگ نکلنا بھی ہے ظاہر کرتا ہے کہ وہ لڑکی مجھے دیکھنے کے بعد اپنے آپ کو یہاں محفوظ نہیں مجھتی تھی۔ اب اگرانہیں گرفتار کرنے کی کوشش نہ کی گئی تو اس کی تمام ذمہ داری آپ کی پولیس پر گورز نے کہا۔'' آپ کو معلوم ہے کہ یانڈی چری سے چند میل آگے

انگریزوں کی چوکیاں اوراس کے بعد میسور کی سرحد شروع ہو جاتی ہے اس کیے ہم زياده دوران كاتعا قب بين كرسكتے-" '' جناب مجھے یقین ہے کہوہ زیادہ دورنہیں گئے ہوں گے۔ابھی وفت ہے۔'' '' میں دوشرا بَطریر آپ کے ساتھ چندسوار جھیجے سکتا ہوں۔ پہلی شرط بیہ ہے کہ آپ یانڈی چری کی حدو دہےآگےان کا پیچھانہیں کریں گے۔دوسری شرط میہ ہے كالرآپ كونا كاي مولى تو آپ اي غفات اوركونا بي كي ذمه داري ميري پوليس پر نبين ۋالين كاك وایس سے "جناب بین نے اگر کو اگر ای کی ہے تو وہ صرف ہے کہ بیں آپ کی پولیس کا تعاون حاصل خرسکان گورز نے کہا اور ملی عیسور کی حکومت کا ایک ذمہ دارانسر ہے اور یا نڈی چری کے پڑے سے جاتے انسر کو ایو سکھایا گیا ہے کہ وہ نیسور کے ہرآ دی کا احز ام کرے۔ہم بہال رہ کر سلطان ٹیموٹی نا رہنگی مول نہیں لے سکتے۔اب بھی میں بختی کے ساتھ آپ کواس بات کی ہدایت کرتا ہوں کہا گروہ لڑکی گرفتار ہوجائے تو بھی انورعلی کے ساتھ آپ کابرتا وًا نتہائی دوستانہ ہونا جا ہیں۔ میں اپناسیکرٹری آپ کے ساتھ بھیج دیتا ہوں اوروہ پولیس کے چند سوار آپ کے ساتھ روانہ کر دے گا۔ کیکن مجھےاندیشہ ہے کہاگر انورعلی سیجے حالات سے واقف ہونے کے باو جودلڑ کی کو پناہ دے چکاہےتواب ماینڈی چری کی ساری فوج اور پوکیس اس کا کھوج لگانے میں کامیاب نہیں ہوگی۔'' "اس صورت میں آپ میسور کی حکومت سے مید مطالبہ بیں کرسکیں گے کہوہ

ا ن صورت میں آپ میسوری صوحت سے سید مطالبہ ہیں کر میں سے کہوہ ہمارے مجرم ہمارے حوالے کردے؟''

'' نہیں، میسور میں پناہ لینے کے بعدوہ ہماری دسترس سے باہر ہوں گے۔'' دوپہر کے وفت انورعلی نے گھنے جنگل میں ایک ٹیلے کے قریب پہنچ کر اپنا تحوژاروکااورمژ کراییخ سأتھیوں کی طرف دیکھنے لگا۔جین بری طرح نڈھال ہوکر اینے گھوڑے کی زین پر جھکی ہو نی تھی ۔اوراس کا چہرہ زرد ہور ہاتھا۔ " ميں بہت تھک گئي ہوں۔" اس فيسرايا انتجابين كركها۔" اگر يها ل كوئي انورعلی نے گہا۔" ابھی ہم خطرے کی صدود سے باہر نیس انگے تا ہم آپ کی

خطره نه بونو تھوڑی دیر تھر جائے ۔''

خاطر ہمیں کچھودے رکنا ہوے گا۔ اس ٹیلے کے یا رایک نالہ ہے اور اس کے کنارے

آپ تھوڑی دیرآ ہے۔ ایک سی کی۔ " ایک اللہ تموژی در بعدوہ کیا گیا تھا تھا اور سائٹے چھفا صلے پر ایک جھوٹا ساناله دکھائی دے رہا تھا۔

انورعلی نے کہا۔'' دلاورخاں تم یہیں تھہرو، اگر کوئی خطرہ پیش آئے تو ہمیں خبردار کردینا۔"

جین نے گھوڑے سے اتر تے ہوئے کہا۔'' مجھ سے اب زین پرنہیں بیٹا جاتا _ میں پیدل چلوں گی _''

ا نورعلی نے جلدی ہے بنچے اُتر کر دونوں گھوڑوں کی باگیں پکڑ لیس اورجین لڑ کھڑاتی ہوئی ا**س** کے ساتھ ٹیلے سے پنچے اتر نے لگی۔

تھوڑی دیر بعدوہ میں ہے چند قدم دورا یک طرف ہٹ کرنا لے کے کنارے رے جین سرسبز گھاس پر ہیٹرگئی۔اورا نورعلی نے گھوڑوں کو بانی پلانے کے بعدا یک

جھاڑی کے ساتھ ماندھ دیا پھراس نے خورجین سے ایک پیالہ نکالا اور نالے سے یانی بھر کرجین کو پیش کرتے ہوئے کہا۔'' آپ پیاس محسوں کررہی ہیں؟'' اُس نے مسکرا کرا ثبات میں سر ہلاتے ہوئے انورعلیٰ کے ہاتھ سے یانی کا انورعلی نے کہا۔''اورآپ کو بھوک بھی ہے؟'' اس نے جواب دیا۔ 'الی بیس کی مدت کے بعد پہلی بار بھوک محسوں کر رہی ہوں۔'' انورعلی نے ایک درخت کے چھر پیتانو ڑے اورما کے کے اپانی سے دھونے ے بعر میں کے لیے گیا ہے۔ جين برحاي في محركيني بولى وموسوليها نے كي يہے؟" " نبیں بیل ۔" او دی میں اور اس اور اس کے کہا۔" بيآپ كھانے كے برتن بين الله الله ووبارہ بين كوڑے كرتن بينيااور خورجین ہےایک روغیٰ روٹی نکال کر کے آیا اور پتوں پر رکھتے ہوئے بولا۔'' لیجھے کھانا آگیا۔'' " آپنیں کھا کیں گے؟" دونہیں میں کھاچکا ہوں'' جین نے چند نوالے کھانے کے بعد کہا۔'' میہ بہت لذیز ہے کیکن کیمپ سے روا ندہوتے وفت مجھے معلوم ندتھا کہ آپ کھانا بھی ساتھ لیے جارہے ہیں۔" ''میں نے جہاز کی اطلاع یا تے ہی اینے سفر کے لیے چند ضروری انتظامات

"آپکویه کیسے معلوم تھا کہ میں اس جہاز پر آرہی ہوں؟" "میں ہرنے جہاز کی آمد پر بیا مید لے کر بندرگاہ پر جاتا تھا کہ آپ آرہی ہیں ۔ پہلے تو میں اپنے گھوڑوں پر زینیں بھی ڈلوا رکھتا تھا۔صرف اس دفعہ تھوڑی سی کوتا ہی ہوگئی۔"

لوتا ہی ہوی۔
جین نے چند اور نوالے کھانے کے بعد کہا۔ "موسیو مجھے اس ملک کی رسو مات
کا کوئی علم نہیں ۔ بیروٹی میری ضرورت ہے بہت زیادہ ہے۔ اگر میں ساری نہ کھا
سکوں نو آپ برانو نہیں تا نیمی گئے ؟"
انور علی نس بڑا۔ وہ و دونوں نس بڑے ۔ پھر جین اچا کہ سنجیدہ ہوکر ہولی۔"
م

جین نے کیا۔''اگرا میلی اور دیاں اور دیاں ایجھا کرےگا۔'' '' بظاہراس بات کا کول امکان کی ۔ میں اگر اس نے جمارا پیجھا کیا تو بھی

بطاہران بات کا بون املان ہیں۔ یہ اس کے ہمارا پیچا میا و کی آ آپ کوفکرمندہونے کی ضرورت نہیں۔آپ اظمینان سے آرام کریں۔ میرانوکر ٹیلے پر پہرادے رہاہے۔''

جین نے ذرا پیچے ہٹ کر ایک درخت کے ساتھ ٹیک لگا لی۔ اس کی آکھیں نیندسے بندہورہی تھیں۔اور چندمنٹ کے بعدوہ بیچے کی طرح سورہی تھی۔ انور علی نے نالے کے کنارے بیٹھ کروضو کیااور نماز کے لیے کھڑا ہوگیا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعداس نے درخت کے ساتھ بندھے ہوئے گھوڑے کھولے اوران کی ہاگیں پکڑ کرایک پھر پر بیٹھ گیا۔

تھوڑی دیر بعدوہ جین کو جگانے کاارادہ کررہاتھا کہ ٹیلے کی طرف سے گھوڑے

کی ٹاپسنائی دی۔وہ جلدی ہے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔دلاورخاں بڑی تیزی سےاس کی طرف آرہا تھا۔

'' کیابات ہے دلاورخاں؟'' انورعلی نے بلند آواز میں کہا۔ دلاورخان نے قریب آکر گھوڑارو کااور جواب دیا۔'' آٹھ دیس پیٹ سوار اس طرف آرہے ہیں۔ میں نے انہیں ٹیلے سے کوئی ایک میل کے فاصلے پر دیکھا

ہے۔" جین نے پر کار کا تکھیں کھولیں اور اپر چھا کیابات ہے؟" سیجے نیں آپ اپنا کھوڑ استبال لیں "جیس نے بھاک کراپنے کھوڑ ہے کی باگ پکڑ کیل اور انور علی نے ولاور خال کی طرف منو جہ ہو کر گیا، اسم بل کے یا ر جا کران کا انتظار کو اوروہ میں ویکھ لیں توایک ہوائی فائر کرنے کے بعد بھاگ نِكلو ان مِين كيم كي كا كور تها كي الوري كي كرد وكونيل بني سكاريد راسته انگریزوں کی چوکی کی طرف جاتا ہے۔ ان پُل سے دو تین میل آگےتم انہیں چیمہ دے کر دائیں ہاتھ مُڑ جانا اور جنگل میں رویوش ہو جاؤ۔اگر وہ انگریزوں کی چو کی کے قریب پہنچ گئے تو انگریز ان سے نیٹ لیں گے۔ہم اس نالے کے ساتھ ساتھ جنگل میں سفر کریں گے۔ اور پھریہاں سے کوئی دومیل دور نالے کے دوسرے کنارے پہنچ کرتمہاراا نتظار کریں گے۔''

دلاورخاں کوہدایت دینے کے بعدانورعلی جین کی طرف متوجہ ہوا۔ 'پچلیے'' جین ان کی زبان سے ناوا تفیت کے باوجود بیاندازہ لگا چکی تھی کہ کوئی خطرہ در پیش ہے۔اس نے کہا۔'' موسیو، مجھے ڈر ہے کہ میں اب گھوڑے پر آپ کا ساتھ نہیں دے سکوں گی۔''

ابھی آپ کوچھوڑے پرسوار ہونے کی ضرورت نہیں۔ آپ اطمینان سےاپنے گھوڑے کی ہاگ پکڑ کرمیرے پیچھے چکتی رہیں۔'' جین اس کے بیچھے چل دی اوروہ جنگل میں رو پوش ہو گئے۔ چند قدم دورجا کر وہ رک گئے ۔اور دم بخو دہو کرٹیلے کی طرف گھوڑوں کی ٹاپ سننے لگے۔ پھرانہیں بندوق کا دھا کاسنائی دیا۔اوراس کے بعد گھوڑوں کی آہٹ بندرت کم ہونے لگی۔ انورعلی نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔ ''اب آپ کا خطرہ گزر چکا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اندھا دھندانگریزوں کی چوگی کے قریب پہنچ جائیں گے۔ اوروماں ہے زیادہ تیز رفتار کے ماتھوالیں آئیں گے۔" "ليكن آج كالماقية" "اہے کوئی خطرہ نہیں ، وہ تھوڑی دریا جنگل میں ان کی نگا ہوں ہے اوجھل ہوجائے گا۔ چینے اب میں کے دور اس جنگل میں چلنا رہے گا۔ آپ کو تکلیف تو ہو گ کیکن ابھی کچھ و صدیمارے کیے گنارے سے دور رہنا ضروری ہے۔ نالہ عبور کرنے کے بعد ہماراسفرنسبتاً آسان ہوجائے گااورآپ آزا دی سے گھوڑے پرسفر ڪرسکين گي-'' جین نے کہا۔'' مجھے سواری کا قطعاً شوق نہیں۔ میں پیدل چلنے میں زیادہ م سانی محسو*ں کر*تی ہوں ۔'' جنگل بہت گھنا تھا اور تناور درختوں کے نیچے پھیلی ہوئی حجاڑیوں اورطرح طرح کی بیلوں نے اسےاور بھی دشوارگز اربنا دیا تھا۔بعض مقامات پرانورعلی کواپنی تلوارہے ایک دوسرے کے ساتھا کمجھی ہوئی شاخوں کو کاٹ کر راستہ بنانا پڑتا تھا۔

جین بڑی مشکل ہے ا**س** کا ساتھ دے رہی تھی ۔

قریباً ایک گھنٹہ چلنے کے بعد اُن کے گھوڑوں نے احیا نک کان کھڑے کر لیے اورآگے بڑھنے سے انکار کر دیا۔انورعلی نے جلدی سے اپنی تلوار نیام میں ڈالی اور کندھے سے ہندوق اُتا رکرسا منے جھاڑی کی طرف دیکھنے لگا۔ '' کیابات ہے؟'' جین نے سہی ہوئی آواز میں یو چھا۔ ''خاموش''انورعلی نے مڑ کراس کی طرف دیکھے بغیر سر گوشی کے انداز میں کہا۔ ایک ثانیہ بعدانہیں شیر کے غرالنے کی آواز سنائی وی جین سکتے کے عالم میں کھڑی تھی۔اجا نگ سامنے جھاڑی میں جنبش پیدا ہوئی اور شیر کے غرانے کی آواز بند ہوگئ۔انورعلی طبینان کا سانس لیتے ہوئے جین کی طرف دیکھااور کہا۔'' آپ نے شیرد کیا؟ لیکن مین کافی شیک ویالی جواب والے کی جی انور می سیک یا ہے۔" ڈرنے کی الله المالية ا جین نے سمی ہوئی آواز میں کہا میں کے پھٹیں و یکھا۔ کین اُس کی آواز بہت خوفنا کتھی ۔خدا کاشکر ہے کہاں نے ہم پر حملہ ہیں کیا۔" وہ بھوکانہیں تھا۔میراخیال ہے کہان جھاڑیوں کے پیچھےاس کاشکار پڑا ہوا " آپ نے بندو ق نہیں چلائی ؟" "اس کی ضرورت ندهمی۔" "آپ نے بھی شیر ماراہے؟" "بهت دفعهٔ" " پيخوننا ڪ جنگل کب ختم ہوگا؟''

"بیجنگل بہت بڑا ہے کیکن اب تھوڑی دورآگے نالہ عبور کرنے کے بعد آپ کی مشکلات ختم ہوجا ئیں گی۔'' چند منٹ بعد وہ جنگل سے نکل کرنا لے کے کنار بے نمودار ہوئے اورا نورعلی نے کہا۔"اب آپ گھوڑے پرسوار ہوجائئے۔ہمیں یہاں سے نالہ عبور کرنا ہے۔" ''یانی زیاده گهرانونهیں؟'' " نہیں" انور علی نے اپنے کھوڑے کی رکاب میں پاؤں رکھتے ہوئے کہا۔" آپ اپنا گھوڑ امیر ہے چھپے رکھیں۔'' جین نے چھے کے بغیراس کے علم کانغیل کی اوروہ کمر برایر یا کی میں سے گز رکر نا لے کے باری گئے ہے اس کے بعد کوئی آ دھ کیل دوسرے گنارے کے ساتھ

ساتھ جلنے کے بعد افریملی اپنا کھوڑا روک کرنچے آٹر ریٹا اور جین کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔" اب بمیں بہان اپنے ماشی کا تظار کرا پر ہے گا۔"

جین نے کہا۔ ''اسے سے کیے علوم ہوگا کہ تم یہاں ہیں؟'' "میں نے اسے بتادیا تھا کہ ہم دومیل چلنے کے بعد اس کا نتظار کریں گے۔" " آپ کا مطلب ہے کہ ہم نے ابھی تک صرف دومیل کا فاصلہ طے کیا ہے؟ جین نے حیران ہوکر یو چھا''۔

" مإن جنگل میں ہاری رفتار بہت ست تھی۔ لیکن دلاور خاں کواس وفت تك يختي جانا حيائية تفاء"

جین گھوڑے سے اتر کرایک پتھر پر بیٹھ گئی ۔ کوئی پندرہ منٹ بعد انہیں جنگل میں گھوڑے کی ٹاپ سنائی دی۔انورعلی نے کہا۔ لیجیےوہ آگیا۔" اورجین اُٹھ کر ا دھرا دھرو کیھنے لگی ۔

تھوڑی در بعد دلاورخاں درختوں ہے نمو دار ہوا اورا نورعلی نے اُسے دیکھتے بی کہا۔تم نے بہت در لگائی۔" "جناب خدا کاشکرہے کہااپ مل گئے ہیں۔ مجھے تو بیجی معلوم نہ تھا کہ میرا رخ کس طرف ہے۔ میں ابھی بیسوچ رہا تھا کہواپس مڑوں اور دو ہارہ بل کے قریب پینچ کرنا لے کے کنارے کنارے اس طرف آؤں۔" " ہمارا پیجھا کرنے والوں کو کہاں چھوڑ آئے ہو؟" " جناب وہ تنو ایک والیس بایٹری چری کے قریب بھٹے کیکے ہوں گے۔ میں انہیں چیمہ دے کر انگریزوں کی چوٹی کے بالکل قریب کے گیا تھا۔اس سے بعد پگڈنڈی کے قریب جماڑیوں کے پیچے جیب کرانی استھوں سے ان کی بدحوای کا تماشا دیکے رہاتھا۔ وہ بینجا شا کھوڑے جھاتے واپس آرہے تھے اورانکر پر سواروں کا ایک دسته ان کے پیچے تھا۔ جب وو گزرگئے تو میں وہاں ہے کھسک آیا۔ میں سے نهیں دیکھ سکا۔ کفرانس کی پولیس کا کوئی آدمی رخی ہوایا نہیں۔ بہرصورت انگریز ان پر بے تھاشا گولیاں برسارہے تھے۔'' جین کے استفسار پر انورعلی نے فرانسیسی زبان میں اسے اینے نوکر کی کارگز اری سنا دی اور اس کی آنکھیں مسرت سے چیک اٹھیں۔اس نے کہا۔" موسیو! مجھےافسوس ہے کہ میں اپنی آنکھوں سے اُسپیٹر برنارڈ کی پسیائی کا تماشانہ انورعلی نے کہا۔'محیلیے اب دیر ہور ہی ہے۔'' وہ گھوڑوں پرسوار ہو گئے ۔اورانورعلی نے کہا۔'' دلاورخاں ہمیں شام سے پہلے سی محفوظ جگہ پہنچنا ہے۔ ابتم ہماری رہنمائی کرو۔'' دلاورخاں نے کہااس جنگل میں تھوڑی دور آگے ایک پگڈنڈی ہے اور میرا خیال ہے کہوہ کرشناگری کے راستے سے جاملتی ہے۔'' ''چلو!''

\$\$

غروب آفتاب کے وقت چند میل اور طے کرنے کے بعد بیلوگ ایک پہاڑی کے وامن رُکے اور الور علی نے جین کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔" اب رات ہونے کو ہے اور آگے چند کیل تک جنگل زیادہ گھنا ہے اس کے جمعی میں تیا میں قیام کرنا

پڑیا۔ وہ کوروں سے اتریز سے بین کے بیٹر پر بیٹر کی اور اور کی اور دلاور خان كورون كواليك جيازي كرساته بإند مفقاوران كي زينس التاريف مروف مو کے پھر انہوں نے یاس شفاف یانی کے آیے جھوٹے ہے جشکے سے وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے جب وہجب وہ کماڑے قارغ ہوئے تہ جین پھریر بیٹھنے کی بجائے نڈھال ہی ہوکرز مین پر کیٹی ہو گئے تھی انورعلی نے گھوڑوں کی زینوں کے دو نمدے نکال کراس کے قریب بچھا دیے اور تیسرا نمدہ لپیٹ کر تکیے کی جکہ رکھتے ہوئے کہا آپ شایدز مین برسونے کی عادی نہوں مجھےافسوس ہے کہاس وفت میں آپ کے لئے اس سے بہتر بچھونے کا انتظام نہیں کرسکتا۔ آپ سچھے کھالیں اور اطمینان ہے سوجا ئیں۔

جین نمدے پر بیٹھ گئ اور انورعلی نے اپنارو مال اس کے سامنے بچھا دیا اور پھر خودجین سے ایک روٹی کھانا ہے جو خودجین سے ایک روٹی کھانا ہے جو آپ نے دو بہر کے وقت کھایا تھا مجھے افسوس ہے کہ ہم راستے میں آپ کے لئے آپ سے دو بہر کے وقت کھایا تھا مجھے افسوس ہے کہ ہم راستے میں آپ کے لئے

کوئی شکاربھی تلاش ہیں کر <u>سکے</u>۔ یہ روٹی بہت لذیذ ہے جین نے ہے تکلفی سے نوالہ تو ڑتے ہوئے کہا ااپنہیں کھائیں گئے؟ ہم بھی کھالیں کئے میرے تھلے میں ابھی کافی روٹیاں پڑی ہیں۔ جین نے چند لقمے کھانے کے بعد باقی روٹی رو مال میں لپیٹ کرایک طرف ر کھ دی پھر اٹھ کر چشمے ہے یائی پیااورواپس آ کر بیٹھ بیٹھ گئی کیکن تھوڑی دیر بعداس نے اچا نداٹھ کر بیٹھتے ہوئے انور علی کی طرف دیکھا اور کہا موسیو میں موت سے نہیں ڈرتے کیکن نیندی حالے میں موت کا تصور میئے کئے بہت بھیا کیا ہے ہے کے پیفین ہے کہ دات کے وقت بہاں جمین کوئی خطرہ ہیں میرا مطلب ہے کہ بے خبری کی حالت میں شیر چیتے یا پھڑ یے قوجم پر جمانیس کر دیں گئے؟ انورعلی نے جواب دیانہیں آپ اطبیقان سے سوجا کیں ج وہ آگ جلانے کیلئے خشک لکڑیا ہے جمع کر رہا ہے ہاں موسیو آگ ضرور جلا دیجئے مجھے اس تاریکی سے بہت خوف آتا ہے یہ کہہ کروہ دنیا و ما فیا ہے بے خبر گہری نیندسور ہی تھی۔ چند گھٹے بعد جب اس کی ٣ نكه كھلى نو اسے قريب ہى آ گ كاايك الاؤ دكھائى دياوہ اٹھ كر بيٹرگئى انورعلى چند قدم دوراینے ہاتھ میں بندوق تھامے ایک پتھر پر ببیٹیا ہوا تھا آگ کر روشنی اس کے چېرے پر پر پر ربی تھی۔ جین دیر تک اس کی طرف دیکھتے رہی گزشتہ واقعات اسے ا یک خواب معلوم ہوتے تھے بیانو جوان جو چند گھنٹے قبل اس دے لئے اجنبی تھا اب برسوں کا ساتھیمعلوم ہوتا تھا وہ اس کے ساتھ با تیں کرنا جا ہتی تھی۔وہ اسے بتانا

برسوں کا ساتھی معلوم ہوتا تھا وہ اس کے ساتھ با تیں کرنا چاہتی تھی۔وہ اسے بتانا چاہتی تھی۔ کہتم فرشتے ہولیکن تشکر اوراحسان مندی کے بیننکڑوں الفاظ اس کی

زبان تک آکررک گئے ۔وہ دنی زبان میں موسیو سے زیا دہ کچھانہ کہہ کی ۔ انورعلی نے چونک اُس کی طرف دیکھاوراُس کے قریب آ کھڑا ہوا۔ جین نے کہا''موسیواب کیاوفت ہوگا؟'' انورعلی نے جواب دیا۔'' آدھی سے زیا دہ رات گز رچکی ہے۔'' " آپ کا ساتھی کہاں ہے؟" انورعلی نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کیا، وہ سور ہاہے۔'' جین نے کہا، 'دیکی بڑی مدت کے بعد اتن گہری نیندسوئی ہوں مجھے وقت کا احساس تك نبيل روا - اب شايد بالكن نبير موسية -" " مل بيره د عدما تا اجدال ورخال كي ارى ج؟ "موسو مجليال كول مولى المجالة الما " میں ابھی پان لاتا جوں کے افور علی ہے اب کرا یک پیال اٹھایا اور چشمے ہے بھر لايا جين نے يانى پينے كے بعد كهات يشكل كب تتم مول كے؟" انورعلی مسکرایا۔'' آپ جنگل سے بہت ڈرتی ہیں؟'' " نہیں مولیو۔ اب آپ کے ساتھ سفر کرتے ہوئے مجھے ڈرمحسوں نہیں انورعلی نے کہا۔''میرے لیے بیۃ تکلیف دہ راستہ اختیار کرنا ایک مجبوری تھی۔ ار کاٹ کی حدود میں جگہ جگہ انگریزوں کی چوکیاں ہیں ۔اگر ہم دوسرا راستہ اختیار رکرتے توممکن تھا کہ آپ کوکسی چو کی پر روک لیا جا تا اور پھران سے بیجھی بعید نہ تھا

رسرے وہ ن ھا داپ و ی پوی پر رو ت یا جا ما اور پر ان سے بید ی جیر مدھ کہ وہ اپ کے استفسار کرتے اور آپ کوان کے حوالے کردیے لیکن آپ کو پریشان نہیں ہونا جا ہے۔ کل دو پہریا شام تک ہم جنگل حوالے کردیے لیکن آپ کو پریشان نہیں ہونا جا ہے۔ کل دو پہریا شام تک ہم جنگل

ہےنکل کرایک آبادعلاقے میں پہنچ جائیں گے۔آپ سوجائیں ہمیںعلی الصباح يبال سے كوچ كرناہے۔'' ا نورعلی دلاورخاں کی طرف بڑھااورا ہے جگانے کے بعد جین ہے چند قدم دورایک گھوڑے کی زین پرسرر کھ کر لیٹ گیا۔جین کچھ دیر بیٹھی اینے ماضی، حال اور مستبقل کے متعلق سوچتی رہی اور رات کی ٹھنڈی ہوا کے ملکے جلکے جھو نکے نہایت خوشگوار تھے۔ آسان صاف تھا اور ستارے معمول سے زیادہ بڑے اور چمکدار معلوم ہوتے تھے تھوڑی در بعدوہ پھر گہری نیندسور ہی تھی۔ ا گلے دن ہے وگ چند چیونی چیوٹی پہاڑیاں عبور کرنے کے بعد ایک وا دی کے منجان جنگل میں ہے کا روپ ہے تھے۔ ابنا تک آفور علی اپنے گھوڑ کے ہے کو دریہ ااور اساتھیوں کورکنے کا اشارہ کر کے دیکے یا دیا ایک طرف پروصا اور صنی جھاڑیوں میں روپوش ہو گیا۔ جین برحواس ہو کر اوھر ویدری تھی۔لیکن ولاور خان کے چېرے پر نہایت در ہے کااطمینان تھا۔اَ جا تک جنگل میں ہندوق کی آوا زسنائی دی۔ اورجین چلا چلا کر دلاور خاں ہے کچھ بو چھنے گئی۔ دلاور خاں فرانسیسی زبان ہے ناوا قف تھا۔اس نے چند بار شکار شکار کہہ کرجین کوتسلی دینے کی کوشش کی اور پھر اشاروں سے سمجھانے کی ضرورت محسوں کرتے ہوئے اس نے پہلے اپنی دونوں کہنیاں کا نوں کے ساتھ جوڑ کر ہاتھ فضا میں بلند کر دیے۔ پھر گلے میں کئی ہوئی بندوق أتا ركرايك طرف نثانه بإندهااور بإلآخرايك حجودنا سأخنجر نكال كرايني كردن

پر پھیرتے ہوئے کہا۔ شکار شکار، جین کے لیے اُس کی زبان کی طرح اُس کے اشارے بھی ایک معماضے۔اوروہ انتہائی اضطراب اور بے بسی کی حالت میں اُس کی

طرف د کچدر ہی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ ایک ندی کے کنارے آگ جلا کر ہرن کا گوشت بھون رہے تھے۔ یاس ہی ایک درخت کی شاخوں پر چند بندر کو درہے تھے۔جین اپنی جگہ سے اتھی اور درخت کے پنچے جا کر بندروں کی طرف دیکھنے گئی۔احیا نک اسے جنگل کی طرف جھاڑیوں میں کوئی آہت محسوں ہوئی۔ اس نے مڑ کر دیکھا اورایک ثانیے کے لیے مبہوت سی ہوکر رہ گئی ۔ پھر چیخ آباد کروہاں سے بھاگی۔انورعلی اور دلاورخاں بندوقیں اٹھا کران کی طرف دوڑے۔ جین نے سرائیمگی کی کھالت میں انورعلی کا بإزو پکڑلیا۔وہ کچھ کہنا جا ہتی تھی لیکن اُس کی قوت گویا کی سات ہو چکی تھی۔ دہشت کے باعث اس کا ساراجیم کانے رہا تھا۔ انورعلی چارٹامے جنگل کی طرف دیکتارہا۔ اور پھرا يكم مكرا مرف كے ساتھ جين كى طرف متوجه ہوكر بولائ اب بينو ہاتھى ہيں آپ اس قدر در گرائیل و استان کا خوات کی صریحک دور کر دیا اور اس نے کہا۔ آپ ہاتھی کوخطرنا کٹبیں سبجھتے ؟''

"نو پھرآپ س چيز کوخوفنا ک جھتے ہيں؟"

انورعلی مسکرایا۔'' میں صرف آپ کا چینیں مار کر بھا گنا خطرنا کے سمجھتا تھا۔ ایسی حالت میں جنگل کے جانور عام طور پر بدحواس ہو کر حملہ کردیتے ہیں۔''

یا نج چھ ہاتھیوں کا رپوڑ چنگھا ڑتا اور جھاڑیوں کوروندتا ایک طرف بھاگ رہ اتھا۔جین نے کہا۔" مجھےافسوس ہے کہ میں نے آپ کو ہلاوجہ پریشان کیا۔لیکن جو تھے۔ میں نے کہا۔"

ہاتھی میں نے دیکھا تھاوہ بہت ہی بڑا تھا۔''

انورعلی نے کہا۔'' جنگل میں ہر ہاتھی پہلی بار بہت بڑانظر آتا ہے۔ چلیے آپ کا کھانا تیار ہے۔''

**

میسور کی حدود میں داخل ہونے کے بعد جین میمحسوس کررہی تھی کہ ماضی کے تاریک سائے اس کا پیچھا چھوڑ چکے ہیں۔اب اس کے آگے گھنے جنگلوں کے دشوار گزارراستوں کی بجائے کشاوہ سر کیل تھیں۔ میسور کی پہلی چوکی سے انورعلی نے اُس سے لیے ایک بیل گاڑی مہیا کردی تھی اور کرشنا گری ہے آگے وہ ایک آرام دہ یالکی میں سفر کررہی تھی وہ گھبرا ہے اور پریشانی جواس نے پایٹری چری ہے ایک اجنبی کے ساتھ ساتھ روانہ ہوتے وفت مجسوں کی گلی ۔اب دور ہو چکی تھی اور وہ ایسا محسوں کرتی تھی کہ فوجلی کووہ مرتوں سے جانتی ہے۔ ابتدائی منازل میں وہ ہارہار اس سے اس مقسم کے سوالات کیا کر ق کا اسب رنگا پیم منتی دور ہے۔ہم کتنے میل آ کے ہیں۔اور کننے میل باتی ہیں ایجی جمیں مننی پیاڑیاں، کننے دریا اور جنگل عبور کرنے ہیں۔اب راستے میں خطرناک درندوں کے حملے کاخطر ہاتو نہیں؟ کیکن اب اس کے کیے صرف بیرجاننا کافی تھا کہوہ سفر کررہی ہے اورا نورعلی اس کا ساتھی

پھرایک دن وہ دو پہر کے وقت ایک بلند چوٹی سے چند قدم دورر کے۔ تھے ہوئے کہاروں نے انورعلی کااشارہ پا کرجین کی پالکی زمین پرر کھدی اور بگڈنڈی کے پاس درختوں کے سائے میں بیٹھ گئے۔ انورعلی اپنے گھوڑے سے اُتر ااورلگام دلاورخاں کے ہاتھ میں دے کرجین کی

الورسی ایخ هوزے سے اگر ااور لکام دلاور حال نے ہاتھ ہیں دے کر بیان ف طرف متوجہ ہوا۔'' ہما را سفرختم ہونے والا ہے آپ اس ٹیلے کی چوٹی سے سرزگا پیٹم کی

پېلى جھلك د ئچھىكىں گى۔'' جین پاکلی ہے اُتری اور کسی تو قف کے بغیر تیزی سے ٹیلے کی چوتی کی طرف بڑھی۔چند قدم چلنے کے بعداس نے مڑ کرا نورعلی کی طرف دیکھااورکہا۔'' ' آپنہیں ''احچھا آتا ہوں''انورعلی آگے بڑھا اورجین کے قریب پہنچ کر بولا۔''سرنگا پٹم دیکھنے کے لیے مجھے اس ملے کی چوٹی پر پہنچنے کی ضرورت بنھی۔اس شہر کے مناظر بميشميري الكون كالمناف رج بين-" تھوڑی دیر بعدوہ ٹیلے کی پوٹی پر کھڑے تھے۔اورجین دم بخو دہوکرسرنگا پٹم کے دفریب مناظر د کھیرہی تھی۔ ٹیلے سے نیچ کوئی دومیل دوروریا نے کاویری بدرہا تفااور بلندفطيل فيجيزج شابي كل ك تكريب اورمسجد كي تنبد وريينار ديكهائي انورعلی نے کہا فی سرنگا چھ ایک جو سر معلی ایک شاخ اس کی دوسری طرف ہے۔ جین کے ہونٹوں پر ایک د**ل فریب تب**سم تھااورا**س** کی آئکھوں میں امید کے چراغ روشن تنے وہ کہہ رہی تھی'' بیمیری آخری جائے پناہ ہے۔ بیمر بے سپنوں کی جنت ہے **آپ نے مج**ھ ریر بہت احسان کیاہے۔ مجھے اظہارتِشکر کے کیے الفاظ^{نہ}یں ملتے۔ میں ایک بات پر بہت نا دم ہوں۔ مجھے اپنا کوئی راز آپ سے ہیں چھیانا جا ہے تھا۔لیکن میں نے آپ کو بینہیں بتایا کہ ٹیمر ٹ۔ میرا مطلب ہے لیگر انڈ ہےمیری شادی نہیں ہوئی۔''

انورعلی سکرایا۔ ہے ہے میری معلومات میں کوئی اضافہ ہیں کیا۔ کیگر انڈ

میرا دوست ہےاوروہ مجھےانی تمام سرگز شت سناچکا تھا۔'' جین نے کہا۔ موسیو آپ برانہ مانیں۔ میں بچین میں ا**س ملک** کے انسا نوں کے متعلق عجیب وغریب باتیں سنا کرتی تھی۔ آپ نے سنا ہوگا کہ ہم وحثی ہیں اور ہم انسا نبیت کا کوئی احتر ام نہیں کرتے۔ ہاں اور بیجھی کہاس ملک کے لوگوں کی شکلیس بہت خو فنا ک ہوتی ہیں۔ یا ندی چری کی بندرگاہ پر آپ کو دیکھ کر جھے اس بات کا یقین نہیں آتا تھا کہ آپ اس ملک کے باشندے میں تا ہم آپ سے ساتھ چکتے وقت مجھے خون محسوس ہوتا تھا۔ اگر بولیس کا خوف ند موتا تو میں کی صورت آپ کے ساتھ سفر نے پر رضامند ند ہو تی۔ پایٹری جری سے نکلتے وقت بھے رباریہ خیال آنا تفاکیا ہے کی جنگل یا صحرا اوراب المارية جین سرائی۔ کو تیں دنیا کے اگری کونے تک آپ کے ساتھ کے۔لیے تیار ہوں انورعلی نے سرنگا پٹم کی طرف آشارہ کرتے ہوئے کہا۔ وہ میری دنیا کا اخر ی کو نہ ہےاور میں بیہ دعا کرتا ہوں کہوہاں پہنچ کرآپ بیدد یکھیں کہ زندگی کی تمام راحتیں آپ کا انتظار کررہی ہیں۔ میری والدہ آپ کود مکھے کر بہت خوش ہوں گی اور میں بیجا ہتا ہوں کہ جب تک آپ کی شادی نہیں ہوتی آپ ہمارے گھر میں رہیں۔ مجھے شایدوہاں پہنچنے ہی کسی محاذر بھیج دیا جائے گااورمیر احجوثا بھائی بھی شاید زیادہ عر صدگھر ندرہ سکے۔ ہاری غیرحاضری کے دوران میں آپ میری والدہ کی جوئی کر سکس گی مجھے یقین ہے کہیگر انڈ کواس پر کوئی اعتر اض نہ ہوگا۔ جین کی آنکھوں میں آنسو اُٹر آئے۔اس نے کہا۔ اگر میں آپ کی وعوت

تبول نەكروں نوپىشكرگزارى ہوگى۔ اگر آپ دعوت نەدىيتے تۇنجىي سرنگا پىڭم مىں مير ے لیے آپ کاسہارا لینے کے سواکوئی جارہ نہ تھا۔ آپ کا گھر کس طرف ہے؟ انورعلی نے شہر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ وہ ان درختوں کے پیچھے ہے۔ کیکن آپ یہاں ہے نہیں دیکھیئیں گی۔ اب چیسے انورعلی بیہ کہ کر پہاڑی ہے نیچے اتر نے لگا اور جین اُس کے پیچھے چل رپڑی۔ چند منٹ بعدوہ اپنی یا کئی پر TOCTLIBO - JÖSON WWW. غروب انتاب ہے پہل کھدریے پہلے فرحت اور مرادعلی مکان کی بلائی منزل ے ایک کرے بیل بیٹھے ہوئے تھے منورخال لیک صندو تیر اٹھائے بھا گتا ہوا كر _ ير داخل واوراب في لها على الوران الوران والاور خال می کیا ہے۔ وہ ایک کو کہا تھا گے اے بار مرا دعلی اپنی کری ہے اٹھا اور کرے سے باہر نکل کرزینے کی طرف بر حا۔ ینچے اُتر کرضحن میں داخل ہوتے ہی اُسے آنو رعلی اورجین دکھائی دیےاوروہ بھاگ کر مے اختیارائے بھائی سے لیٹ گیا۔ فرحت برآمدے میں نمو دارہوئی۔انورعلی نے جلدی ہے آگے بڑھ کراہے سلام کرنے کے بعد کہا۔ امی جان میرے ساتھا یک مہمان ہے۔ فرحت نے کہا۔ آؤ بیٹی ہمیں تمہاراا نتظارتھا۔ انورعلی نے فرانسیسی زبان میں کہا۔ امی جان آپ کا خیرمقدم کرتی ہیں۔ جین مغربی آ داب کے مطابق حجک گئی اور فرحت نے شفقت سے دونو ں ہاتھال کے سر پر رکھ دیئے۔

اپی ماں اور بھائی کے ساتھ جین کا تعارف کرانے کے بعد انورعلی نے بوچھا۔ ''لیگر انڈ کہاں ہے؟''

را دعلی نے جواب دیا۔ 'بھائی جان وہ نوج میں بھرتی ہونے کے چند دن بعد
اپنے کیمپ میں چلا گیا تھا۔ وہ ہر روز ان کے متعلق پوچھنے کے لیے آتا ہے۔اور
جب سے اُسے میمعلوم ہوا ہے کہ موسیولا کی کی رجمنٹ سرزگا پٹم سے کوچ کرنے والی
ہےوہ بہت زیادہ بے چین رہتا ہے۔ آتا ہے۔ آتا ہوں۔''

ہوہ بہت زیا دہ ہے جین رہتا ہے۔ میں اسا بھی اطلاع دیتا ہوں۔" "مشہرو! میں تہارے ساتھ چاتا ہوں، جھے پیسالاری خدمت میں حاضری دینے ہے لیکن ہیں تھے میمیں شہرو۔ای جان کوان کے ساتھ یا تیں کرنے کے لیے

ایک مترج کی ضرورت پر ہے گئے۔ ان کی انگراہ میں اور گا۔'' ماں نے کہا ''بیٹالیاس تبدیل جین کروں گے؟''

"ای جان میں جو قالبہ دور کے ساتھ لاما تھا وہ اس سے زیادہ میلے ہو چکے ہیں۔رائے میں آئیس وھلوائے کا موق کی ملات

ماں نے کہا۔"تم جو کپڑے یہاں چھوڑ گئے تھے۔وہ سنجال کرر کھے ہیں۔" چند منٹ بعد انور علی فوجی متعقر کی طرف روانہ ہو چکا تھا اور فرحت ایک کمرے میں مراوعلی کواپنا ترجمان بنا کرجین کے ساتھ با تیں کررہی تھی۔قریباً ایک گفنٹہ بعد جین اور کیگر انڈ انور علی کے دیوان خانے میں بیٹھے ہوئے تھے اور جین اسے مریشس سے لے کرمر زگا پٹم تک کے سفر کے واقعات سنارہی تھی۔

جین کی سرگزشت سننے کے بعد لیگرانڈ نے کہا۔'' جین مریش سے روانہ ہونے کے بعدمیری زندگی کاکوئی لمحہ تمہاری یادسے خالی نہ تھا۔ آج محسوں کرتا ہوں کہ بیمیری نئی زندگی کا پہلا دن ہے۔ میں میسور کی فوج میں بھرتی ہو چکا ہوں۔اور چا ردن بعد ہمارا دستہ بیہاں ہے کوچ کررہا ہے۔انورعلی چا ہتاہے کہم ہماری شا دی تک اس کی والدہ کے باس رہو لیکن اگر حمہیں ان کے ہاں رہنا پیند نہ ہوتو یہاں تہہارے لیے سی علیحد ہ مکان کا بندوبست ہوسکتا ہے۔'' جین نے جواب دیا۔'' میں اُن کی دعوت قبول کر چکی ہوں۔ آپ کومیرے متعلق فكرمندنهين موناحا بي-" " اگر جنگ نه چیزگی نویی واپس آجاؤں گا ورپھرمیری پہلی درخواست بیہو گ کہ میں سی تاخیر کے بغیر شادی کر لینی جا ہے۔ ا جین نے چھوریسو چنے کے بعد جواب دیا۔''دلیگر انڈ ابھی جھےاس مسئلہ کے متعلق مو چنے کاموتے نہیں ملا میں کی چھونت کاانظار کرنا جا ہیے۔'' تموژی در پر دوه انوعلی اورمرا دیے ساتھا یک میز پر کھاتا کھار ہے تھے جین کا سفران کی گفتگو گاموضوع تفار کھاتا گھائے ہے بعد جین بظاہران باتوں میں دلچیں لینے کی کوشش کررہی تھی لیکن تھا و سے اور نیند کے باعث اس کائرا حال تھا۔

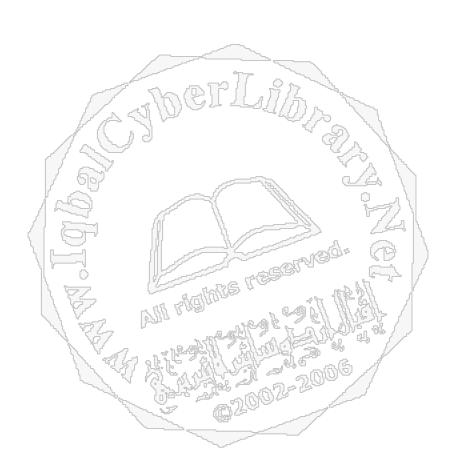
ی لینے کی کوشش کررہی تھی کیکن تھا گاؤٹ اور نیند کے باعث اس کائرا حال تھا۔ لیگر انڈنے کہا۔" تمہاری طبیعت تھیک ہے نا؟" " میں پچھ تھا وٹ محسوں کر رہی ہوں۔" اس نے اپنی پیشانی پر ہاتھ

پھیرتے ہوئے کہا۔ ''توخمہیں آرام کرنا چاہیے۔''

جین اُتھ کر کھڑی ہوگئی۔اورا نورعلی نے کہا۔''مراد، جاو اُنہیں امی جان کے پاس لے جاؤ۔'' وہ کمرے سے باہرنکل گئے اورا نورعلی گیگر انڈ کی طرف متوجہ ہوا۔''

وہ کمرے سے باہر نکل مگئے اور انور علی کیلر انڈ کی طرف متوجہ ہوا۔'' ''تم نے اپنی شادی کے متعلق کیا فیصلہ کیا ہے؟'' ہم نے ابھی کوئی فیصلہ ہیں کیا۔ ہماری بٹالین جاردن بعدیہاں سے کوچ کر ر ہی ہے۔ان حالات میں شادی کے متعلق ہم کیاسوچ سکتے ہیں؟" " میں موسیو لالی ہے کہوں گا کہ وہ شہیں شادی کے لیے بہت جلد چھٹی دیدیں شہبیں بن کے متعلق پر بشان نہیں ہونا جائے۔امی جان تمہاری غیر حاضری میں اس کا خیال رھیں گی۔ مجھے صرف ایک ہفتہ کے لیے یہاں تھہرنے کی چھٹی ملی ہے۔اس کے بعد مجھے ملیاریا ثالی اس مرحد کے سی تلعے کی حفاظت پر متعین کر دیا جائے گا۔" ليكراند في فيها-" الله في كما تفاكه آب الى جلد كى دوسر انسرى آمد كا انظار كي غير باين في جرى سي السيد سالار ال بات برخفا تونيس وه بهت قل موت على المان كا غسہ دورکر دیا تھا۔۔<u>مجھے رخصت کرتے و</u>قت آبوں نے کہا تھا۔" انورعلی، میںتم ہے بہت خفاہوں، میں اپنے کسی افسر سے آلیمی کوتا ہی بر داشت نہیں کرسکتا کیکن اگر تم اس مےبس لڑکی کی مدد سے کوتا ہی کرتے تو میں تم سے بہت زیا وہ خفا ہوتا ہم نے میسور کے سیا ہی کی مد د کی ہے۔اور میں شہیں شاباش کا مستحق سمجھتا ہوں۔'' کیگرانڈ نے جواب دیا۔" اب آپ کو بھی آرام کی ضرورت ہے۔ مجھے اجازت دیجیے۔ میں کل ملوں گا۔'' ا نورعلی نے کہا۔''جلو، میںتم کو دروا زے تک چھوڑ آؤں ۔'' تھوڑی در بعدوہ ڈیوڑھی ہے باہر کھڑے تھے لیگرانڈ نے مصافحے کے کیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔''موسیو، میںااپ کا بہت شکر گزارہوں۔''

انورعلی نے اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے چاند کی روشنی میں اس کی طرف دیکھا۔لیگرانڈ کی آٹکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں۔ وہ بولا'' لیگرانڈتم میرے دوست ہو۔اور میں نےتم پر کوئی احسان نہیں کیا؟''



چوتھابا ب

بلقیس اپنی بیٹیوں اورگاؤں کی چندعورتوں کے ساتھ مکان کے ایک کشادہ کرے میں بیٹیوں ہوئے گھا۔" بی بی کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی۔خادمہ نے چلمن اٹھا کراندرجھا تکتے ہوئے کہا۔" بی بی جی خال صاحب آپ کو بلاتے ہیں۔"

بلقیس اٹھ کر کمرے ہے باہر نکی اور خادمہ نے ڈیوڑھی کے پاس ایک کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے گیا۔ '' خال صاحب دیاں میں اور ان کے ساتھ ایک مہمان بھی ہے۔''

مہمان جی ہے۔ بلقیس کشارہ می عبور کرنے بعد کمرے کے درواز کے قریب ری اور ایک ٹانیہ اندر جما تکنے کے بعد پر بیٹان کی ہو کرایک طرف میں گی کرے ہے اکبر خاں کی آواز خالی ہوں کے لیٹھیں ایک کؤمیمرا دلی ہے۔'

بلقیس کاچره سرت سے چیک اعلاقوں وہ اپنے دل میں خوش گوار دھڑ کنیں . کرتی ہوئی کمی سرچر والم میں اسلام علیکم!"

محسوں کرتی ہوئی کمرے میں واحل ہوگی۔ مرادعی، " بچی جان، السلام علیم!"
کہہ کراپنی کرسی سے اُٹھا اورمو دب کھڑا ہوگیا۔کوشش کے باوجود بلقیس اپنے منہ
سے کچھ نہ کہہ تکی۔اوراس نے ایک لمحہ تو قف کے بعد آگے بڑھ کراپنے کا نیخے
ہوئے ہاتھ مرادعلی کے سر پررکھ دیے۔اچا تک اس کی آنکھوں میں آنسو اُٹھ آئے۔
اوراس نے کا نیتی ہوئی آواز میں کہا۔ "مرادتم اسلیے ہو؟"

ے مصاب چی جان، بھائی جان انورعلی گھر سے باہر تنصاورانہیں چھٹی نہیں مل " ہاں چی جان، بھائی جان انورعلی گھر سے باہر تنصاورانہیں چھٹی نہیں مل "

بلقیس نے کہا۔''میراخیال تھا کہتمہاری امی جان ضرور آئیں گی۔'' '' چچی جان وہ آنے کے لیے تیار تھیں لیکن ان کی صحت اس قابل نہ تھی کہوہ

ا تناطویل سفر کرسکتیں ، وہ کہتی تھیں کہ جب شہباز کی شادی ہو گی تو میں ضرور آؤں ا کبرخاں نے کہا۔''بلقیس بیٹرجاؤ ،اوروہ ایک کری پر بیٹرگئی ۔مرا دیلی بھی اپنی کری پر بیٹر گیا۔ ایک کمسن لڑکی بھا گتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی کیکن اچا تک مرا دعلی کو دیکے کہ مجلی ہوئی ایک طرف ہے گئی اورا کبرخاں کی کری کے پیچھے چھینے کی کوشش کرنے لگا۔ اکبرخال نے بیات اس مے سر پر ہاتھ پھیر اتے ہوئے کہا۔" شمینہ یہ تمہارے سرنگا پیٹم والے بھیا مراد ملی ہیں۔وہ اتنی دور سے تمہیں دیکھتے آئے ہیں اور تم نے انہیں ایا جی تیں گیا؟ شمینہ ل آن کھیں ہے جات اوروہ بھائی جان الاملیم" کہہ کر بورے انتہاک کے ساتھ مرونی کی طرف و یکھنے لگی ہے پھروہ جمکتی ہوئی دروا زے ی طرف بردهی اور با ہرتکل کر بوری دفتار سے جمالنے تھی۔ ان کی آن میں وہ صحن عبور کرنے کے بعد ایک اور کمرے میں ڈانہوئی۔ اُس کی بڑی بہن تنویر اپنی سہیلیوں کے درمیان بیٹھی ہوئی تھی۔ ثمینہ ہانیتی ہوئی آگے بڑھی اور بےاختیا راس کے ساتھ لیٹ گئی۔ اس نے اپنا منہ تنویر کے کان سے لگا دیا۔ تنویر نے اُسے ایک طرف ہٹاتے ہوئے کہا۔''یگلی میری سمجھ میں پچھنہیں آتا ، انسانوں کی طرح بات کرو۔'' کیکن ثمینہ دو ہارہ اس کے ساتھ لیٹ گئی اورسر گوشی کے انداز میں بولی۔ آیا جان وه آگئے ہیں۔'' '' کون آگئے ہیں؟'' ایک لڑ کی نے یو چھا۔

دوسری بولی ''ارے ثمینہ ہے کہ رہی ہے کہ برات والے آگئے ہیں۔''

کمرہ تنوبر کی سہیلیوں کے قہقہوں ہے گونج اٹھااوروہ لہو کے گھونٹ پی کررہ ا کیکڑی نے ثمینہ کاماتھ بکڑتے ہوئے۔''اری ثمینہ کیج بتاؤ کون آیاہے؟'' کیکن ثمیینہ نے جھٹک کرا پناماتھ حچھڑالیا اور تنویر کی طرف متوجہ ہو کریوری قوت ے چلائی۔" آیا جان سر نگا پٹم والے بھائی جان مرادعلی آگئے ہیں۔" تنوراني بنسي ضبط ندريكي اوراس فتمييز كوبازوس بكر كرقريب بثماليا _ دوسرے کر ہے میں آگبر خاں اور بلقیس کچھ دیر مرا دعگی ہے باتیں کرتے رب-بالآخراكبرخال في المحقيدة كهان مين درابا برمهمانون كوديكمون-" بلقیں کے کہا ۔ '' آپ مامول جان کو دیوان خانے میں گئے دیں۔وہ بردی ا كبرخال نے جائے والے الاس كرساتھ آتے كى ان كى ملا قات ہو مرا دملی نے کہا۔' پچا جان! بھائی شہباز کہاں ہیں؟'' وہ باہر خیمے نصب کروا رہاہے میں ابھی اُسے بھیجتا ہوں ۔'' مرا دعلی نے اٹھتے ہوئے کہا۔'' چچا جان میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔'' بھراس نے آگے بڑھ کر دروازے کے ماس بڑی ہوئی ربیٹمی کپڑے کی ایک تھڑی اُٹھائی اور بلقیس کے قریب ایک کری پر رکھتے ہوئے کہا۔'' چیجی جان، امی جان نے کچھ چیزیں جیجی ہیں۔" ا کبرخاں نے کہا۔'' دیکھویہ تھڑی تنہیں اس طرح واپس لے جانی پڑے گى۔ میں نے بار باران سے تا كيدى تھى كيوه كوئى تكليف ندكريں _''

مرا دعلی نے کہا۔''نہوں نے ااپ کے لیے کوئی تکلیف نہیں کی ۔ چیا جان وہ یہ کہتی تھیں کہ تنویراور ثمینہ مجھےا ہے بچوں سے زیادہ عزیز ہیں۔وہ یہ بھی جانتی ہیں کہ خدانے آپ کوسب کچھ دے رکھا ہے لیکن آپ نے اپنی بچیوں کے لیے ان کے تنحا ئف قبول نہ کیے نو انہیں بہت تکلیف ہوگی ۔آپ ہمیں بیاحساس نہ دلا کیں کہابا جان کی و فات کے بعد ہم کسی قابل نہیں رہے۔" مرا دعلی کے بیرالفاظ ایک نشتر کی طرح اکبرخاں کے دل میں اتر گئے اوراس نے بھرائی ہوئی آواز میں گہا۔" بیٹا یہ نہ کہو، تمہاری طرف کیے ایک چھیتڑ ابھی میر سےزو کیک ونیا جرک خزانوں سے زیادہ قیت رکھتا ہے " وہ با ہرنگل گئے ۔اور بلقیس نے قدر سے تذبیا ب سے بعد تھو ی کھولی سیمٹھری ے رہیم اور رزتا کے چند جوڑوں کے علاق صندل کی ایک چھوٹی کی صندمجی برآمد ہوئی۔بلقیس نے صندوقی کا فی حکتا اٹھایا آقات سے اندرمو تیوں کے ہار، طلائی تنگن اور بالیاں جن میں ہیرے جڑے ہوئے جگمارے تھے۔ صندوقی میں زیورات کے علاو ہ فرحت کے ہاتھ کا لکھا ہواا یک رقعہ بھی تھا۔جس کامضمون بیتھا۔: "میری پیاری بہن! مجھے اُمید ہے کہ آپ معمولی تحا اُف قبول فر ما ئیں گی۔زرتا رکا جوڑ اُنھی ثمینہ کیلیے ہے۔ باقی تمام تنور کے کیے۔ خدامعلوم میں کب تک زندہ رہوں۔ اس کیے میں نے دونوں بہنوں کے لیے چند زیورات جھیجے ہیں۔مجھےافسوس ہے کہ میں بذات خوداس خوشی میں شریک نہیں ہوسکت لیکن میری دعائیں ہروفت آپ کے ساتھ ہیں۔'' تمهاری بہن

ثمیینه کمرے میں داخل ہوئی اوراس نے کہا۔''ا می جان وہ کہاں گئے؟'' بلقیس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔''وہ باہر گئے ہیں بیٹی۔'' ثمينه نے صندوفچي ميں ہاتھ ڈال کرمو تيوں کا ايک ہارنکا لتے ہوئے يو چھا۔" امی جان بیآیاکے کیے ہے؟ ہاں بیٹی! میتمہاراسرنگا پٹم والا بھائی لایا ہے اوروہ تمہارے کیے بھی بہت سے "بال اوه تمال مع ليكن، باليان وراتوني بحى لايا تهد ثمینہ کے شکایت کے لیے بی کہا ۔ کیکن شہباز بھیا میرے لیے بھی کوئی چیز نہیں لاتے۔الٹا بھے ڈاٹیا کر تے ہیں۔اب اگر نہوں نے مجھے پھے کہا تو میں يبان نبين رہوں گی۔'' ''تم کہاں جاؤگی؟'بلقیس نے سکراتے ہوئے یو چھا۔ " میں سرزگا پٹم چلی جاؤں گی'' یہ کہتے ہوئے ثمینہ نے موتیوں کاہارا پے گلے میں ڈال لیا۔ بلقیس نے کہا۔''اگرسر نگا پٹم میں کسی نے ڈانٹ دیا تو؟'' '' تو پھر میں وہاں بھی نہیں رہوں گی ۔ میں ادھو نی والی خالہ جان کے پاس چلی جاوُل گي-'' بلقیس نے چھیڑتے ہوئے کہا۔"لیکن اگرانہوں نے نہ آنے دیا تو؟"

''واہ جی وہ کیسے نہیں آنے دیں گے۔ میں ان کے برتن نو ڑ ڈالوں گی۔ میں بیہ کہوں گی کہ میں حصت پر چڑھ کر چھلا نگ لگا دوں گی اوروہ ہاتھ جوڑ کر مجھے رخصت کریں گے۔

☆☆

ا کبرخان کی بہتی میں نیچے کے چند گھنٹے بعد مرادعلی کے دل سے اجنبیت کا احساس دورہو چکاتھا۔ وہاں ایسے لوگ ہوجود تھے۔ جن کے دل پراس کے باپ کی یا دفقش تھی بیاوگی اینے بچوں کوایے ماضی کی جود استانیں سنایا کرتے تھے۔ ان میں روہ بلہ سور ماؤں کے ساتھ معظم علی کا ڈکر بھی آتا تھا۔ اس کی شکل وصورت اور اس کی جرات ومروانگی ان لوگوں کی کہانیوں اور گیتوں کامستقل موضوع بن چکی تھی اور جب انھوں کے اگبرخان کی زبانی اس کی شہادت کی خبر پی تھی تو انھوں نے پیہ محسول کیا تھا کہ ان کا ایک عربی ترین دوست دیا ہے۔ ان لوگوں کے کیے معظم علی کے بیٹے کی آمد کوئی معمولی بات نہ تھی۔ جوان ، یے اور بورھے مرا دعلی کے رائے میں آئکھیں بچھاتے تھے۔ وہ گھرہے باہر نکاتا تو عقیدت مندوں کا ایک ہجوم اس کے گر د جمع ہو جا تا۔ جن لوگوں نے اپنی ہ مجھوں سے اس کے باپ کی دیکھا تھاوہ کہتے تھے اس کی صُورت اس کی حیال اس

اکبرخاں کابیٹا شہبازخان اس کے ساتھ پہلی ملاقات میں ہی ہے تکلف ہو چکا تھا۔ وہ ایک قومی بیکل اورخوش وضع نو جوان تھا اور سر دار کابیٹا ہونے کے باعث اسے قبیلے کے لوگوں میں ایک امتیازی حیثیت حاصل تھی۔ ہس پاس کی تمام بستیوں میں وہ ایک بہترین سوار اورنشانہ بازمانا جاتا تھا، کیکن اس کی بیخو بیاں مراد

کی گفتگوایے باپ جیسی ہے۔

علی کومتا تر کرنے کے کیے کا فی نہ تھیں۔ وہ پہلی ملاقات میں ہی اپنی ذہانت اور تغلیمی قابلیت کاس برکوئی اچھااٹر نہ ڈال سکا۔اس نے مرا دعلی سے متعارف ہوتے ہی پہلے اُسے مکان کے مر دانہ حصے میں وہ کمرہ دکھایا جہاں اس نے اپنے شکار کیے ہوئے شیروں اور چیتوں کی کھالیں جمع کر رکھیں تھیں۔ پھر اچھی نسل کے گھوڑوں کے متعلق بات چل نکلی اور وہ اسے اپنے اصطبل میں لے گیا لیکن تھوڑی دیر بعد جب گاؤں کے لوگ مرادعلی کی طرف متوجہ ہوئے سکے تو شہباز کا احساسِ برتری آ ہستہ آ ہستہ کم ہونے لگا۔اگلے دن مرا دعلی بستی کی ہر محفل کاموضوع بن چکا تھا۔عام حالات میں شہباز خاں کوایے ایک مہمان کی آؤ بھلت پر خواں ہونا جا ہے تھا۔لیکن اسے اپنی جیلونی تنی سلطنت میں سی اور باوشاہ کی مداخلت پیند ناتھی۔ایک اچھا سوارہ ایک بہتر میں نشانند بازہ ایک نڈرشکاری اور ایک کامیا کے زمیندا رہونے کے علاوہ اس کی زندگی کا سب ہے ہو اطمینان بیتنا کے تبیلے میں ہے باپ سے بعد أسهائناني عزت أوراحزام كي نظرت ويصاحانا بيكن اب وه يمحسوس كررما تفا کہ بیمسن لڑ کااس بہتی میں یا وُں رکھتے ہی ہرمحفل کا جراغ بن چکاہے۔اُسے زیا دہ اُلجھن اس وقت ہوئی جب مرا دعلی شخ فخر الدین کے ساتھ میسور، کن، پونا اور کرنا ٹک کے سیاسی حالات پر بحث کررہا تھا اوراس کا بایجھی انتہائی انہاک ہے اس کی ہاتیں سُن رہاتھا۔ اس محفل کے برخاست ہونے کے بعد جب اسے تنہائی میں مرادعلی سے با تیں کرنے کاموقع ملاتو اس نے کہا۔'' مرادتم بہت خوش قسمت ہو کہاس عمر میں اتنا کچھ سیکھ چکے ہو، مجھے افسوس ہے کہ میری تعلیم بالکل ادھوری رہ گئی۔ مجھے صرف گاؤں کےمولوی نے چند کتابیں ریٹھائی تھیں۔امی جان مجھے حیدر آبا دہھیجنا جا ہتی

تخییں ۔لیکن میں گھر حچھوڑنے کے لیے تیار نہ تھا۔ابا جان بھی اس پر خوش تھے کہ میں حیدرآبا دجاؤں۔ پھر جب میں بڑا ہوا تو خالوجان نے بیہاں آ کر کئی با راصر ارکیا کہ میں ادھونی کی فوج میں شامل ہو جاؤں۔وہ یہ کہتے تھے کہ میں بہت جلد ترقی کر جاؤں گالیکن اباجان ادھونی کی فوج کانا م تک سننا پیند نہیں کرتے۔ وہ الٹاخالوکو سمجھایا کرتے ہیں کہتم اپنے لڑ کے کوسیا ہی بنانے کی بجائے کسی اچھے کام پر لگاؤ۔ اب میرے خالو کا لڑکا ہاشم بیگ دوسوسواروں کا سردار تن چکا ہے۔ اور میں یہیں موں ۔خالوجان جب جی آتے ہیں۔اباب جان سے یہ کہتے ہیں کہم نے اپنے لڑے رہ اللم کیا ہے۔ اگر بینون میں ہوتا تو ادھونی کے تمام تو جوا توں سے آگے تکل شہباز کے جواب دیا تھے فور اور انے اور شکار صلے کے سواسی چیز کا شوق نہیں الیکن ادھونی ہے جب بھی جارا کوئی رہتہ دارا تا ہے تو وہ پہلاسوال یہی یو چھتا ہے کہتم نوج میں بھرتی کیوں جہیں ہوتے۔اور میں بیمحسو*ں کر*تا ہوں کہوہ مجھے برز دلی کا طعنہ دے رہاہے۔'' مرا دعلی سکرایا۔'' اوھونی کی **نوج میں بھرتی ہونے سے کوئی آ دی بہا در**نہیں بن جاتا۔ بہا درصرف وہ ہوتے ہیں جو سی مقصد کے لیےلڑتے ہیں۔ چاجان برسوں

ے ایک سپائی کالباس اتار چکے ہیں لیکن ادھونی یا حیدرآ با دکی نوج کا کوئی آ دمی سیہ خہیں کہہ سکتا کہ وہ ان سے زیادہ بہا درہے۔'' خہیں کہہ سکتا کہ وہ ان سے زیادہ بہا درہے۔'' شہباز خاں نے کہا قدرے مطمئن ہو کرکہا۔'' میراخیال تھا کہ میرے متعلق ہاشم بیگ کی طرح تمہاری رائے بھی شاید یہی ہو کہ میں اپنی کا ہلی کی وجہ سے نوج میں شامل نہیں ہوا۔''

مرا دعلی نے جواب دیا۔'' نہیں بھائی جان! میں ااپ کے متعلق مبھی بری رائے قائم نہیں کرسکتا اوراگر مبھی ہاشم بیگ نے بیسو چا کہاس نے کن مقاصد کے لیے تلوارا ٹھائی ہے تو اسے آپ کی بہتی کے ایک معمولی کسان کی زند گی بھی قابل رشک نظر آئے گی۔اگر مجھ سے کوئی بیہ کہے کہہتم ادھونی کی فوج کا سپہ سالار مبنا حاہتے ہو یامیسوری بہتی میں ایک گمنام کسان کی زندگی بسر کرنا حاہتے ہوتو میں کسان کی زندگی کورزی دوں گا۔''

شہبار علی کومرا دعلی کی بیربات پسند شاتئی۔ تا ہم وہ اس بات پرا یک طرح کا اطمینان محسول کرد با تھا کم معظم علی کابیٹا ہے نوج کاکوئی برد اعبد ہے دار نہ ہونے

کے باوجود قابل اور استان الدینے یا نے ان استان الدینے یا نے دن اس مرا دیلی توریری برات کی الدینے یا نے ان اللہ اللہ بال پینچا تھا اور یہ یا نے دن اس کے لیے زندگی کانا قابلِ فراموش حصد ان میکے تھے گھر میں تھی شمینہ سا ہے کی طرح اس کے ساتھ رہتی تھی۔ تنویر اس سے بر دہ کرتی تھی لیکن بلقیس کو جب بھی تھوڑی بہت فرصت ملتی وہ اسے اینے باس بلا لیتی اور گز رے وقتوں کی باتیں شروع کر

ا یک صبح تنوبراین دوسہیلیوں کے ساتھا لیک کمرے میں بیٹھی ہو فی تھی۔ شمینہ کمرے میں داخل ہوئی۔ تنویر نے ایک شرارت آمیز تبہم کے ساتھاں کی طرف دیکھااورکہا۔'' شمینہ بیکہتی ہیں کہتمہارےسرنگا پٹم والے بھائی کی ناک چیٹی ہے۔'' ''کون کہتی ہے؟'' ثمینہ نے غضبنا ک ہو کر ہو چھا۔

'' میں کہتی ہوں۔'' شمینہ کی مہیلی نے جواب دیا اور میں بیجھی کہتی ہوں کہوہ

گنجابھی ہے۔" ۔ --دوسری میلی نے کہا۔''اری میں نے بھی اسے دیکھاہے اس کارنگ بالکل سیاہ ''تھہرو!'' ثمینہ نے منہ بسورتے ہوئے چلمن اٹھائی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔تنویرنے کہا۔''اب بیامی جان ہے ہماری شکابیت کرے گی۔'' چند منٹ بعد تنویر کی ایک تیملی نے جن کی طرف دیکھااور بدحواس ہوکر کہا۔" اری تنور غضب خدا کاوہ چڑیل اسے اس طرف لاربی ہے ؟ تنوبر نے چکمن کی اوٹ سے حن کی طرف دیکھا۔ ثمینہ مرادعلی کا ہاتھ پکڑے دروازے کے قریب بیٹنے بچکی تھی اور اُسے کہ رہی تھی۔'' بھائی جان میں نے جھوٹ بولا تھا۔ آپ کوای جان نے نہیں بلایا تھا آپ تھوڑی دیریجال تھریں میں ابھی آتی ہوں۔'' مرا دیلی کونڈ بذیب اور پر بیتان کی حالت کی جیوز کروہ کرے میں داخل ہوئی اور يو لي اب احچي طرح د مکيرلو-'' تنوریے ایک ہاتھ سے اس کی گر دن دبوج لی اور دوسرا ہاتھ اس کے منہ پر رکھتے ہوئے۔'' ثمینہ خدا کے لیے شرم کرو، جاؤائبیں باہر لے جاؤور نہ میں بری طرح پیوْں گی۔'' شمینة تنویر کے ماتھوں کی گرفت ہے آزا دہوکر بولی۔'' ''آپ پھرنو نہیں کہیں گی کہان کی ناک چیٹی ہے؟'' ''خدا ي شم يا لكل نهيس'' شمینذا یک فاتخانہ سکراہٹ کے ساتھ کمرے سے باہرنگلی اور مرادعلی کا ہاتھ

پکڑتے ہوئے بولی۔'' آپئے بھائی جان!'' '' کیابات بھی ثمینہ؟'' اس نے صحن سے باہر نکلتے ہوئے یو حیھا۔ '' کیچھنیں بھائی جان ،وہ نداق کررہی تھیں۔'' '' کون نداق کررہی تھیں؟'' " آيا ڪي سهيليان" ''لیکن تم نے مجھے یہ کیوں کہا تھا کہلاپ کوا می جان بلاتی ہیں؟ "ال کیچ که وه آپ کواچهی طرح دیکی لیس ^۱" "وي جويه بي الماليان الماليان بي " كون من شيل جوزي " آياجان ڪي سهيليان" مرا دعلی نے اپنی پر بیثانی پر قابو یانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔'' اور تمہارا خيال کياہے که مير ناک چيٹی نہيں؟'' شمینہ نے رک کرغور سے اس کی طرف دیکھا اور بیٹنتے ہوئے بولی["] بالکل



ا کبرخاں کی تیاریوں ہے معلوم ہوتا تھا کہادھونی کی برات بڑی دھوم دھام ہے آنے والی ہے۔مکان سے باہرایک کھلے میدان میں خیمے اور شامیانے نصب

کیے جارہے تھے۔اکبرخاں اورشہباز خاں دن بھرشا دی کے انتظامات میں مصروف رہتے تھے۔مرا دعلی کو برکار بیٹھنا پسند نہ تھا۔وہ ان کے کام میں ہاتھ بٹانے کی کوشش کرتا کیکن بستی کے لوگ فوراً مداخلت کرتے اور کہتے ،نہیں جی۔ آپ مہمان ہیں ، ان کاموں کے لیے ہم موجود ہیں۔ا کبرخاں کونمائشی کس معن دے نجتے تھی لیکن ا دھونی سے اسے اس تشم کے پیغا مات مل چکے تھے کہ برات دھوم وھام ہے آئے گ اسواسے اپنی سادگی اور اسے اپنی سادگی کے باوجود سی کی زبانی بیسننا گواران تفا کہ اس ن اپنی بیری کی شادی پر مخل سے کا ملیا ہے۔ چنانچے مہمانوں کی آؤ مجلت کے یے وہ اپنے تمام وسائل جمع کرنے میں مصرون تھا۔ یانچویں روزا کیرخاں کے قبیلے کے لوگ گاو ک سے باہر جمع ہوکر چرہ داستعجاب کے عالم میں برات کے شاہا ندھا ٹھ دیکیورے شخص باتھیوں پر دولھا اور اس کے خاندان کے علاوہ ادھونی کے یڑے بڑے امر ااور سلطنت کے علی مید ہے وارسوار تھے انظیوں کے پیچھے کوئی یا نج سوآ دمی گھوڑں پر سوار منے اور ان کے پیچے سازو سان کی لدی ہوئی گاڑیوں کے ساتھ پیاسہ سیاہیوں نوکروں اور خیمہ بر داروں کا ایک ججوم چلا آ رہا تھا ہرات کے ساتھ کئی طائفے شہنا ئیاں ہجا رہے تھے اور آتش بازوں کا ایک گروہ گولے اور ہوا ئياں چھوڑ رہا تھا، مہمانوں کی مجموئی تعدا دایک ہزار کے قریب تھی لیکن اکبرخاں نے قریباً دو ہزارمہمانوں کے قیام وطعام کا بندوبست کر رکھا تھا مرادعلی کو بیمعلوم تھا کہ دولھا کا باپ ادھونی کے حکمران خاندان ہے تعلق رکھتا ہے اوراس کے لیے برات کی شان وشوکت غیرمتو قع نہتھی تاہم بیہ بات اس کے لیےائتہائی تکلیف دہ تھی کہمہمانوں کے ساتھ ادھونی کے چند ہاج گزارمر ہٹہ سر دار بھی تھے۔اکبرخاں اس کے قریب

کھڑا شخ کخر الدین ہےا نتہائی غصے کی حالت میں کہرما تھا۔'' شخ صاحب بیلوگ یا گل ہو گئے ہیں مجھےمعلوم نہ تھا کہو ہ میری لڑکی کی برات پر میری قوم کے بدترین ڈشمنوں کو لے کرآ^{ہ ئی}یں گے ۔مرزا طاہر بیگ کومر ہٹوں کے متعلق میرے جذبات کا علم تفالیکناس کے باو جوداس نے بیرحمافت کی ہے۔'' اور شیخ فخر الدین اسے سمجھا رہاتھا۔'' بیٹا! تم نے ادھونی کے شاہی خاندان سے رشتہ جوڑ اہے۔اور بیلوگ ادھونی کے باج گزار ہیں۔اگرتم طاہر بیگ کو پیغام بھیج دیتے تو وہ یقینا تمہارے جذبات کا احز ام كرنا۔ كيكن إلى تحريب حوصلے سے كام لينا حالي ا براتی اپنے کھوڑوں اور انھیوں سے اُتر کر وسیع شامیے کے کے بیے جمع ہو رہے تنے اور گاؤں کے لوگ ان کے گھوڑے اور ہاتھی سنجا کے بیل مصروف تنے۔ رات کے وقت کھانے کے ابنیام مہانوں کوان کی حیثیت ہے مطابق مختلف نیموں میں جگہ دی گئی۔ دولیا اور اس کے خاندان کے بعض افرا داورا دھونی کے چندمعز زین کو مکاک کے مرداند صے میں تھیرایا گیا۔مرادعلی دیر تک مہمانوں کی خاطر تواضع میں مصروف رہا۔اور ہا لا تحریث آمیانے کے نیچے پڑی کی ہوئی ایک جا ریائی پر لیٹ گیا۔ اچا تک اسے شہباز خال کی آواز سنائی دی۔''مرادعلی! مرادعلی!'' اور اس نے جلدی سے اٹھ کر کہا۔''بھائی جان میں یہاں ہوں ۔کیابات ہے؟'' شہبازنے اس کے قریب آ کرکہا۔" آپ یہاں کیا کررہے ہیں۔ چلیے آپ کو اباجان بلارہے ہیں۔'' مرا دعلیٰ اس کے ساتھ چل دیا اورتھوڑی دیر بعد مکان کے مر دانہ حصے کے ایک کمرے میں داخل ہوا۔ سمرے کے اندر شیخ فخر الدین بستر پر لیٹا ہوا تھا اور ا کبرخاں اس کے قریب دوسری حیار یائی پر بعیشابا تیں کررہا تھا۔اس نے مرا دعلی کو

د یکھتے ہی کہا۔' بیٹائم کہاں چلے گئے تھے؟'' " چیاجان میں باہر شامیانے کے پنچے لیٹ گیا تھا۔" ا کبرخاں نے کہا۔'' تمہاراخیال ہے کہ آج میرے گھرکے اندر تمہارے کیے كوئي حكَّهُ بين؟" ‹‹نهیں چاجان، میراخیال ن<u>قا که ی</u>ہاںصرفمهمانوں کوتھمریا جا ہیے۔'' "مير ماز ديك كوني مهمان تم سے بهتر نبيس، تم يبال آرام كرو-" مرا دلی کھے کے بغیرا کے بستر پر لیٹ گیا۔ ا گلے روزا کبرخاف کے گاؤں میں ایک میلے کا ساسان تھا۔ مہمانوں کا ایک گروه شامیا نے کے کی وکرتوالی من رہاتھا یک مہمان کے تیموں کے اندر بیٹے کیس ما تک رہے تھے۔ اور خص محصوبیر ان بین بیج مو کنیز ہ بازی اور نشانہ بازی کے مقابلوں میں حصر کے رہے تھے۔ دولیا اور اس کا باپ چندمعز زین کے ساتھ حویلی کی جارد بواری کے اندرایک شامیانے کے بیٹھے ہوئے تھے۔ ماشم بیگ ایک خوش وضع نو جوان تھا اور دو لھا کے لباس میں ایک شنہرا دہ معلوم ہوتا تھا۔اس کے دائیں طرف شیخ فخر الدین اورا کبرخاں اور بائیں طرف طاہر بیگ اوراس کے خاندان کے چندعمر رسیدہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔مرا دعلی ہاشم بیگ کے چھچا یک کری پر بعیٹا ہوا تھا۔ ملک کے ماضی اور حال کے واقعات پر گفتگوہور ہی تھی اورا دھونی کے ساست دان اور فوجی افسراینے اپنے خیالات کاا ظہار کررہے تھے۔ سسی نے سلطان ٹیپو کا ذکر چھیڑر دیا او رمرا دعلی ایپنے دل میں نا خوشگوا ردھڑ کنیں محسوں کرنے لگا تھوڑی دہریمیں سلطان ٹیپو کی ذات کئی زبانوں کے زہر آلودہ تیروں کا

ہدف بن چکی تھی۔

ا دھونی کے ایک سر دارنے کہا۔''ٹیپواس ملک کامغر ورترین آ دمی ہے۔وہ کسی کواپنا ہم بلہ ہیں سمجھتا۔ وہ اینے آپ کو حضور نظام الملک سے بھی بڑ اسمجھتا ہے۔'' ڈوسرابولا۔''ٹیپوا**س ملک کے لیےسب سے بر**ُاخطرہ ہےوہ ہماری تہذیب اورروایات کا بدر مین وشمن ہے۔وہ اُو پیج اور چھے کی تمیز مٹانا جا ہتا ہے۔اس کے دربار میں کورنش بجالانے یا جھک کرسلام کرنے کی ممانعت ہے وہ اپنے سامنے سی ر ذیل ترین آ دی کا بھی سر جھکا کر کھڑا ہونا پسندنہیں کرنتا وہ اسکام کی آ ڑیے کر اس ملک کے شرفا مکورڈ بیوں اور بھاڑیوں کے ہاتھوں ذکیل کروٹنا جا ہتا ہے۔ میسور میں اونی اور اعلی کوایک سطح پر لانے کا جو تجرب اس نے شروع کیا ہے۔ اس کے متائ اس ملک کے تمام حکمرانوں کے لیے بےصد خطری کے موں کے۔اس

نے اپن رمایا کے اولی اولوں این ایک نیا احدال پیدا کردیا ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ ہمارے عوام کسی نہ سی دن میسور کے حالات سے ضرور متاثر ہوں گے۔ہم یا تو اٹھیں اپنے مساوی درجہ دینے پرمجبور ہوجا تنیں گے یا ہمیں اپنے حقوق کے تحفظ کے

کیےان کے ساتھا یک تباہ کن جنگ لڑنی پڑے گے۔'' ا دھونی کے ایک فوجی افسر نے کہا۔' ٹیپو جیسا ہے تہ بیرانسان ہمارے کیے کس خطرے کابا عث نہیں ہوسکتا۔اس نے ساری وُنیا کے خلاف اعلانِ جنگ کررکھاہے اوروه چس طوفان کومدت سے دعوت دے رہاہےوہ بہت جلدمسئیو رکی سرحد دل برخمو دارہونے والا ہے۔اس دفعہ ہم اور ہمارے انگریز اور مر ہشا تنحا دی پُرانی غلطیوں کا اعا دہ نہیں کریں گے۔اب ہماری پہلی منزل سرزگا پٹم ہوگی۔''

ا یک مر ہشہر دار بولا۔'' صاحبان ہمیں اس کی نوجی قوت ہے کوئی خطرہ نہی

کیکن مجھے بید دڑے کہا گر ہم نے متحد ہو کراس کے خلاف فوراً کارروائی نہ کی تو چند سال بعد ہمیں پچھتانا پڑے گا۔میسور کے وہ شرفا جواپی خاندانی عزت اوروقار بچانے کیلیے آج ہمارا ساتھ دینے پر آمادہ ہیں۔ایک ایک کر کےمغلوب ہوتے جائیں گے۔ٹیپو جے بعض لوگ ایک ہےتد بیرانسان سجھتے ہیں۔اپنی رعایا کی محبت خریدنا جانتاہے۔اس نےعوام کی خوشنو دی حاصل کرنے کے کیے ہزاروں گھرانے سر کاری زمینوں پر آبا دکر دیے ہیں۔وہ پنجرعلائے جہاں اناج کا ایک دانہ پیدائییں ہوتا تھا اب لہلہائے تھیتوں اور باغوں میں تبدیل ہور کے بیں۔اس نے لاکھوں انسا نوں کو کنوئیں اور تہریں کھودنے اور پر کیس بنانے کے کام پر لگا دیا ہے۔اس کیے بیلوگ ہے اپنا دیوتا بچھے ہیں۔ آلایم ہاتھ کیا تھدھرے بیٹے رہے تو وہ دن دورنہیں جب جمنیں میں ورکی فوج اور میسور کے جوام کی متحدہ قوت کا سامنا کرنا رہے ہے مرزاطا ہر بیگ نے اس بحث اور حصہ کیتے ہوئے کہا۔"جی، آپ اب بھی یہ بچھتے ہیں کہ ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹے رہیں گے۔آپ ماری تیاریوں سے بے

خرنہیں ہوسکتے۔ہم لوگ صرف تھم کا انتظار کررہے ہیں۔''
اکبرخاں بے چینی کی حالت میں کرسی پر ببیٹا بار بار پہلو بدل رہا تھا اور شخ کخر
الدین بار بار اُس کے کان میں کہہ رہا تھا۔''نہیں بیٹا ،حوصلے سے کام لو ہے ہیں اس
معالمے میں زبان نہیں کھولنی چا ہے۔''
معالمے میں زبان نہیں کھولنی چا ہے۔''

مرا دعلی کاچېره انگارے کی طرح سرخ ہور مانھا اوروہ احیا تک اُٹھ کر چلایا،" مرزا صاحب اگر تھم ہے آپ کا مطلب انگریز وں کا تھم ہے تو مجھے یقین ہے کہ آپ کوزیا دہ انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں اس محفل میں زبان کھول

رماہوں۔ آب اس محض کے مہمان ہیں جسے می اپنابات سمجھتا ہوں کیکن آپ نے اس شخص کوموضوع بحث بنایا ہے جسے میں صرف میسور ہی نہیں بلکہ پورے ملک کی عز تاورآ زادی کا آخری محافظ مجھتا ہوں۔'' محفل پر ایک سناٹا چھا گیا۔ادھونی کےمغرور اُمراء حیرت، پریشانی اور اضطراب کی حالت میں اس نوجوان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ جس کی موجھوں کے بال ابھی تک سیاہ نہیں ہوئے تھے۔ مرا دعلی کی نگا ہیں ساری محفل کو دعوت مبازرت دے دہی تھیں۔ اس نے کہا۔" آپ کوای بات پر اعتراض ہے کہ سلطان ٹیپو نے اپنے دربار میں کورش بجالانے کی رسم بندگر دی ہے۔ مجھے انسوس ہے کہ آپ نے مطان کھرف ان چند لوگوں کی نگاموں سے دیکھنے کی کوشش کی ہے جنہوں نے حکومت کی کرسیوں پر بیٹر کر صرف کیے ہم جنبوں کو ذکیل کرنا سکھا ہے۔سلطان ٹیپو ایک محکر ان کے لیکن محکر ان سے کہیں زیادہ وہ اپنے آپ کوایک انسان سجھتا ہے۔ اور اسے انسانسٹ کی تا کیل گوارا میں ۔ اس نے زندگی ہے آ داب انسا نیت کے اس عظیم ترین محسن سے سیکھے ہیں۔جس نے کالے اور گورے، ادنیٰ اوراعلیٰ کافر ق مٹایا تھا۔جس نے ایک حبشی غلام کوخاندانِ قر لیش کے دوش ہدوش کھڑا آپ کو بیاعتراض ہے کہ سلطان ٹیپو ساری دنیا کے ساتھ قوت آ زمائی کرنا جا ہے ہیں ۔لیکن آپ اس بات سے بے خبر نہیں ہو سکتے کہا*س و*قت بھی ان کے ا پیچی بونااورحیدرآبا دیے حکمرانوں کوامن اور سکے کا پیغام دے رہے ہیں۔

آپ کو بیشکوہ ہے کہوہ اپنی رعایا کے بھوکے اور ننگے انسا نوکوخوش ھالی اور آپ کو بیشکوہ ہے کہوہ اپنی رعایا کے بھوکے اور ننگے انسانوکوخوش ھالی اور آپ کا راستہ دکھا کرایسے معاشرے کی طرح ڈال رہا ہیں جواس ملک سے اور کیج

اور پنچ کا امتیازمٹا دے گا۔اور بیآپ کے خلاف ایک سازش ہے کیکن میں بیا کہتا ہوں کہ بیانسا نبیت کے ان ڈھنوں کی سازش کا جواب ہےجنہوں نے اس ملک کے کروڑوں انسا نوں کوصد بوں تک ان کے پیدائشی حقو ق سے محرورم کرر کھاہے۔ آپ کواپنی اوراینے انگریز اورمر ہٹے ساتھیوں کی فوجی قوت پر نا زہے کیکن میں آپ کواس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ اب میسوران لوگوں کی شکار گاہ نہیں رہا۔ جنہوں نے بھوکے ، نا داراور بہل انسانوں کو پاؤک تلے روند ناسکھا ہے۔ بلکہان لوگوں کا دفاعی حصار ہے۔ جوعزت اور آزا دی کی فضامیں سائش لیمنا سیکھ جیکے ہیں۔ وہاں آپ کا مقابلہ کی ایسے عکم ان ہے نہیں ہوگا۔جس نے پنی رعایا کی ہڈیوں پر عشرت کدے تھیر کیے ہوں۔ بلکہ لیک یسے حکمران سے ہوگا جو لیے خون اور نہینے میں اس ملک کے شیقل کے تعلق کوئی بیش کوئی تیں کرستا لیکن میں بیا ضروركهوں گا كەسلطان نيپوكى فتح السائنية كى تتح بيوگى داوران كى شكست حيدرآبا ديا یونا کی افواج کی بجائے ان ٹیروں اور رہزنوں کی نتخ ہوگی جوسات سمندرعبور کرنے کے بعد اس ملک کی عزت اور آزا دی کے خلاف اعلان جنگ کر چکے ہیں۔ آج آپ لوگ سلطان ٹیپوکوا پنا دشمن مجھتے ہیں لیکن خدانخواستہ اگرمیسور میں ان کاپر چم سرنگوں ہوا تو وہ دن دورنہیں جب اس ملک کے تمام حکمر ان بیکہیں گے کہوہ مجاہد جس کاتاج اُتا رکرہم نے انگریزوں کے قدموں میں ڈالاتھا۔اس ملک کی آزا دی کا آخري محافظ تھا۔'' مرا دعلی نے اپنی تقریر ختم کی اور آہتہ آہتہ قدم اٹھا تا ہوا شامیانے سے باہر نکل آیا محفل کاسکوت ٹوٹ چکا تھا۔اور حاضرین ایک دوسرے سے کانا پھوی

کرنے کے بعد آہتہ آہتہ بلند آواز میں احتجاج کررہے تھے۔'' بیکون تھا؟ _ٹیپو کا جاسوس يهال كيسة كيا؟ اس كى زبان نوج دالنى حايد-" ا کبرخاں نے اپنی کری ہے اٹھ کر کہا۔'' آپ لوگ اس محفل میں اگریٹیو کو موضوع بحث ند بناتے تو بینا خوشگوارسورت پیدا نہ ہوتی _مرا دعلی ٹیپو کاسیا ہی ہے۔ اس کے والداوراس کے دو بھائی ٹیپوکِ جنڈے تلے انگریزوں کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید ہود کے بیں۔اس کے چھااوراس کے وا دائاس کے ماموں اوراس کے نانا بلای کےمعدان میں شہیر ہُوئے تھے۔ مجھےاس سے پینے تھے بہتھی کہسی محفل کا خوف بااحزام سے کو کی غلط مات سنے پر مجبور کردے گا۔ مجھے من نگا پیم 'بونا یا حیدر آباد کی سیاست ہے کوئی ول چی نہیں اور آپ حضر اللہ سے میں بیر طن کروگا کہ آپ لوگ ساانی جنگی قابلیت کامظاہرہ کر کے سے لیے بیس بلکہ ایک شادی کی تقریب پر کے بچ کی بیزبان درازی برداشت جیس کرسکتے۔" ا یک خوش پوش اور با رُعب آ دمی جو طاہر بیگ کے قریب ببیٹا ہُو اتھا'اپنی جگہ ے اُٹھااوراس نے کہا۔'' بھی اس نے ہماری تو ہیں جہیں کی۔اس نے تہمیں سیمجھایا ہے کہ ہر حفل ہر بات کے کیے موزوں نہیں ہوتی ۔اگروہ نو جوان ٹیپو کاسیا ہی ہے تو ہمیں اس کی جرات اورہتمت کی داد دینی چاہیے۔اس نے اپنا فرض ا دا کیا ہے اور ا دھونی کی فوج کے افسر وں کے سامنے ایک اچھی مثال قائم کی ہے۔ اب ہمیں کسی اورموضوع پر گفتگو کرنی چاہیے۔'' یے میر نظام خاں کا بھتیجا امتیاز الدولہ تھا اوراس کے الفاظ حاضرین کے لیے

ایک علم کا درجہ رکھتے تھے۔ مرا دعلی انتہائی اضطراب اور پریشانی کی حالت میں ڈیوڑھی سے باہر کھڑا تھا۔ شہباز خاں باہر نکلا اور بیہ کہہ کراس کے قریب سے گزر گیا۔"مرادتم نے اچھانہیں کیا۔"

ا کبرخاں ڈیوڑھی سے نمودار ہوااور مرادعلی نے محسوں کیا کہاب اسے شاید کسی انتہائی نا خوشگوار صورت حال سے دوجا رہونا پڑے ۔ لیکن اکبرخاں اس کی تو تع کے خلاف مسکرا رہا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر پیار سے اس کے کندھے پر ہاتھ دکھتے ہوئے کہا۔" مراد مجھے ڈرتھا کہتم روٹھ گئے ہوگئے۔ میں نے شہباز کو باہر نکلتے دیکھا تھا۔ اس نے کوئی الیمی و لیم بات تو نہیں کی۔"

مرا دعلی کی آنکھوں ہے ہے اختیار آنسو اُٹھر آئے اوراس نے کہا۔'' پچیا جان میں بہت شرمسار ہوں۔ مجھےا پنے جذبات پر قابور کھنا چا ہیے تھا۔'' ا كبرخال نے أسے كلے لگاتے ہوئے كہا۔ "بيٹاتم نے اپنا فرض ادا كيا ہے اور مجھم رخرے۔"

"لکین چپاجان وہ آپ کے مہمان تھے۔''

''تم نے ان کے دماغ درست کر دیئے ہیں ۔امتیاز الدولہ تمہاری باتو ں سے بہت متاثر ہواہےوہ نظام کا بھتیجاہےاوراس نے تمہارے ساتھ علیحد گی میں ملاقات

کی خواہش ظاہر کی ہے۔ جلوتم الیے کرے میں بیٹھو۔ میں اسے وہاں لے آتا ہوں۔" مرا دعلی اورا گیرخاں دوبارہ حویلی میں داخل ہوئے اور ثمیینہ وہاں سے کھسک

عنی ۔ اکبرخان شامیانے کی طرف چلا گیا اور مرا اعلی دیوان خانے کے ایک مرے میں داخل ہوا۔اوھونی کے اُمراء کے ساتھ اپنی تعریر کے بعد اے نظام کے بھینج

کے ساتھ ملا قات سے تعلوں ہے ایک بھی ن محسوں ہوتی تھی۔ چند منٹ بعد اکبرخال اور انٹیاز الدولہ مرے میں داخل ہوئے اوروہ اُٹھ کر

امتیازالدولہ مصافحہ کرنے کے بعد اس کے قریب بیٹھ گیا اورا کبرخاں نے کہا۔

''اب آپ اطمینان سے باتیں سیجیے۔

ا کبرخاں باہرنکل گیا اورامتیاز الدولہ نے مرادعلی کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔" تمہارانا مهرا دعلی ہے؟''

''سلطان کی فوج میں تمہارا عہدہ کیاہے؟''

مرا دعلی نے جواب دیا۔" جناب، نوجی مکتب سے فارغ انتحصیل ہونے کے

بعد میں ان دنوں رخصت پر ہوں۔ اس کے بعد مجھے چند مہینے کسی رسالے میں ایک ادنی انسر کی حیثیت سے کام کرنا پڑے گا۔ پھراگر مجھے کسی ذمہ داری کا اہل سمجھا گیا تو کسی دستے کی کمان دی جائے گی۔''
متاثر ہوا ہوں اور میں شہوں سے متانا جارتا ہوں کی سلطان ٹیبو سرمتعلق دکن سر سرمتا متاثر ہوا ہوں اور میں شہوں سے متانا جارتا ہوں کی سلطان ٹیبو سرمتعلق دکن سرمیر

امتیاز الدولہ نے قدر ہے قف کے بعد کہا۔" میں تمہاری باتوں سے بہت متاثر ہوا ہوں اور میں تمہیں یہ بتانا جا بتا ہوں کہ سلطان ٹیپو کے متعلق دکن کے ہر آدی کے وہ خیالات نہیں جو آئی ہے اور جو دکن اور میسول کے موجود ہیں جو انہیں اپنا دوست جھے ہیں ۔ اور جو دکن اور میسول کے موجود ہوانا خات کو اپنے مستبقل کے لیے انجھا فنگون خیال نہیں کرتے ۔ اور میں ان جی سے ایک ہوں۔ محصنظام الملک اور سلطان ٹیپو کے درمیان کوئی السی خلیج نظر نہیں آئی جے پاٹا نہ جا سکتا ہو ۔ ضرورت سرف اس بات کی ہے کہ میسور اور دکن کے حقیقت بسند اور سیح سکتا ہو ۔ ضرورت سرف اس بات کی ہے کہ میسور اور دکن کے حقیقت بسند اور سیح الحیال لوگ جو کی ہند وستان کے سامانوں کی اجتماعی بقائم کے دونوں حکومتوں الحیال لوگ جو کی ہند وستان کے سامانوں کی اجتماعی بقائم کے دونوں حکومتوں

ے اختلافات دور کرنے کی خلصات و جاری رہے۔ " مرادعلی نے جواب دیا۔" اگر آپ سے خیالات سے بین تو بیس آپ سے ملنا

اپنے کیے باعث سعادت سمجھتا ہوں۔اور میں آپ کویفین دلاتا ہوں کہ میسور کا ہر باشعور آدمی پانچوں وقت نماز کے بعد میسوراور دکن کے اتحاد کے لیے دعا کرتا ہے۔ باشعور آدمی پانچوں وقت نماز کے بعد میسوراور دکن کے اتحاد کے لیے دعا کرتا ہے۔ اور وہاں ایک شخص ایسا بھی ہے جس کے ہرسانس کے ساتھ صرف دکن اور میسور ہی نہیں بلکہ ہندوستان کے ہرمسلمان کے لیے دعا کیں نکلتی ہیں اور وہ سلطان ٹیپو ہیں۔"

یں۔ امنیاز الدولہ نے کہا۔'' کاش میں بھی تمہاری طرح پوری خود اعتادی کے ساتھ نظام الملک کے متعلق کچھ کہہ سکتا ، یہ ہماری بدشمتی ہے کہ حضور نظام الملک،

سلطان ٹیپو کواپنا حریف مجھتے ہیں ۔ تا ہم میں مایوں نہیں ہوں ۔ مجھے یقین ہے کہ سی دن سلطان ٹیپومیرے جیسے ہےبس انسا نوں کی طرح حضور نظام کوبھی سیجے راستہ دکھا سکیں گے۔قدرت نے انہیں جس مقصد کے لیے منتخب کیا ہے وہ ضرور بورا ہوگا۔جو رہنماتمہاریعمر کے نوجوا نوں میں بیرجذ بہ پیدا کرسکتا ہےاسے نظام الملک کومتاثر کرنے میں در نہیں گگے گی۔ میں صدقِ دِل سے بید دعا کرتا ہوں کے سلطان کے ایکجی نظام الملك كوانگريزوں اور مروق سے بلحدہ رکھنے ميں كامياب ہوجائيں۔ جبتم ال محفل میں تقریر کررہے منصفو میں محسول کردیا تھا کہ اگر خدانخواستہ دکن اورمیسور کے درمیان جنگ جیٹر گئی تو دکن کے لوگ مجھے نظام کے سیا ہیوں کی اگلی صف میں دیکھیں گے۔ میں اس کے کیلڑوں گامیں اپنے بیننے پر گولی گھاؤں گا۔ کیکن مرتے دہ بھی ملطان ٹیپو کی شکسٹ کے لیے دعانہیں کرسکوں گا۔میری آخری خواہش یہی ہوگی کے دکن اور میں وار کے درمیان ایک دائجی انتحاد کا معادہ میرے خون کی روشنائی ہے لکھا جائے میں بارا اربی ویتا ہول کہ جس تک جنوبی ہندوستان کی سرزمین پراس ملک کے باشندوں کا جوخون گراہے وہ صرف فرنگی استبدا دی آبیا ری کے کام آیاہے۔" مرا دعلی خاموش سے امتیاز الدولہ کی طرف دیکھے رہا تھا۔اوراس کی گفتگو سے ایسے محسوس ہوتا تھا کہ وہ کسی اور کی بجائے اینے آپ کو پچھ سمجھانے کی کوشش کررہا شیخ فخر الدین کمرے میں داخل ہوا اوراس نے کہا۔''میراخیال تھا کہآپ باہرقو الی س رہے ہیں۔'' امتیاز الدوله نے چونک کراس کی طرف دیکھا اور جواب دیا۔'' شخ صاحب،

بیایا مقوالی سننے کے کیےموزوں نہیں۔ میں اس نو جوان سے اپنی قوم کے حال اور متنقبل کے متعلق باتیں کررہا تھا۔'' شیخ فخر الدین نے واپس دروازے کی طرف مُڑتے ہوئے کہا۔''تو مجھےاس محفل میںشر یک نہیں ہونا جا ہے۔ مجھےا پیے مستفتل کی منزل بہت قریب نظر آتی ہے۔اور میں ان دنوں صرف اپنے ماضی کے متعلق سوچا کرتا ہوں ۔''

امتیازالدولہ نے کہا۔ جنیں شخصاحب تشریف رکھے، شاید ماضی کے متعلق

آپ کی باتیں بن کر جم اینے حال اور سنفتل کی تعلیوں کو تھوڑ کی در سے لیے بھول

ں۔'' شخ الدین منتا ہوا امتیاز الدولہ کے سامنے بیٹھ گیا اور بولا۔" لیکن اگر میرے ماضی کی تکنیات کے حال اور متعلق ہے زیادہ ہو میں تابی " امتیاز الدوار مشکرایا تا او میلاکارنے کی کوشش کریں

شخ لخر الدین نے کہا۔'' جناب میں آؤیہ سمجھتا ہوں کہمیرے پہلو میں دل ہی خہیں ورنہ یہ کیسے ممکن تھا کہ عظم علی جیسے لوگ اس دنیا سے رخصت ہوجا کیں اور میں يہاں بھٹکتا پھروں۔''

«معظم على كون تھا'' «معظم على مراد كے والد تھے _'' " آپانهیں جانتے تھے؟" " جی ہاں! اورمیرے لیےاہے متعقبل کے متعلق چند حسین امیدوں میں

ے ایک بیجھی ہے کہا گرخدانے مجھے جنت کا دروازہ کھٹکھٹانے کی اجازت دی تو

میں کسی دن اس نو جوان کو دیکھوں گا جسے جاننا میری زندگی کی سب سے بڑی سعادت تھی۔''

" أب انهين كب ملے تھے؟"

اپ این بن سب سے سے بھا۔
"ہماری ملاقات اس وقت ہوئی تھی جب میں اپنی بہن اور بھانجوں کے ساتھ دلی سے حیدرآباد آرہا تھا۔اورراستے میں ڈاکوؤں نے ہمارے قافے پرحملہ کر دیا تھا اُس وقت ہمیں جاروں طرف موت دکھائی دیتی تھی۔پھر چند آدی اچا تک ہماری مد دکو بیٹنے گئے ۔ان میں سے ایک معظم علی اور دومرالا کبرخاں تھا۔ ڈاکوئی لاشیں چووژ کر بھاگ گئے ۔ان میں معظم علی اور اکبرخال کود کھے کر میکھوں کر کہا تھا کہ خدانے ہماری اعانت کے لیے دوفر شیع تھی دیکے ہیں۔"

ہاری اعانت کے بیاد کے میں ہے ہیں ہ خیس اور مرا داور امراز الدول ایس کی اور مرا داور امراز الدول ایس کی اور مرا داور امراز الدول ایس کی الدول ہے ہے۔

شہبازخاں کمرے میں داخل ہوا اوراُس نے کہا۔'' جناب مہمان دسترخوان پر آپ کاانتظار کررہے ہیں چلیے۔''

وہ اُٹھ کر باہر نکل آئے۔مرادعلی تذبذب کی حالت میں امتیاز الدولہ اور نخر الدین کے بیچھے آرہا تھا۔شہباز خال نے مرادعلی کاباز و پکڑتے ہوئے سرگوش کے انداز میں کہا۔''مراد میں اپنے طرز عمل پر بہت نادم ہوں۔ اباجان مجھ پر بہت خفا ہوئے سے معانی چاہتا ہوں۔''

مرادعلی کا چہرہ مسرت سے چمک اٹھا اور اس نے جواب دیا۔" آپ کو معذرت کی ضرورت نہیں ۔ میں محسوں کرتا ہوں ۔ کہاں محفل میں آپ کی خاطر مجے

اینے جذبات پر قابو رکھنا جا ہے تھا۔امتیاز الدولہ سے ملاقات کے بعد مرادعلی کی ڈینی البھن بہت حد تک دورہو چکی تھی۔ تا ہم ادھونی کے باقی مہمانوں کے طرزعمل سے وہ میمسوں کرتا تھا کہان کے دلوں پر ابھی تک اس کی تقریر کی ملخی باقی ہے۔ فوج کے عہدہ دارخاص طور ہرای کے ساتھ ہا تیں کرنے سے اجتناب کرتے تھے۔اسے عام مہما نوں ہے کوئی دلچیبی نہ تھی کیکن طاہر بیگ اور ہاشم بیگ کی ہے اعتنائی اس کے لیے محد تکلیف دو تھی راس نے چند باان سے ہم کلام ہونے کی کوشش کی۔ لىكن أن كى نكاييل بهت حوصلاتكن ثابت موئيل-طاہر بیک کے متعلق وہ بیروی سکتا تھا کیوہ ایک بڑی عرکا آدی ہے اس کے علاوه ا دهونی کا آیک بهت بردا جا گیردار اورفوج کا ایک اعلیٰ انسر ہونے کی وجہ ہے بھی ے ایک امتیازی فیاد راصل ہے۔ الیکن باشم کووہ شہباز خال کی طرح اپنا بھائی سجھتا تھا۔اورا ہے اس بات کارٹ تھا گا ہے کیرخاں کی بیٹی کے شو ہر کے سامنے ا پی محبت اورخلوس کے اظہار کا سوقت کیا ۔ ملا۔ وہ بار بار ہاشم بیگ کی طرف دیجتا۔ اوراینے دل میں کہتا۔''میرے بھائی تم آگبرخاں کے داما د ہویہ درست ہے کہتم ادھونی میں پیدا ہوئے ہواور میں نے سرنگا پٹم میں آئکھ کھولی ہے کیکن ہم ایک دوسرے کے رحمن نہیں ہو سکتے۔" ا گلے دن برات رخصت ہو چکی تھی۔ شیخ فخر الدین برا نتوں کے ساتھ ا دھونی جا چکے تھے۔مرادعلی بھی واپس جانے کا ارا دہ ظاہر کیا۔لیکن اکبرخاں نے اصرار کر کے دو دن اوراہے اپنے پاس گھہرالیا۔ تیسرے دن وہ رخصت ہوتے وفت بیمحسوں کررہاتھا کہوہ مدنوں اکبرخاں کے گھر میں رہ چکاہے۔اوروہ بلقیس کی دعا نمیں لینے کے کے بعد گھر سے لکلا۔ اکبرخاں، شہباز خاس اور ثمیینہ دروا زے تک اس کے

ساتھ آئے۔ ڈیوڑھی ہے باہر گاؤں کے گئی آ دمی اسے خدا حافظ کہنے کے لیے کھڑے تھے۔اکبرخاں دونو جوانوں کومیسور کی سرحد تک مرا دعلی کا ساتھ دینے کا حکم دے چکا تھا۔اوروہ اپنے گھوڑوں سمیت دروازے پر کھڑے تھے۔جب وہ اکبر خاں اورشہباز ہے بغل گیر ہونے اور گاؤں کے دوسرے آ دمیوں سے مصافحہ کرنے کے بعد ثمیینہ کی طرف متوجہ ہوا تو شمیینہ کی آٹکھوں میں مےاختیا را نسو اُمُدا ئے۔اُس نے اس کے سریر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا " چھا جان توبیہ کہا کرتے تھے کہم مجھی نہیں روہا کرتی 🕾 میناونی جواب ندر کی لیکن جب وہ کھوڑے پرسوار ہوا تو اس نے جلدی ہے آگے پڑھ کوائ کی رکائے پکڑتے ہو نے کہا۔''میں نے وہ چھوہارے آب ي خورجين مين ال ديے تھے اور مشال تھي۔

بإنجوال باب

ایک دن جین فرحت کے مکان کے اس کمرے کا جائزہ لے رہی تھی۔ جس میں اس نے اپنے شو ہراور دو بڑے بیٹوں کی یا دگاریں جمع کرر کھی تھیں۔ دیوار کے ساتھ کھونٹی پڑنگی ہوئی ایک تلوار کی خوب صورت نیام ذرا گرد آلود تھی جین برابر کے کمام چیزوں کی صفائی شروع کر دی۔ کمرے ایک کیڑا اٹھا لائی اور اس نے تمام چیزوں کی صفائی شروع کر دی۔ تلواروں، بندونوں اور دو ہر کے تھیاروں کی گرد جھاٹر نے کے بعداس نے ایک الماری کھولی اور کیا تو وصاف کرنا شروع کردیا۔

الماری کھولی اور کیا تو اُن کو صاف کرنا شروع کردیا۔

فرحت کے تمریب شروع کردیا۔

ہوا ندرگری ہے آ کا ہر تیاں ۔ جین دونی اعظم کے اور آئی نے کی درجما اڑ

کرالماری میں رکھتے ہوئے فرحت گورائیسی آبان میں پھیسجھانے کی کوشش کی۔ فرحت نے کہا۔" کائ<mark>ں میں تمہاری زبان مجھ</mark>سکتی۔ بید دیکھوا نورعلی کا خط آیا ہے جھتی ہو خط!"

فرحت کے ہاتھ میں کاغذ دیکھنے اور انورعلی کا نام سننے کے بعد جین کے لیے سمجھنا مشکل نہ تھا کہ وہ اس خط کے متعلق کچھ کہدرہی ہے۔اس نے کاغذ ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

انورعلی _____؟

ا نورعلی کاخط فرحت نے فقر ہ پورکرتے ہوئے کہا۔ جین ا نورعلی کاخط ۔۔۔۔ا نورعلی کا خط ۔ کہہ کرہنس پڑ ی۔ فرحت نے اس کا ہاتھ بکڑتے ہوئے کہا۔ کاش میں شہیں سمجھا سکتی کہاس میں کیا لکھا ہے! چلو با ہر بیٹھیں یہاں بہت گرمی ہے۔جین کچھ سمجھے بغیر اس کے ساتھ با ہرنکل آئی اوروہ صحن میںا یک درخت کے بنچےمونڈھوں پر بیٹر کئیں مرا دعلی باہر کے دروازے سے نمودار ہوا۔اوراس نے قریب آکر کہا۔امی جان میں ایک ا ہم خبر لایا ہوں ۔ ہماری فوج پرسوں بیہاں سے روانہ ہو جائے گی ۔ پھروہ جین کی طرف متوجہ ہو کرفرانسیسی زبان میں بولا۔ میں نے امی جان کو پیخبر سنائی ہے کہ ہاری فوج پرسوں بیبال سے روانہ ہو جائے گی۔ اور میں آگے کے لیے بھی ایک خوش خبری لایا ہوں۔ موسیولیگر اللہ دیوائ خانے میں آپ کا تظار کررہے ہیں۔ جین نے چران ہو کر کہا۔وہ آگیا ہے؟ کیکن مجھے اس نے کوئی اطلاع نہیں وی۔ پیچیلے خط میں ان بات کا کوئی و کرنجیل تھا کہ وہ سرنگا پٹم کریا ہے۔ مرا دملی کے جواب دیا ان کافوج خال کی طرف جار تی ہے اوروہ ایک ہفتہ ے لیے رخصت کے آتے ہیں وہ تھے راست میں ملے تھے۔ جین نے انورعلی کا خط جوابھی تگ اس کے ہاتھ میں تھا۔مرا دعلی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ بیتمہارے بھائی کا خط ہے۔مرا دعلیٰ نے کاغذ پکڑتے ہوئے ا پی ماں سے یو چھا۔ امی جان بیاکب آیا ہے؟ ابھی آیا ہے بیٹا۔میری سب سے بڑی ریشانی بیہ ہے کہ میں تمھا ری عدم موجودگی میں جین سے باتیں نہیں کرسکتی ہم اہےخط پڑھ کرسُنا دو۔ مُر ا دعلی نے خط کھول کر دیکھا۔اورجین کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔آپ کیگر انڈ ے مل آئیں۔ پھر آپ کو بھائی جان کا خط پڑھ کر سُنا دوں گا۔ خہیں میں ابھی سُننا حیا ہتی ہوں۔

مرا دعلی نے انورعلی کے خط کافرانسیسی تر جمہ شروع کیا۔خط کامضمون بیتھا: ا می جان میں بخربیت ہوں۔اُمید ہے کہ مُر ادپچیا اکبرخاں کے گاؤں سے واپس آ گیا ہوگا۔ مجھےاس بات کی خوش ہے کہبین آپ کے ساتھ خوش رہتی ہے اور اس کی صحت بہتر ہورہی ہے۔ہم آج اینے مشقر سے شالی سرحد کی طرف کوچ کر رہے ہیں۔جنگ کے خطرات بہت بڑھے گئے ہیں ۔اور مجھے ہرلمحہ آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ دلاورخان کی محت اب خراب رہتی ہے اور پر المرادہ ہے کہا ہے کھر بھی دیا جائے۔اس عربیل اے آرام کی بہت ضرورت ہے۔ اُمید ہے کہ وہ اگلے مہنے آپ کے پاس بین جائے گا۔ مجھے روشتہ دو ماہ ہے گیر انڈ کے متعلق کوئی اطلاع نہیں ملی۔ اگرجین کے پاک کو کی خط آیا ہوتو محضرور پتادیں کہوہ س حال میں ہے۔۔ انورعلی۔ فرحت نے جین ہے مخاطب ہو گر کہا۔ بیٹی جاؤوہ تمہاراا نتظار کررہا ہوگا۔ ئر ا دعلی نے فرانسیسی زبان میں فرحث کی تر جمانی کر دی اورجین اُٹھ کر مکان کے مراد نہ جھے کی طرف چل پڑی جھوڑی دیر بعد وہ کیگر انڈ کے سامنے کھڑی ہیہ کہہ رہی تھی ۔معاف شیجیے آپ کوانتظار کرنایڑا۔انورعلی کا خط آیا تھااور میں مُر ادعلی سے أس كارّ جمهُ ن ربي تقى ـ وہ ٹھیک ہے نا؟

> ہاں۔ کیگرانڈ نے کہا۔جین بیٹھ جاؤ۔ میں تم سے پچھ کہنا جا ہتا ہوں۔

لیگرانڈ بولا میراساتھی بنگلور ہے شال کی طرف کوچ کررہے ہیں ۔اور مجھے اس شرط پر ایک ہفتے کی چھٹی دی گئی ہے کہرنگا پٹم سے ان کے ساتھ شامل ہو جاؤں گا۔وہ پرسوں تک پہنچ جائیں گے۔اور تین حار دن تک یہاں قیام کریں گے ۔موسیولالی نے مجھے کہا تھا کہ جنگ کے امکانات بہت بڑھ گئے ہیں ممکن ہے کتمہیں دریتک سرنگا پٹم سے دُور رہنا ہے۔ ان حالات میں اگرتم شا دی کرنا عاہوتو بیموقع ہے۔ جین اگرتم پسند کروتو جاردن بعد میرے تمام فرانسیسی دوست ہاری شا دی میں شریک ہوسکیں گے۔ اور ہارے دستے کا پاوری ہاری شادی کی رسومات ادا کردے گا۔ مجھے انورعلی کی غیر حاضر کا کا افسوس موگا۔ لیکن تم سمجھ سکتی موكريم كيسال المستخدية المستخدسة المستخدمة المستخدم المستخدمة المستخدم المستخدمة المست

جین چند تاہے کروں کا عام وہی دی اور لیرانڈ ال کے چرے کے اٹار ساس كول كي تي كيفيت كالداؤة في الكاسكان في كها:

جین پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں ۔اگر تنہیں اعتراض ہوتو ہم کسی بہتر وفت کا انتظار کر سکتے ہیں ۔لیکن میں ابھی تک بینہیں سمجھ سکا کہ میرےمتعلق تمهارے خیالات کیا ہیں۔ ہاری رفاقت چند حادثات کا نتیج تھی۔ تا ہم میں بیفرض کرچکاہوں کہ ہمایک دوسرے کے لیے ہیں۔ اور تمہارے بغیر میرے لیے بید دنیا کوئی معنی رکھتی۔مریشس سے روانہ ہوتے وفت میں بیقصور بھی نہیں کرسکتا تھا کہ دوبارہ ملنے کے بعد ہم ایک دن کے لیے بھی ایک دوسرے سے علیحد ہ رہنا پسند کریں گے ۔لیکن اب میں بیمحسوں کررہا ہوں کہتمہارے لیے میری رفافت زندگی کا ایک مسئلة وموسكتي بيكن زندگي كاانهم ترين مسئلة بيس بن سكتي _

جین نے کہا۔لیکرانڈ شہبیں یہ شکایت ہے کہ میں یہاں کیوں تھہری ہوں تو اس وفت تمہارے ساتھ چلنے کے کیے تیار ہوں۔ نہیں جین تم میرا مطلب نہیں سمجھیں ۔ میں ان لوگوں سے مُنتعارف ہونا اپنے کیے قُد رت کا سب سے بڑاا نعام مجھتا ہوں۔ میں صرف بیکہنا جا ہتا ہوں کہ ہما یک دریا کے مختلف کناروں پر رہتے تھے۔ پھر قدرت نے اٹھا کر ہمیں منجدھار میں بھینک دیا اور ہم نے اضطراری حالت میں ایک دوسرے کاماتھ پکڑلیا۔اب طوفان گزرچکا ہےاورہم ساحل پر پہنچ کیے ہیں۔اب شہیں زندگی کی بی منازل کی طرف قدم بردھانے کے لیے میرا ہاتھ بکڑنے کی ضرورت نہیں۔ میں تمھارے لیے سہارا نہیں بن سکا کے بیں تنہیں بیموقع دیناجا ہتا ہوں کتم ماضی کے تمام واقعات کو نظراندا زکر کے ایک تنقبل کے متعلق کوئی فیصلہ کرو ۔اگرتمھا را یہ فیصلہ ہو کہتم میری ر نیقه حیات بن کرخوش ره مکتی موتو میں آن فریب الوطنی میں بھی یہ محسوں کروں گا كەدنيا مىر بى قىدمول مىں بےليك اگرىم يەمخسون كروكە مىں اس قابل نېيى تو جھےتم ہے کو کی شکایت نہیں ہوگی۔ جین نے کہا۔ کیگرانڈ آج تم کیسی باتیں کررہے ہو۔ جہاں تک مجھے یا دہے میں نے ایسی کوئی ہات نہیں کی جس سے تمہیں دُ کھے پہنچاہو۔ خہیں جین تم نے ایسی کوئی ہات نہیں کی تم ایسی ہات کر ہی نہیں عتی تم بہت رحم دل ہولیکن میں پنہیں جا ہتا کہتم صرف رحم او رمروت کے جذبات ہے مغلوب ہوکر اپنامستفتبل ایک ایسے آ دمی کوسونپ دوجس کی رفافت سے تمہارے سینے میں زندگی کے تمام ولولے سر دہوکررہ جائیں۔ جین مسکرائی۔اگر میں ہیکہوں کہ میرے دل میں اب زندگی کی کوئی تڑپ یا

ولولہ ہاتی ہی نہیں رہاتو تم کیا کہوگے؟ لیگر انڈنے جواب دیا جین میری ہاتوں کو نداق میں نبٹالو۔ میں تہہیں ہے بتانا چاہتا ہوں کہ میر سے ساتھ شادی کے متعلق تم اپنے کسی سابقہ فیصلے کی پابند نہیں ہو۔ اور تہہیں اچھی طرح سوچ لینا چاہیے کہ میں کہاں تک تمہاری تو قعات پوری کرسکتا ہوں۔

جین نے متکھوں میں آنمو بھر تے ہوئے کہا کیگرانڈ آج منہیں کیا ہو گیا ہے۔ خُداکے کیے بیاؤ عوچوتمہارے سوا دنیا میں میر اکون ہے۔ کیکرانڈ نے پریثان ہوکہ کہا۔ مجھے معاف کر دو ۔ جین مجھے معلوم نہیں میں کیا كهدر بابهول مين زعد كى كى برمصير الشيت كرسكتا بهون ليكن تنهاري المحمول All property of the second sec حین نے کہا۔ برا عد آلویر کے لا میکن ہے تنہیں کوئی و کھ ہوا ہے تو میں تم ہے معانی مانگتی ہوں۔ میری پریشانی کی بڑی وجہ کھاورتھی۔ ابھی مرا دعلی نے مجھے بتایا ہے کہوہ بھی پرسوں بہاں سے کوچ کرر ہاہے۔ان حالات میں کس منصبےاس کی مال کو بیخبر سُنا سکتی ہوں کہ ہم نے اچا تک شادی کا فیصلہ کرایا ہے۔ انورعلی ، مرا دعلی اوران کی والدہ ہے زیا دہ اس دنیا میں ہمارا کوئی دوست نہیں ، کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ ہم شا دی کے لیےاس دن کا انتظار کریں جب وہ دونوں بھائی گھریرموجود ہوں اوران کی والدہ جنہیں اب میں بھی اپنی ما^{ں جھھ}تی ہوں ہماری خوشی میں حصہ

لیگرانڈ کے چہرے سے رخج و ملال کے با دل حیث چکے تھےوہ مسکرایا جین پیاری جین مجھےمعاف کر دو۔ میں قیامت تک ایسے دن کا انتظار کرسکتا ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک بہتر حالات پیدانہیں ہوتے میں اس مسکہ پر کوئی گفتگو نہیں کروں گا۔

쑈

۵۵ ۱۷ء کی گرمیوں میں گنیش پنت کی کمان میں مرہٹوں کا ایک لشکر دریائے کرشنا کے کنارے میڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ پیشوا اور نا نا فرنولیں کی کوششوں سے مرہٹوں میں پھرایک باروہ ولولہ پیداہو چکاتھا جو پچیس برس قبل انہیں یونا سے یانی بیت کے میدان تک لایا تھا۔ ہندوستان کے طول وعرض سے مربہ پیسر دارا بی اپنی انواج کے ساتھ پیشوا کے جھنڈے تلے جمع ہور ہے تھے۔نا گیور سے مدھوجی بھونسلے بارہ ہزار آزمودہ کارسیا ہیوں کے ساتھ جنگ ٹیل ٹنرکٹ کا وعدہ کر چکا تھا۔اندور ہے تکو جی اینے توبیا خارانے کے علاوہ بیس ہزار پیڈارہ نوئ کے ساتھ میسوریر چڑھائی کے لیے تیار تھا۔ پر سی وام جاؤاور رکھوٹا تھراؤ کی افوج بھی میسور پر بلغار كرنے كے ليمنا نافر نوليش كے علم كا انتظار كردى تھى۔ ان عظیم تیاروں کے بعد نا نا فرنونیس کے ایکچی میر نقام علی پر ڈورے ڈال

ان یم سیاروں سے بعد ما ماہر ویس سے اپن سیر تھا می پر دور سے دال رہے تھے۔ میر نظام علی ٹیپو کے بدترین حاسدوں اور بدخواہوں میں تھا۔ تا ہم میسور کے خلاف جنگ کی صورت میں اپنے نقصانات کا اندازہ کرتے ہوئے اسے بخت البحض محسوں ہوتی تھی۔ اسے اپنی قوت پر ناز تھالیکن ماضی کے تجربات اسے یہ سمجھانے کے لیے کافی شے کہ طاقت کا مظاہرہ کرنے کے لیے میسور کی سر زمین موزوں نہیں ہے۔ وہ پچھ صدنا نا کے وکیل کو ٹالتا رہائیکن جب اسے اس بات کا یقین ہوگیا کہ مربخ میسور پر حملہ کرنے کا تہیہ کر چکے ہیں اور وہ تنہا اپنی قوت سے سلطنتِ خدا داد پر ضرب کاری لگا سکتے ہیں تو وہ جنگ میں شرکت کے لیے تیار ہو سلطنتِ خدا داد پر ضرب کاری لگا سکتے ہیں تو وہ جنگ میں شرکت کے لیے تیار ہو

گیا۔متحدہ افواج کے ابتدائی مسقتر کے لیے اردگر کا مقام منتخب کیا تھا اور اس نے نومبر کے آخر میں پینیتیں ہزارسیا ہیوں کے ساتھ وہاں کا رُخ کیا۔ نظام کے اردگر پہنچنے کے چند دن بعد ملک کے طول وعرض سے مرہٹوں کی ا يك لا تعدا دنوج و مال جمع هو چكى تقى _مر مرثوں كاريرٌ اؤميلوں تك پھيلا موا تھا _مر مه ثه ساہیوں کے حوصلے بڑھانے کے لیےوہ پروہت، جوگی اور سادھوبھی وہاں پہنچ چکے تھے، جوسلطان ٹیپو کی شخصیت کو چنو ٹی ہندوستان میں ہندوغلبہ کے راستے میں سب ہے بڑی رکاویٹ بچھتے تھے۔اس نوج میں وہ رہزن اورکیر ہے بھی شامل ہو گئے تھے جنہیں صرف میسورگی دولت کے ساتھ دلچیوں تھی۔ نظام كا ال جنگ ميں شريك ہونا خالصنة الك سياسي مسكة قال تا ہم درباري کویے، شاعراور خوشاہدی اسے بیایقین دلانے کی کوشش کررہے تھے کہ وہ اینے دور کا سب سے بروا مازی ہے۔ آخ کی اُمیدی پی کے جشن شروع ہو کیے تھے۔میر نظام علی رقص وسر ورکی محفلوں میں سر ہنتہ راجوں اور چیدہ چیدہ سر داروں کے درمیان میرمجکس کی حیثیت ہے بیٹھتا تھا۔شراب کے دور چلے تھے۔ رقاصاؤں ، گو بوں اورسازندوں پرسونے جاندی کے سکوں کی بارش ہوتی تھی اور پھر جب بیہ محفلیں برخاست ہوتی تھیں اور بیلوگ کسی خیمے میں جمع ہو کر جنگ کی تنجاو پر: برغور کرتے تنظف سب سے زیا دہ بحث اس بات پر ہوتی تھی کہ فتح کے میسور کی زمین اور خزانے کس طرح تقنیم ہونے جاہمییں قریباً ڈیڑھ ماہ کی بحث وجمحیص کے بعد میر نظام علی اورمر ہیئے حکمر انوں کے مابین جنگ کی تفصیلات اور مال غنیمت کی تقسیم کے متعلق مجھوتہ ہو چکا تھااور ریڑاؤ میںا یک نے جوش وخروش کے ساتھ خوشیاں منائی جا ر ہی تھیں۔ حیدا آبا داور یونا کے ایک عام سیا ہی سے لے کر بڑے سے بڑے افسر

تک ہر خص کی آواز بیتھی کہاب کی سُلطان ٹیپو کے لیے چکے نکلنے کا کوئی راستہ ہیں۔ چند دن بعدا دگر دہے سکے افواج کا بیسلا بعظیم جنوب کی طرف روانہ ہوا۔ مرهٹوں کالشکراسی ہزارسواروں اور حیالیس ہزار پیادہ سیاہیوں پرمشتل تفااورمیر نظام علی کے جھنڈے تلے حاکیس ہزار سوار پچاس ہزار پیادہ سیا ہی تھے۔ نانا فرنونیس، میر نظام علی کی طرح انگریزوں کو بھی اس جنگ میں شامل کرنے کی ہر امکانی کوشش کر چکا تھا۔ کیکن انگر پر وں سے پرانے زخم ابھی تک مندمل نہیں ہوئے تھے اوروہ ٹال مٹول سے کام لےرہے تھے تا ہم نانا فرنولیس اور میر نظام علی کو اس بات كالفين تفاكه جب انكريزوں كواس بات كالفين موجائے گا كەسلطان مىپو ان کی لاتعدا دنوج کامقابلہ جیں کرسکتا تو وہ میسور کی تقییم میں تھے دار بننے کے لیے بلا تو قف میدان مل کوری ہے گے۔ ایونا اور حیدر آباد میں مگری وں کے ایجنٹ كاصرف اس وفت تك احز ام كرك في جب تك كيسورى دفا ع قوت باقى --میر نظام علی خاں اپنی فوج کی کمان تہور جنگ کوسونپ کر حیدرآ با دواپس چلا گیا۔نانا فرنولیں کوبھی زیا دہ عرصہ کے لیے بونا سے غیر حاضر رہنا پیند نہ تھا۔پیشوا کے دربار میں اس کے کئی حریف موجود تھے۔لیکن مر ہٹائشکر میں بدولی پھیل جانے کے ڈرسے اس نے پچھ صدکے کیے بونا جانے کا ارا دہ بدل دیا۔ شہبازخاں تنویر کولانے کے لیے ادھونی گیا ہوا تھا اوراس کے والدین گزشتہ آ ٹھ دس روز سے سخت پر بیثانی کی حالت میں اس کا انتظار کررہے تھے۔ایک دن شہباز خاں کا پیتہ کرنے کے لیےا کبرخاں نے گاؤں سے دوسوار روانہ کیے کیکن چند تھنٹوں کے بعدایک سوارواپس آگیا اوراس نے بیکہا کہ شہباز خاں اور تنویر ہمیں

راستے میں ہی مل گئے تھے اور تھوڑی دیر میں گھر پہنچنے جائیں گے۔ سہ پہر کے وقت شہبارخاں ایک مخضر سے قافلے کے ساتھ پینچے گیا۔کہار تنوبر کی ڈو لی رہائش مکان کے صحن میں لے گئے ۔جہاں گاؤں کی عورتوں کاایک ججوم جمع ہو چکا تھا۔ تنویر کجاتی ہشر ماتی اور تمثق ہوئی ڈولی سے اُنزی اور گاؤں کی عورتیں آگے بڑھ بڑھ کرا**ں سے گلے مل**ے کلیں۔شہباز خال کچھ دیر مکان کے مردانہ جھے میں اپے باپ سے باتیں کرنا رہا اور جب گاؤں کی عورتیں اپنے اپنے گھروں کو چلی سنیں او وہ اپنی ماں کوسیام کرنے ہے لیے رہائش مکان میں داخل ہوا۔ بلقیس ، تنویر اور ثمینا یک کرے میں بیٹی ہو فاقیں بلقیس نے اسے دیکھتے ہی شکایت کے لیجے میں کہا۔ بیٹاتم نے ہمیں بہت ہی پریشان کیا۔ اگر دھونی میں تنہاراا تناہی جی لگ گیا قان میں از کر اور کی شہباز کے مال کے تربیب میکھتے ہو ہے کہا۔ ای جال تو یہ سے بوجے میں بے قصور ہوں ۔ بیا یک مجبوری تھی ورند میر انٹین وان سے زیا دہ و ہاں تشہر نے کا ارا دہ کیا مجبوری تھی؟ ماں نے یو چھا۔ شہباز خاں نے جواب دینے کی بجائے ثمینہ کی طرف دیکھا اور کہا۔ ثمینہ تم

با ہر جاؤ میں امی سے چند ہاتیں کرنا جا ہتا ہوں۔ شمینہ سرایا احتجاج بن کراٹھی اور منہ بسورتی ہوئی کمرے سے باہر لکل گئی۔

یہ رپ ہوں گ شہباز خال نے قدر سے تو قف کے بعد کہا۔امی جان آپ بیہ وعدہ کریں کہ آپ مجھ سے خفانہیں ہوں گی۔

بلتفیسن نے کہا۔ بیٹا مجھے یقین ہے کتم نے کوئی ایسی بات نہیں کی ہو گی جس

ہے تمہارے والدین کوشر مسار ہونا پڑے ہم پریشان کیوں ہو؟ شهبازنے جواب دیا۔امی جان صرف میڈرہے کہ جب ابا جان کو پتا چلے گانو و ہ بہت خفا ہوں گے ۔ میں ____ میں دھونی کی فوج میں شامل ہو چکا ہوں _ بلقیس کاچېره احیا نک زرد پر گیا ۔وه کیچھ کہنا جیا ہتی تھی کیکن اس کے حلق میں آواز نہ تھی۔ شہباز خال نے کہا۔ امی جان خدا کے کیے میری طرف اس طرح نہ دیکھیے۔میرے کیے اس کے طبخہ نا قابل برداشت تھے۔میں پنہیں سُن سکتا تھا کہ میرے ابا جان جنگ کے ڈرتے ہیں۔ میں خالو جان اور ان کے رشتہ داروں کی باتوں ہے کیے وں کرتا تھا کہ وہ میں بر دل جھتے ہیں۔ بلقیس کاچرہ غصے سے متمال خوااور اس نے کہا۔ شہباز! حیدا آباداورادهونی کی سسى مار كالال تتبيار ك ابا كو بُرو د في كاطعة جيس د ب سكتا دوه لوك البحى تك زنده ہیں جنہوں نے پاٹی بٹ کے بیدان بر ان کی تُرات اور مردا کی دیکھی ہے۔ بناؤ

تمہارے خالونے کیا کہاتھا؟ خالوجان نے پیچنہیں کہاای جان وہ صرف اس بات پر انسوس کرتے ہے کہ ابا جان جنہیں کسی بڑی نوج کاسپہ سالار ہونا چاہیے تھا۔ اب صرف ایک کسان کی زندگی پر قناعت کر چکے ہیں۔

تمہارے ابا جان ہیں سال کی عمر میں ادھونی کے سپہ سالار سے زیا وہ جانتے

امی جان جہاں تک میرے نوج میں بھرتی ہونے کاتعلق ہے، خالوجان اس معاملے میں بےقصور ہیں۔ بیمیرا اپنا فیصلہ تھا۔ان کے خاندان کا ہر نوجوان نوج میں ملازم تھا۔کئی ایسے تھے جوعمر میں مجھ سے بہت چھوٹے تھے۔ جب میں ان سے

ملتا تھا تو ان کاسوال یہی ہوتا تھا کہتم فوج میں بھرتی کیوں نہیں ہوتے ۔ تنویر سے یو چھے لیجھے۔ان کے خاندان کی *اڑ کیاں تک مجھے سے ند*اق کرتی تھیں۔ بلقیس نے کہا۔اورتمہاری غیرت جوش میں آگئی ۔مگرتم بھول گئے کہتمہارے باپے کے کیے تمہاری میر کت متنی تکلیف دی ہوگی۔ تنورینے کہا۔امی جان ۔ بھائی اس معاملے میں بےقصور ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کرفوج میں بھرتی ہو آنے کافیصلہ کرئے سے پہلے دوتین راتیں وہ سو نوج کی ملازمت کے متعلق تنہاری خالہ جان کوتمہارے ایا کے خیالات معلوم تصان كايد زخ قا كده الصيحاتين ا می جان نہوں نے سمجھایا تھا۔ انہوں نے بہت مخالفت کی تھی کیکن ان کے گھر کا ماحول ایسانقا کے بھائی جان کی جگہ اگر میں ہوتی تو جھے بھی یہی فیصلہ کرنا رہ تا۔ ابا جان جب بہاں ہجرت کرئے آئے مخطوع الات اور تھے کیکن اب دھونی ہے کسی یڑے خاندان کے لڑے کیلئے تو جی ملازمت سے افکار کرناممکن ہیں۔ بلقیس نے کہا۔اب اس مسئلے پر بحث کی ضرورت نہیں۔شہبازتم ایک علطی کر چکے ہواور مجھے بیمعلوم ہیں کہاس غلطی کا گفارہ کیا ہوسکتا ہے۔تمہارے اباجان کے کیے یقیناً بیہ بات نا قابلِ برداشت ہوگی۔ وہ شہیں کسی صورت نوج میں شامل ہونے کی اجازت نہیں دیں گے۔ شہبازنے کہا۔امی جان میں بھرتی ہو چکا ہوں ۔اب شامل نہ ہونے کاسوال ہی پیدانہیں ہوتا۔ وہ مجھے گر فتار کر کے لیے جائیں گے ۔خدا کے لیے ابا جان کو سمجھانے کی کوشش سیجھے۔اوراگر آپ بیمحسو*ں کر*تی ہے کہ آپ اس مسئلہ میں سیجھ

نہیں کرسکتیں نو خاموش رہیے۔ میں ادھو نی جا کران کی خدمت میں خط لکھ دوں گا۔ پھر جب تک ان کاغصہ فرونہیں ہوگا۔ میں گھرنہیں آؤں گا۔لیکن بیہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ جب ادھونی کا ہرنو جوان نوج میں شامل ہو چکاہے۔خالو جان اور ہاشم بیگ بھی نوج میں ملازم ہیں تو میرے نوج میں شامل ہوجانے سے کون ہی قیام آجائے گی۔ابا جان اس حقیقت ہے انکا رہیں کر سکتے کہ ہم مہابت جنگ کی رعایا ہیں اور انہیں ادھونی کی هفاظت کے کیفوج کی ضرورت ہے۔ بلقیس نے جواب دیا۔ بیٹامیرے سمجھانے سے چھیس ہوگا۔ مجھاس مسل میں صرف ایک ماں کا فرض ا دا کتا ہے۔ میں اب بیکوشش کروں گی کے میرے بیٹے اور میرے شوہر کے درمیان کونی دیوار حائل ناہو جائے۔ کین جب تک میں تهارے بائے کے بیکرلوں مہیں بیات کی برطا برہیں کرنی جا ہے۔ ا گلےروزی کی فناز کے فعول کی در بعد کیر خان دیوان خانے سے ایک مرے میں بیٹا ہوا تھا۔شہباز خال جمجاتا ہو کرے میں واخل ہواور چند تاہے تذیذ باور یریشانی کی حالت میں اس کے سامنے کھڑا رہا۔ بالآخر اس نے کہا۔ ابا جان آپ نے بچھے بلاما ہے۔ ا کبرخاں نے اس کی طرف دیکھے بغیرا یک کری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ بیٹرجاوُ!شہبار بیٹرگیا۔باپ کے تیورد مکھروہ اینے دل میں انتہائی نا خوشگوار دھڑ کنیں محسوں کرنے لگا۔ا کبرخان نے اچا تک گر دن اٹھائی او راوراس کے چہرے پرِنظریں گاڑتے ہوے کہا۔شہبار روہیل کھنڈ میں ہمارے قبائل کا بیہ رواج تھا کہ

جب کسی سر دار کا بیٹا اپنی مہم سے کامیاب ہو کرلوٹنا تھا تو اس کے قبیلے کے تمام لوگ خوشیاں مناتے تھے بتم اپنے خیال کے مُطابق ادھونی میں ایک بہت بڑا کارنا مہر

انجام دے کرائے ہواورمیرے قبیلے کے لوگوں کوخبر تک نہیں ہوئی۔ میں تمہیں میہ بنانا چاہتا ہوں کہ بیلوگ اپنی غریب الوطنی کے باوجود مجھے اپناسر دار سمجھتے ہیں اور میری خوشی اورغم میں شریک ہونا اپنا فرض خیال کرتے ہیں ۔جب انہیں بیہ پیتہ جلے گا کے میرے بیٹے نے انہیں اپنی زندگی کی پہلی کامیا بی کی خوشی میں شامل ہونے کے قابل نہیں سمجھانو انہیں کتناافسوس ہوگا۔ اكبرخال كابدا نداز تفتكوشهباز كي ليي نيا تفا اوروه استمهيد كوايك بهت بڑے طوفان کا پیش خیمہ بھے رہا تھا۔ا کبرخاں نے اچیا تک اپنا کیجہ بدلتے ہوئے کہا۔ عمهیں ادھونی کی فوج کے عہدہ داروں کی قسمت پررشک آتا ہوگا اوراب شایدتم سے سبحقتے ہو گئے کیٹم شیرون کی صف میں گھڑ ہے ہو گئے ہولیکن میں بیہ کہتا ہوں کہتم ان گیٹرروں کے ساتھ جا بلے ہوجنہیں پیٹ کھرنے کے لیے جیٹ کی لاش کی تلاش ہوتی ہے۔رویل گھنٹر سے بجرت رہ کے بعد میری زندگی کی سب سے بردی خواہش میتھی کہ ہمارے قبیلے کے لوگوں کو ایک ایسی جائے پناہ مل جائے جہاں میہ

محنت مشقت کرکے اپنا پہیٹ یال سکیں معظم علی نے ہمیں میسور میں آباد ہونے کی وعوت دی تھی کیکن انگر ریزوں ، سرہٹوں اور میر نظام علی کی جارحانہ عز ائم کے باعث میسور کامستقبل اس وفت مجھے غیریقینی نظر آتا تھا اور میں روہیل کھنڈ کی تباہی دیکھنے کے بعدان لوگوں کو جنگ کی آگے ہے دُور رکھنا جا ہتا تھا۔ میں بیہاں اس شرط پر آبا د ہوا تھا کہ مجھے حیدر آبا دیاا دھونی کی فوج کے کیے کرائے کے سیا ہی مہیا کرنے پر مجبور خہیں کیا جائے گی۔لیکن تم نے اب بڑھاہیے میں مجھے بیاحساس ولایا ہے کہ میرا فیصلہ غلط تھااوراس ملک میں سلامی کاراستہ وہی تھا جومعظم علی نے اختیا رکیا تھا۔اُن کے باس اتنا کیجھ تھا کہوہ کسی گوشہ تنہائی میں بیٹھ کرخوش حالی اور فارغ البالی کے دن

بسر کر سکتے تھے لیکن وہ سر نگا پٹم گئے اور حیدرعلی کی فوج میں بھرتی ہو گئے۔ بیہ جانتے ہوئے کہ میسور میں آزادی کی ہرسانس کے بدلے انہیں اپنی زندگی کی لاتعداد راحتیں قربان کرنی پڑیں گی۔ جب میں نے ان کی اور ان کے دوبیٹوں کی شہادت کی خبر سن تھی تو میں بیمحسوں کرتا تھا کہ کاش و ہسر نگا پٹم جانے کی علطی نہ کرتے لیکن آج مین بیسمجھتا ہوں کہوہ جان کئی کے وقت بھی الیی تکلیف محسوں نہیں کرتے رہے ہوں کے جواس وقت مجھے محسول مور ہی ہے۔ وہ جس موت کی تمنا کرتے تھے وہ میری زندگی ہے ہزار گنا بہتر تھی۔اس وفت ان کی ژوچ کو پیسکین ہوگی کہان کے باقی دوبیوں نے بھی وہی استداختیار کیا ہے جوانہیں عزیز تھا تم اگرادھونی کی نوج کے سیالار بن جاور تو بھی میں مرتے وقت میں محسوں کروں گا کہ میں اس دنیا میں کوئی قابل فخر یا دگا زمیں جھوڑ سکا۔ میں اپنی جو پوشی خدا کی راہ میں نہیں لٹا سکا۔وہ جھے چوروں ڈاکووں نے جین کے جہتے جاتواور ہاشم بیک کود کھے کر سیای بنے کے لیے بے تاب سے اور میری زندیگ کی دوسری علطی بیتھی کہ میں نے ا یک ایسے خاندان میں تنویر کارشتہ کر دیا جس کااولین فرض ا**س ملک می**ں اسلام کے بدر ین دشمنوں کے کیے کرائے کے سیا ہی مہیا کرنا ہے۔ کیکناب بحث ہے کوئی فائدہ نہیں تم جوقدم اُٹھا چکے ہووہ واپس نہیں لے سکتے۔ میں بیگوا رانہیں کروں گا کہاب خمہیں بز دلی کا طعنہ دیں۔ مجھے بیمعلوم نہیں کہتم نے جوراستہ اختیا رکے اہے اس کی ہمخری منزل کیا ہوگی کیکن کاش تم اس باپ کی ہے بسی کا انداز ہ لگا سکتے جس کا ہیٹا میدانِ جنگ میں لڑ رہا ہواورو ہ اس کی فتح کے کیے ہاتھا ٹھا کر دعا بھی نہ کرسکتا ہو۔آج تمہاری ماں میرے یاس سفارش لے کر آئی تھی اوراس نے مجھے سے بیالتجا کی تھی کہ میں تم پر خفا ہونے کی بجائے تمہاری

کامیا بی کے لیے دُعا کروں لیکن جب میں نے اسے بیجواب دیا کہ شہبازا دھونی کی فوج کاملازم ہےاورادھونی کی فتح ان مقاصد کی شکست ہوگی جن کے کیے معظم علی اوراس کے بیٹو ں نے جان دی تھی۔ کیاتم بیدؤ عا کرسکتی ہو کہسی دن تمہارے بیٹے کے ہاتھ انوراور مُرا د کے خون ہے رنگے جائیں تو اس کے پاس میری بات کاکوئی جواب نہ تھا۔وہ صرف میہ کہ کرایے دل کوسلی دینے کی کوشش کررہی تھی کہ د کن اورمیسور میں جنگ نہیں ہوگی ۔ تیل نہیں سوچ سکتی کے میر نظام علی مرہٹوں اور انگریزوں ہے اسا ہے چیکسور پر چڑھائی کردے گا۔ شہباز خال کے جسم پر کیکی طارہ ہو چکی تھی۔اس نے ملتی اواز میں کہا۔اباجان جب میں بھرتی ہوا تھا تو میرے ذبین میں اس تشم کے سوالات نہیں تھے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں معظم علی ہے بیٹو گ کے خلاف یا تھے بیس گھاؤں گا۔ ا كبرخال عِلليا _ فلداك كيا ين التن عدر وتم فوج عن هرتي موت وقت مہابت جنگ اور نظام کی وفا داری کا حلف اٹھا چکے ہو۔ اور میں تنہیں غداری کی ترغیب نہیں دے سکتا۔ میں جانتا ہوں گئم نے صرف کسی کے طعنوں سے تنگ آکر فوج میں بھرتی ہونے کا فیصلہ ہیں کیا۔ بلکتہ ہیں ایک مدت سے اس بات کا شوق تھا۔تم طاہر بیگ کے خاندان کے لوگوں کی نظروں میں اُونیجا بننے کے لیے کسی لڑائی میں حصہ لینے سے در لیغ نہیں کرو گے ہتم آج سے ادھونی کی فوج کے سیاہی ہواور میں آئند ہمہیں بھی بیسو چنے کی دعوت نہیں دوں گا کہتم میرے بیٹے ہو۔آج سے ہارے رائے مختلف ہیں۔ ثمینهٔ کمرے میں داخل ہوئی۔شہبازی ایکھوں میں آنسو دیکھراس کیلئے صورت حالات کا اندازہ کرنا مشکل نہ تھا۔اس نے آگے بڑھ کرا کبرخاں کا بازو

پکڑتے ہوئے کہا۔اباجان چلیے کھانا تیارہے۔ جب اکبرخاں نے کوئی جواب نہ دیا تو اس نے مُنھر بسورتے ہوئے کہا۔اہا جان۔ بھائی جان نے کیا قصور کیاہے؟ کے ختیں جاؤےتم یا ہر کھیلو! ثمینه آب دیده هو کرشهباز کی طرف متوجه هو ئی۔ بھائی جان آپ با ہر چلے جائیں۔اباجان آج بہت خفات ہے۔ پھروہ چند ٹامیم کبرخاں کی طرف دیکھنے کے بعد بعلی کر چلیے ابا جان کھانا مصندا مورما ہے اور آئی جان آب کا نظار کر ہی موں۔ اكبرخال في أحصارو سي يرت موع اين كودين بناليا اوراس نے اليخ نفي بالرواي في المدين وال ويالي الما شهبازخال السيفات كالمرس كررما تھا کیا ب طوفارن گزر پچکاہے۔ چھٹابا ب

نظام اورمرہٹوں کی افواج میسور کی طرف بڑھیں اور انہوں ہے شالی سرح کی بستیوں کو تا خت و تا راج کرنے کے بعد بادامی کا محاصرہ کرلیا۔ با دامی کی حفاظت کے لیے تین ہزارسیا ہی متعین تھے۔اتحادیوں کی فوج تقریباً تین ہفتے شہریناہ پر گولہ ہاری کرتی رہی کیکن اسے نصیل تو ڑنے میں کامیابی نہ ہوئی۔ ہا لآخر انہوں نے ۲۰مئی ۱۷۸۷ء کے دن پانغار کر سے فصیل پر قبصہ لانے کی کوشش کی لیکن جب جاروں طرف سے بزاروں خندق عبور کر کے سٹر هیوں کی مرد سے فصیل پر چڑھنے کی کوشش کرر ہے تھافو انہیں کی غیرمتو تع صورت حال کا سامنا کرنا پرا۔ میسوری فوج نے خندق کے آس باس جگہ جارود کی سرنگیں بچھا رکھی تھیں۔اجا تک ایک ہمت ہے بارودی کے دھا کوں کا سلسل شروع ہوا اور آن کی آت میں جا روں اطراف ے حملہ آورنوج کور دوهب اور وسویل کے باولوں کے اپنے انفوش میں لےلیا۔ حملہ ورسینکاروں لاشوں اور زخیوں کو نصیل کے اس بیاس چھوڑ کرسر اسمیگی کی حالت میں پیچھے ہٹے کیکن تھوڑی در بعدوہ دوبارہ فصیل پر بلغار کر رہے تھے۔شہر کے محا فظوں نے بڑی ہمت سے مقابلہ کیالیکن حملہ آوروں کے سیاب کے آگے اُن کی پیش نہ کی گئی۔وہ اپنی ہندوقوں ہنگینوں، نیز وں اور تلواروں سے نصیل پر جڑھنے والوں کا راستہ روک رہے تھے۔لیکن جہاں ڈشمن کا ایک آ دمی زخمی ہوکر بگرتا وہاں دس اور اُس کی جگہ لینے کے لیے موجود تھے تھوڑی دیر میں شہریناہ کے گئی حصوں پر دتثمن كاقبضه ہو چكا تفااورميسوركے جانبازگليوں ميں لڑتے ہوئے تعلے كى طرف ہث رہے تھے۔ جب بیالوگ قلع میں داخل ہورہے تھے تو رشمن نے بوری شدت کے ساتھ حملہ کر کے دروازے پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ کیکن قلعے کی فصیل ہے

شدید گولہ باری کے باعث انکی پیش نہ گئی۔حملہ آوروں نے بے دریے یلغار کرکے قلعے کی فصیل پر چڑھنے کی کوشش کی لیکن میسور کے جانبازوں نے اُن کے حوصلے خاک میں ملادیے۔نظام اور پیشواکے شکر کوقریباسولہ سولاشیں چھوڑ کر پسپا ہونا پڑا۔ یہ قلعے کے محافظوں کایا ک بہت بڑا کارنامہ تھا لیکن دشمن کی تعداد کے پیشِ نظر اُن کے کنادارکواس بات کا احساس تھا کہوہ زیادہ دیر مقابلہ نہیں کر سکتے۔ قلعے کی فوج جن تالاب سے یانی حاصل کرتی تھی ہوہ شہرے میں تھا اور دشمن نے شہر پر قبضہ کر تے ہی یانی بند کردیا تھا جب یانی کی قلت کے باعث کی آدمی ہلاک ہو گئے اور كما تداركواس بات كاليقين موكيا كه استده چندون ميں است كوئى كمكن بيس مل سكتي تو اس نے اپنے بیاہیوں کی جان مخشی کی شرطر قلعہ دائمن کے حوالے کر دیا۔ بادای کی فتح کے بعد مانا فرنو میں میں افواج کی فیادت ہری بنت کے سير دي اورخود پوياچلا گيا - بري پيت ئے گندر گرھ کے قلعے پر حمله کيا - بي قلعه کافي مضبوط تفالیکن میسور کے ایک ممک حمل میں فشر کے وہمن سے رشوت لے کر قلعہ کے دروازے کھول دیے۔ اس ہے قبل مرہٹوں کا ایک شکر گنیش پنت کی قیا دت میں کٹھور کے قلعے پرحملہ کرچکا تھا۔لیکن یہاں ان کامقابلہ ٹیپو کے نامور سپہ سالار ہر ہان الدین کے ساتھ تھا۔ برہان الدین نے مرہٹوں کو ہے دریے شکستیں دیں۔ یونا کی حکومت نے کلوجی ،ہلکرکوایک شکر جرار کے ساتھ گنیش پنت کی مدد کے لیے پیش قدمی کا حکم دیا۔ ہلکرنے براوراست کٹھورکے قلعے پر حملہ کرنے کی بجائے آس باس کے علاقوں میں گو ٹ مارشروع کردی۔ا*س*

ا ثناء میں شاہنو رکا نواب عبدالحکیم ا خان سلطان کے ساتھ غداری کر کے مرہٹوں کے ساتھ مل گیا اورمل کراور تنیش پنت کی افراج کٹھورا کا محاصرہ حچھوڑ کر اینے نئے اتنحا دی کومد دو سینے کی نبیت سے شاہنور کی طرف بروصیں۔ بر ہان الدین نے مرہٹوں کا پیچھا کیا اور شاہ نور کے قریب ان پر حملہ کر دیا لیکن نواب شاہ نور اور مرہٹوں کی متحدہ طافت کے سامنے اس کی پیش نہ گئ اوراسے پیچھے ہٹمنا پڑا۔اس کے بعد مرہٹوں نے کھور اور میصفور کے اصلاع کے چند فلعوں پر قبضہ کر لیا۔ برہان الدین کے باس آئی فوج نہ تھی کہوہ تھلے میدان میں دھمن کا مقابلہ کر سکتا۔ وہ کمک چنچنے تک ما فعاند کرین جنگ ہے وشن کومختلف محاذوں پرزیا کوہ سے زیادہ در الجماني كم في وثال ما انھی ایا میں نظام اور مربٹوں کی شد پارکورگ سے جنگونا تر دوبارہ بعاوت کر چے تھے اورسلطان تیبولوشال مجاوی طرف توجد نے سے پہلے ان کی طرف توجہ دین ریری۔ کورگ کی بخاوت فروکر کے بعد سلطان بنگلور پہنچا اور وہاں ہے اس نے شال کی طرف پیش قدمی کی۔ بنگلور سے روانہ ہوتے وفت اس کے ساتھ جا لیس ہزارجانباز تھے جوکئ میدانوں میں مردائگی کے ے حیدرعلی نے ۲ ۷۷ء میں عبدالحکیم خال کومر ہٹوں کے ساتھ ساز باز کرنے کے جرم کی سزا دینے کے لیے شاہنور پر قبضہ کرایا تھا لیکن اس کے بعد عبدالحکیم سے ا

 مضبوط بنانے کے کیے اپنی صاحبز ا دی کی شادی اس کے بڑے بیٹے کے ساتھ کر دی تھی اورا پنے بڑے بیٹے کریم صاحب کارشتہ نواب شاہنور کی بیٹی کے ساتھ کر دیا تھا۔اس کےعلاوہ حیدرعلی نے شاہنور کی سلطنت کاوہ حصہ بھی جومر ہٹوں نے چھین لیا تھا۔ فنخ کر کے نواب عبدالحکیم کے حوالے کر دیا۔لیکن نواب شاہنورنے ان احسانات كالدله بيدديا كهجب اسےاں بات کا یفین ہو گیا کہا ہمیسور پر نظام اور مرہوں کے لشکر کی فتح میتنی ہے نواس نے سلطان ٹیپو کے خلاف بعناوت کروی " جوہر دکھا تھے۔ سے۔ رائے میں مختلف مقامات پر باج گرز ارسر داروں اور باليكارون كريت ان كے ساتھ شامل ہوتے گئے۔برسات كاموم شروع ہونے والانتها اور سلطان نبیوم ہوں کی رسد اور کیک کے راستے مسدود کرنے کے لیے عديون، نالون اور درياؤن في طغانيون في العالم واصل مناحا بهنا تفا_ حيدرآ بإ داور بونا كي اقواج كے سالاروں کو پيفتين تھا كەسلطان كا اولين مقصد ہر ہان الدین کی اعانت ہے کیکن آیک دن پونا اور دکن کے حکمر ان جیرت و استعجاب کے عالم میں پینجرس رہے تھے کہ شیرِ میسور کی افواج ادھونی کے دروا زے یر دستک دے رہی ہیں ۔ا دھونی کا گورز مہابت جنگ نظام کا بھتیجا بھی تھا۔اور داما د بھی۔ سلطان ٹیپو جیسے جہاں دیدہ سیاہی کے لیے بیا ندازہ لگانا مشکل نہ تھا کہ میر نظام علی تنگھد رہ کے جنوب میں اپنامضبوطر بن قلعہ بیجانے کے کیے فوراً اس طرف متوجه ہو گاجب سلطان کی افواج ادھونی کے قلعہ پر گولہ باری کررہی تھیں نے مہابت جنگ کے ایکی نظام اور پیشواکے دربار میں بیفریا دکرر ہے تھے کہا دھونی کی حفاظت کا مسئلہ دکن کے حکمران خاندان کی عزیت اورو قار کا مسئلہ ہے۔

مہابت جنگ نے تباہی سر پر دیکھی تو ایک خطیر رقم پیش کر کے سلطان کوٹا لئے کی کوشش کی کیکن سلطان ٹیپونے اس کے ایکچی کوجواب دیا کہ اگر مہابت جنگ میری دوسی کاطلب گارہے تو اسے خودمیرے پاس آنا جا ہے۔اگروہ مرہٹوں کاساتھ چھوڑ دے نومیریاں کے سات کوئی عداوت خبیں کیکن مہابت جنگ کونظام اور مرہوں سے اعانت کی بوری اُمید تھی اوراس کا مقصد صرف بیقفا کے سلطان کو چندون کے لیے جنگ ملتوی کرنے پر آمادہ کیاجائے سلطان ٹیپوکو بھی اس بات گا پورایقین تھا کہ نظام اور مرجعے اُدھونی کوخطرے میں و کی کرخاموش نبین بیٹیسیں کے اس کیے وہ مہاہت جنگ کو کمک پہنچنے سے پہلے پہلے الران برقط المان ا طاہر بیگ کی بیوی عظید اور اس کی بیوشوریا ہے عالیشان مکان کی دوسری منزل کے ایک کمرے میں دریجے کے سامنے کھڑی تھیں۔ شہر میں جاروں اطراف سے نو یوں اور بندوقوں کے دھاکے سنائی دے رہے تھےاو رفضا میں دھوئیں کے با دل چھائے ہوئے تھے۔زینے پرکسی کے باؤں کی آ ہٹ سنائی دی اوروہ دم بخو دہوکر دروازے کی طرف دیکھنے لگیں۔ ہاشم بیگ ہاغیا ہوا کمرے میں داخل ہوا اوراس نے کہا۔'' ابا جان کا حکم ہے کہ میں آپ کو قلعے کے اندر پہنچا دوں۔ شہر پر دشمن کا دبا وُبرُ ھ رہاہے آپ میرے ساتھ چلیں نوکر سامان لے کرآ جا ٹینگے ،عطیہ نے کہالیکن تمھا رے ابا جان تو کہتے تھے کہ شہر کو چند ہفتوں کے لئے کوئی خطرہ نہیں؟ ہاشم بیگ نے کہا امی جان آپ جلدی کریں آپ کا وہاں جانا اس کئے بھی ضروری ہے کہ شہباز خان زخمی ہو گیا ہے

اس کی دیکیے بھال کے لئے کسی اچھے طعبیب کی ضرورت تھی اس لئے ہم نے اسے گھر لانے کی بجائے قلعے کے اندر پہنچادیا ہے۔ عطیہاور تنویر پچھ دہریسکتے کے عالم میں ہاشم بیگ کی طرف دیکھتی رہیں بالآخر تنور چلائی،خالہ خان آپ کیاسوچ رہی ہیں خدا کے لئے جلدی سیجیے پھراس نے ہاشم بیگ پرسوالات کی بوجھا ڑکر دی بھائی جان کب زخی ہوئے؟ ان کی حالت اب کیسی ہے؟ خدا کے لئے بچھے بتائے وہ زندہ ہیں نا؟ ہاشم نے جواب دیا ابھی وشمن کی گولہ باری کے باعث شہر کی فصیل کا ایک برج گریرا انتفااوروہ بیچے آگئے تھے جم نے آخیں اینٹوں کے ڈعیر سے نکالاتو ان کےسر اور ماتھے سے خون بدر باتھا اب وہ ہو تی میں ہیں جراح کا خیال ہے کہ ان کے زخم زیاده شدیدنی اوروه به جلدا محصر وجائی کے۔ تھوڑی دار بعد عظیہ ور تولیا تھے گئے لیے کہ ہے تاریخی ہو کی تھیں شہباز خان بس_{تر بر}کیتا ہوا تھا۔ اوراس کے سرچر پئی بندھی ہو کی تھی خون بند نہ ہونے کے باعث اس کے ماتھے پر یکی کا کچھ حصہ سرخ ہو چکا تھا شہباز کاچہرہ ایک نا قابل بر داشت جسمانی افیت کا آئینه دارتها تا هم وه بار باریه که رما تها تنویر میں ٹھیک ہوں میں بالکلٹھیک ہوں شمصیں پریشان ہیں ہونا جا ہئے۔

تھوڑی در بعد اس نے بانی مانگا تنور جلدی سے اٹھ کر بانی کا کٹورا لے آئی عطیہ نے اسے اٹھنے کے لئے سہارا دیا۔شہباز نے ہاتھ بڑھا کرکٹورا پکرنے کی کوشش کی کیکن اس کاماتھ سیدھا کٹورے کی طرف جانے کی بجائے اِ دھڑا دھر بھٹک رہا تھا تنوبر نے اپنی خلہ کی طرف دیکھا اور بڑی مشکل سے اپنے سسکیاں بند کرتے ہوئے یانی اس کے منہ سے لگا دیا یانی پلانے کے بعدعطیہ نے اس کاسر تکھے پرسر رکھ

کرسسکیاں لینے لگی۔شہباز نے اس کے سر پر ہاتھ پیرنے کے بعد مسکرانے کی كوشش كرتے ہوئے كہا خالہ جان اسے تمجھائيئے ديكھيے ميں بالكل ٹھيك ہوں تنور نے کہا بھائی جان آپ مجھ سے کوئی بات چھیانے کی کوشش نہ کریں میں آپ کی بہن ہوں مجھے اسی وفت معلوم ہو گیا تھا جب میں کمرے میں داخل ہوئی كيامعلوم هو گيا تفاجه هميا و نيار جم جو كها بهائي جان آپيدي آمکيس -شہباز نے چند تانے کوئی بات ندی۔ بالآخراس نے جا۔ تنور سرے زخم کے باعث بمی بھی میری انکھوں کے سامنتار کی چھاجاتی ہے سکین طبیت کہتا تھا کہ بيكونى خطر مى بات مين _ ديلهواب مين كري يرجز ديكها ما مون _الهركر ير برامي المحالية الم عطیہ نے کہا۔ بین سر پرزم ان ہے جی کی این حالت ہو جاتی ہے ہمسیں حوصلے سے کام لینا جا ہیے۔ شہبازنے کہا۔ تنویر مجھ سے وعدہ کرو کہتم الباجان کومیرے زخمی ہونے کی خبر نہیں دوگی۔ میں نہیں جا ہتا کہ وہ مجھےاں حالت میں دیکھیں۔ مجھے یقین ہے کہ میں بہت جلدٹھیک ہوجاؤں گا۔طبیب نے مجھے بہت تسلی دی ہے۔ شام کے قریب طاہراور ہاشم بیگ کمرے میں داخل ہوئے۔ شہبازنے ان کے قدموں کی آہٹ یا کر آئکھیں کھولیں اور کہا۔'' خالہ جان اب میری آئکھیں ٹھیک ہوگئی ہیں ۔ دیکھیے میں خالوجان اور ہاشم بیگ کود کیھ سکتا ہوں ۔'' طاہر بیگ نے آگے بڑھ کر ایک گری پر بیٹھتے ہوئے کہا۔" شہباز میں

تمہارے لیے بہت اچھی خبر لایا ہوں۔ تہور جنگ اور ہری پنت حاکیس ہزار سواروں کے ساتھ بہاں پہنچنے والے ہیں۔اس کے علاوہ حضور نظام نے حیدر آباد ہے مغل علی خاں کو بچپیں ہزارسواروں کے ساتھ روانہ کر دیا ہے۔میسور کی فوج بہت جلدمحاصرہ اُٹھانے پرمجبورہوجائے گی۔'' لیکن شہباز کے لیےاں خبر کی کوئی اہمیت نتھی۔اس نے سرایا احتجاج بن کر کہا" خالوجان طبیب کوبلا میری آنگھوں کے سامنے پھر اندھر اچھار ہاہے۔" ن سلطان ٹیپونے تہور جنگ ہری پنت اور مغل علی خاں کی افوارج کی آمد کی خبر تنی تو اس نے رحول پر فورا قبض کرنے کے لئے چند شدید حملے کیالیان ارهونی کے دفا می استحکامات کے باعث اسے کامیانی میں ہوئی کھی جے بنتھ ہزارسواروں کا لشکر ادھونی سے قربیب بھٹے کیا تو سلطان نے شہر پر فیضہ کرنے کا ارادہ ملتو ی کر ہے ان كاراستەرە كىنى كوشى كىلىسىدىدە كىنى كوشى كىلىسىدىدە كىنى كوشى كىلىسىدىدە كىنى كىلىسىدىدە كىلىدىدىدىدىدىدىدى نظام اورمرہٹوں کی فوئی مداخلت نے اگر چہسلطان ٹیپو کوا دھونی کے قلع پر فیصلہ کن ضرب لگانے کاموقع نہ دیا۔لیکن اس کی ایک بہت بڑی جنگی حیال کامیاب ہو چکی تھی۔اس نے دشمن کے لئے ایک نیا محا ذکھول کراس کی بیشتر ا فواج کوعین اس وفت عریائے تنگبھد رہ عبور کے ہو گئے پڑھنے پر مجبور کر دیا تھا۔ جب کہ برسات شروع ہونے کوتھی اتحا دی اگر اپنے جنگی پلان پرعمل کرتے تو وہ دریائے تنگیحد رہ کے باررسداور ہارو دکے ذخیر جمع کرتے اہوایے فوجی اڈے قائم کرنے سے پہلے جنوب کی طرف نہ بڑھتے لیکن اب وہ ضروری انتظامات کئے بغیر آگے آ چکے تھے۔ برسات کی آمد آمدتھی اور تنگبھد رہ اور کر شناکے درمیان بیشتر علاقہ جہاں ہے انہیں

طغیانی کے دنوں میں رسد ملنے کی امید ہوسکتی تھی ابھی تک سلطان کی افواج کے قبضہ میں تھا۔ ہری پنت اور مغل علی خال نے بیم محسو*ں کرتے ہوئے کہ برس*ات کی طغیانیوں کے باعث ان کے لئے رسداور کمک کے راستے بالکل مسدور ہوجا تیں گے۔مہابت جنگ کو بدیپیغام بھیجا کہوہ اینے اہل وعیال کوا دھونی ہے نکال کررا پچو ر پہنچ جائے مہانے جنگ نے ادھونی کے امرا سے مشورہ کرنے کے بعد پری پنت کی ہدایات برعمل تھا چنانچہ ایک ون ادھونی کے قلعے کے دروازے بر ہاتھیوں، تھوروں یا ککیوں کی قطاریں دھڑی تھیں مہابت جنگ اور دوسرے روسااینے بال بچہوں سمعت ان پرسوار ہور ہے تھے جعن خواتین ڈولییوں پی سوار ہوکر قلعے ہے با ہرتکل ری تھی۔ قلعے کے اند رایک مکان کے جا دہ دمرے میں طاہر بیگ کے خاندان کے چندافرادی تھے۔شہباز خان استریر کیٹا ہوا تھااور تنوریسرایا التجابن کر طاہر بیک عطیہ اور خانان کی دوہری عوراواں سے کہدر ہی تھی خدا کے لئے بھائی جان کو سفر پر مجبور نہ سیجئے۔ طبیب نے آپ کے سامنے پیکہا تھا کہ اگر انھوں نے چند ہفتے چلنے پھرنے سے پر ہیز نہ کیاتو میٹمشہکے گئے بینائی سے محروم ہوجا کیں گے۔ طاہر بیگ نے کہا بیٹی فکرنہ کرو،اس بات کی پوری احتیاط کی جائے گی کہ انہیں راستے میں کوئی تکلیف نہ ہومیرے نوکرانہیں بستر سمعیت بیہاں سے اٹھا کر لے جا کیں گے۔ تنویر نے کہاخالوجان خداکے لئے اس بات پراصرار نہ سیجیے۔ مجھے معلوم ہے کہرائتے میں میمن ضرور مملہ کرے گا۔اور آپ کے لئے ان کی حفاظت ایک مسئلہ بن جائیں گے۔ طاہر بیگ نے کہالیکن جب میسور کی فوج شہر میں داخل ہو جائے گی تو ان کا کیا

میں میسور کے سپاہیوں کو جانتی ہوں وہ ایک زخمی اور بےبس انسان پر ہاتھ نہیں اٹھا ئیں گے۔

ایک عمر رسیدہ عورت نے کہا مرزا صاحب آپ کی بہو کا خیال درہے ہے شہباز کے لئے اس حالت میں سفر کرنا یقینا تکلیف کو ہو گااورا گران کی بینا کی چین جا نے کاخطرہ ہے تہ آپ اصرار ندھیجے پھرا گر آپ بیبال بیں تدان کے شہر نے میں کیا

حرج ہے۔ طاہر بیک نے کہااچی بینی کرتھ کا رایبی خیال ہے تہ جھے کوئی اعتراض نہیں

لیکن تم جلدی کرو قافلہ تنار کھر ہے۔ تنوریانے فیصلے کن اعداز میں جواب دیا آپ خالہ جان کو بھی دیجے میں یمیں

تنویر نے مطاب خواری اور میں جوات دیا آپ خالہ جان ہوت ہو ہے ہیں۔ رہوں گی میں بھائی جان کوائی حال میں جیسے چیوڑ سکتی انہیں میر ی ضرورت ہے شہباز جوانتہائی سکون کے ساتھے بچیت میں رہا تھا اٹھے کر بیٹھ گیا اور چلایا تنویر

محبت تمھاری قطعا جرورت نہیں خدا کے گئے تم نوراً خالہ جان کے ساتھ چلی جاؤ اس کے ساتھ ہی شہباز نے اپناسر دونوں ہاتھوں میں دبالیا تنویر نے جلدی سے آگے برھ کراہے بستر پرلٹاتے ہوئے کہا بھائی جان خدا کے گئے آپ لیٹے

شہبازنے کان میں کہا تنویر اگرتم پانچ منٹ کے اندر اندر یہاں سے نہ نکل گئیں تو میں پیدل قا جلے کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہوجاؤں گاخالہ جان اسے لے جائے ورنہ میں پاگل ہوجاؤں گا۔

عطیہ نے کہ اہیتی تنویراب جدنہ کروتمہں معلوم ہے کہ جب دشمن شہر پر قبضہ

کرے گانة تمھاریہاں تہز ان تمھائت بھائی کے لئے کتنا تکلیف دہ ہو گالیکن اگرتم خہیں مانتی تدمیں بھی یہس رہوں گی۔

خاندان کی عمر رسیدہ عورتوں کے سمجھانے اور شہباز سے مزید ڈانٹ ڈپٹ سئیکے بعد تنویر با دل نا خواسہ اپنی خالہ اور باقی عورتوں کاساتھ دیے پر آما دہ ہوگئی لیکن کمرے سے باہر نکلتے وفت اس کی آنکھوں کاسلاب پھوٹ پڑا۔

قافلی روائی کے صوری در بعد ہاشم بیگ اپنے ایس ہو طاہر بیگ سختے شہباز نیم خوالی کی حالت میں اپنے بستر پر لیٹا ہوا تھا اور ایک نو جسے طاہر بیگ اس کی تیار داری کے لیے جھوڑ کیا تھا۔ اس کی تیار داری کے لیے جھوڑ کیا تھا۔ اس کی تیار داری نے لیے جھوڑ کیا تھا۔ اس کے ستر سے چند قد دور فرش پر لیٹا خرائے لے دیا تھا۔ دور بر کی ہوئی اور اس نے نوکر کو کو اور اس نے نوکر کو کی اور اس نے نوکر کو کی صراحی اس کے بستر سے چند قدم افران کے بستر سے چند قدم افران کی طرف برطا میں تین جا رقدم افران نے بعد اس نے آہستہ قدم افران تاصراحی کی طرف برطا میں تین جا رقدم افران کے بعد اس نے سر میں درد کی ٹیسیں محسوں کیس اور اس کے ساتھ ہی اس کی آٹھوں کے سامنے تاریخی چھا گئے۔ تا ہم اس نے اس بے بسی کی حالت میں نوکر کو دو بارہ آواز دینا تاریخی چھا گئے۔ تا ہم اس نے اس بے بسی کی حالت میں نوکر کو دو بارہ آواز دینا

گوارہ نہ کیا۔ قدر بے نو قف کے بعد وہ سنجل کرقدم اٹھا تا ہوا آگے بڑھا اور پھر فرش پر بیٹھ کراپنے ہاتھوں سے صراحی ٹٹولنے لگا۔اچا نک اسے کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔

"كون ہے؟" اس نے كرب انگيز ليج ميں سوال كيا۔

اسے کوئی جواب ندملا۔ پھراس نے محسوس کیا کہ کوئی دیے یاؤں اس کے قریب آرہاہے اس کے بعد اسے صراحی سے بانی نکلنے کی آواز سنائی دی اور پھر کسی نے بھرا ہوا پیالہ اس کے منہ کہ لگا دیا۔اس نے ایک ہاتھ سے پیالہ اور دوسرے ہاتھ ے پانی پلانے والے کاماتھ پکڑ کرکھا۔''خدا کے لیے بتاؤ ہم کون ہو؟'' جواب میں اسے دنی دنی سسکیاں سِنائی دیں اوروہ یائی کا پیالہ فرش پرر کھ کر بلند آوازے چلایا۔" تنویز تنوریتم! آپ تم یہاں کیے آگھیں ؟ مسیساس وفت بهاہے کوسوں وُور ہونا جا ہے تھا! "۔ تنور نے دویارہ پیالہ اس کے منہ سے لگاتے ہوئے گیا۔ ' بھائی جان' آپ بہا یان ایل است منت سے العدائم مرا اور کیا اور تعراب ما زو سے كاربسر برك في شهار بالاليان يوجد بإقفات تنوير خدا كي بناؤتم كهال حبیب گئ تھیں ہم گئی کیوں جیں جا کر خدا تخواجہ و تمن کے سیابی یہاں چھنے گئے ہوتے تو کیا ہوتا؟'' تنوریے اپنی سسکیاں ضبط کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔'' بھائی جان آپ نے مجھے قافلے کے ساتھ جانے کا حکم دیا تھا۔لیکن بیچکم نہیں دیا تھا کہ مجھے قافے کوراستے میں چھوڑ کروا پس نہیں آنا جا ہے۔ میں شہرے نکلتے ہی بہیلی سے اُتر کرایک گھوڑے پرسوار ہوگئی تھی۔ شہرہے چندمیل دور جا کرمیں نے خالہ جان ہے کہہ دیا تھا کہ میں واپس جا رہی ہوں۔ دونوکروں نے تھوڑی دورمیرا پیجیا کیا تھا۔کیکن میں نے انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرواپس بھیجے دیا۔'' شهبازنے کہا۔'' تنویر مجھے معلوم نہیں تمہاری اس غلطی کا انجام کیا ہو گالیکن میرا

به کهناغلط تھا کہ مجھے تمہاری ضرورت نہیں ۔ابھی میں بیسوچ رہاتھا کہ کاشتم یہاں ہوتیں۔میںاپی جرات اورمر دانگی کاثبوت دینے کے کیےا دھونی کی فوج میں بھرتی ہوا تھالیکن اب مجھے معلوم ہوا کہ میں بہا در نہیں ہوں ۔ابھی تمہاری آنے سے چند ثانيے قبل میں ایک بچے کی طرح چلا چلا کر رونا حیا ہتا تھا۔طبیب نے مجھے بالکل حجوثی تسلیاں دی ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ میں بہت جلد ہمیشہ کے لیے بینائی سے محروم ہوجاؤں گا۔'' بھائی جان بچھے بھین ہے کہ آپ بہت جلد تھیک ہوجا تیں گے۔ بجھے ڈرتھا کہ آپ مجھے دیکھ کرمہت خفانہیں ہوں لیکن خالوجان اور ہاشم کیا کہیں گے۔"مجھے ان کے متعلق کوئی پر بشانی نہیں۔ ممیں مصیر سے جواب دے سکول کی کمیں شہباز ی بہن ہول۔ مہابت جنگ کے افغان اور تبور جنگ نے دریائے تنگیحد رہ کے جنوب میں سلطان ٹیپو کے ساتھ جنگ کا خطرہ مول لیما غیر ضروری خیال کیا۔چنانچیشنرا دہ مغل علی خان واپس حید آبا دچلا گیا اورتہور جنگ کے تخت مغل اورمر ہشہا فواج نے تنچن گڑھ کا رخ کیا۔ جہاں ہری پنت کا بیشتر لشکر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ سلطان ٹیر نے کسی تا خیر کے بغیر دوبارہ ادھونی کا رخ کیا۔ادھونی کی نوج کےافسراورسیا ہی مہابت جنگ کے فرار ہوجانے اور مغل علی خان اور تہور جنگ کے کشکر کی بسیائی کے باعث بد دل ہو چکے تھے۔ چنانچہ انہوں نے کسی قابلِ ذکر مزاحمت کے بغیر ہتھیا رڈال دیے۔ اس صورت ِ حال کوادهونی کاحکمران طبقه اپنی تاریخ کابدترین سانحه مجهتا تھا

کیکنعوام کے جذبات ان سے مختلف تھے۔وہ اگر کوئی خطرہ محسو*ں کرتے تھے*تو وہ میسور کے شکر کی طرف سے نہ تھا۔ بلکہ ان مر ہشاور حیدر آبا دی سیا ہیوں کی طرف سے تھاجنہیں ادھونی کی حفاظت کے لیے بھیجا گیا تھا۔وہ جانتے تھے کہ جب شنرا دہ مغل علی خاں اور تہور جنگ کی فوج کے ساتھ ہزا روں مرہبےا دھونی میں داخل ہوں گے تو ادھونی کے حکمران طبقے ہے تعلق رکھنے والے چند خاندانوں کے سواکسی کی جان و مال او رعزت محفوظ ہیں رہے گئی ۔ سلطان کی گئے ابن کے مز دیک انسا نبیت کی فنخ تھی اور جب سلطان کاکشکرشہر میں داخل ہوانو وہ ایسے گھروک کی کوٹھر یوں اور مته خانوں میں چھینے کی بجائے مکانوں کی چھتوں پر کھڑے ہوگر کی کا خیر مقدم کررہے تھے۔میسور کے تی سیابی کی توارنیام سے باہر نظی کسی سے چرے پر نظے کاغرور نہ تھا۔خوشی کے نعروں اور مسرت کے جماعت اُن کی زبانوں پر خاموش وعائیں تھی۔ جولوگ آئے ون وکن کے امراءی خود پیندی اور راونت کے مظاہرے دیکھنے کے عادی تھے۔ ان کے لیے جیسوں کے مکر ان کی سادگی اورا نکساری ایک ٹی بات تھی۔رعب وجلال کا پیکرمجسم ایک خوب صورت گھوڑے برسوا رتھا لیکن اس کی تگاہیں تماشائیوں کی طرف ایک فاتنحانہ غرور ہے دیکھنے کی بجائے زمین میں گڑھی جا ر ہی تھیں ۔مسلمان اسے ایک درولیش ، ایک ولی اور ایک بزرگ سمجھتے تھے۔ ہندوؤں کی نگاہ میں وہ ایک دیوتا تھا اورا دھونی کی تمام بیٹیاں اسے اپنی عز ت کا محا فظ جھتی تھیں ۔

شہباز گاؤ تکیے سے ٹیک لگائے اپنے بستر پر بدیٹےا ہوا تھا۔ تنویر ایک در سے کے کے سامنے کھڑی قلعے کے گشا دہ صحن کی طرف جھا نک رہی تھی جہاں میسور کے سپاہی جمع

ہورہے تھے۔

شہبازنے کہا۔'' تنویر آؤ بیٹھوجاؤ۔ پریثان ہونے کاکوئی فائدہ نہیں جوہونا

تنور آگے بڑھ کراس کے قریب ایک مونڈھے پر بیٹھ گئی اور قدرے تو قف کے بعد بولی۔'' بھائی جان وہ ابھی تک نہیں آئے بہت دریہوگئی۔ خالوجان کہتے سے کہ اگر ہمیں تدی بنالیا گیا تو بھی بیل وشق کروں گا کہ ہمیں اس مکان میں رہے دیا جائے۔'' شہبان نے جواب دیا۔'' فاق لشکر اپنے تید یوں سے مشورہ ہمیں لینا کہم کہا

ں رہنا جا ہتے ہواو راہھی تو آھیں قید یوں کی چھا بین کرنے میں بھی کا فی وقت لگے گا۔ تنور میں بہت کر ملا ہوں ہم رہ معلیب میری وجہ سے آئی ہے اور یہ تنی عجیب بات ہے کہ جب رتک تھا دیے بیال سے بھاک نکلے کاموقع تھا ہیرے لیے بستر سيسرا شحانا محال فقااورآج عيل دو تعنوس التي طرح ببيشائهوايهو ں اور مجھے كوئى نہیں ہوئی ۔آج مجھےا بیامحسوں ہو تا ہے کہ میری بینائی کبھی خران نہیں تھی۔اگرتم اجازت دونو میں باہرجا کران کاپتا کروں؟''

تنوریے کہا۔' و نہیں نہیں بھائی جان میں آپ کوبستر سے اُٹھنے کی اجازت

طبیب بارباریہ تاکید کرچکاہے کہ آپ کوصرف مکمل آرام خطرے سے بچا

با ہر قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ تنویر کا دل دھڑ کنے لگا اوروہ اُٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ ہاشم بیگ کمرے میں داخل ہوااوراس نے کہا۔'' دشمن نے عام سیاہیوں کو ۳ زا دکر دیا ہے۔لیکن افسروں کے متعلق بیہ فیصلہ ہُوا ہے کہانھیں جنگ کے زمانہ میں تیدرکھاجائے گا۔ ہمیں اس وفت قلعے ہے باہر کسی کمپ میں منتقل کیاجار ہا ہے مجھے صرف دومنٹ کے لیے آپ کے پاس آنے کی اجازت ملی ہے۔ میرے ساتھ دوسیای آئے ہیں اوروہ دروازے پرمیراا نظار کررہے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں آپ کے ساتھوہ کیاسلوک کریں گئے۔ طرف میں پتاجالا سے کہوہ عور تیں اور بیجاس قلع میں ہیں آئھیں سر وست شہر سے مکانات میں منتقل کر دیا جا کئے گا مجھے قلعہ خالی کر وانے کی وجہ معلوم نہیں ہوسکی ۔ بظاہرات بات کے کوئی آتا رنظر نہیں آتے کہ دشمن اسے اپی فوج کے لیے استعمال کرنا جا ہتا ہے سلطان ٹیمیو قلعے کامعائز کرنے سے بعد فوراً این بُر او میں میں ایل کے ہیں۔ وہ بیاں سے نوج کے سرف چند دستے لے گئے۔ وشمن تلحی بھاری و بیل بھی بہاں ہے اُٹھوا کر باہر لے جارہا ہے۔ ابا جان کو یقین ہے کہ سلطان کی فوج آگیے گئے ساتھ کوئی زیا دتی نہیں کرے گی اور اگر اٹھیںسلطان یا ان کی فوج ہے کسی بٹر نے افسر کی خدمت میں حاضر ہونے کامو قع مِلا تو وہ ان ہے بیدرخواست کریں گے کہ جب تک آپ تندرست نہیں ہوتے آپ کو پہیں رہنے دیا جائے۔ میں آپ کوایک اور خبر سنا تا ہوں اور وہ بیہ ہے کہ میں نے ابھی مُر ادعلی کودیکھاہے۔ شہباز نے چونک کرکہا۔ مُرادعلی ____سرنگایشم والامُر ادعلی; آپ نے اس کے ساتھ کوئی بات کی ہے؟ نہیں اس کا دھیان دوسری طرف تھااو رمجھےاس حا لت میںاس ہےملا قات کرنا گوا را بھی نہ تھا۔ تنورینے پُو چھا۔ آپ کو یقین ہے کہوہ کوئی اور نہیں تھا؟

ہاں میں نے اسے پانچ چھ قدم کے فاصلے سے دیکھا تھااورمیری آٹکھیں مجھے دھوکانہیں دے سکتیں۔

باہرے کی نے دروازے پردستک دی اور ہاشم بیگ نے کہا۔ سپاہی مجھے بلا رہے ہیں۔ تنویر کی آنکھوں میں آنسو اُمدُ آئے۔ ہاشم بیگ ایک ثانیہ تو قف کے بعد دروازے کی طرف بٹر صااور تیزی سے قدم آٹھا تاہُو ابا ہرنکل گیا شہبا زاور تنویر دیر تک پر بیثانی اوراضطراب کی حالت آئیں ہیٹھے رہے۔

☆

کوئی ایک گھٹے بعد نوکر بیٹان صورت کرے میں داخل ہُوا اور اُس نے شہبا دے کہا۔ حضور میسور کی فوج کا ایک افسر اور تیں گیا ہی دروازے پر کھڑے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اور منت کے اندرا ندر پر مکان خالی کر دینا چیا ہے۔ قلعے کے تما م مکان خالی ہورہے ہیں گئی کے ساتھ رہ تی ہی ۔ جن کے لیے دوقدم چلنا بھی وہ انسر کہتا ہے کہ یہ مکان ہر حالت میں خالی کرنا پٹریگ گا۔ اگر اس میں کوئی ایسا آدی ہے جو چل نہیں سکتا تو میرے سیابی اُسے اٹھا کر لے جا کیں گے۔ میں خودان سے بات چل نہیں سکتا تو میرے سیابی اُسے اٹھا کر لے جا کیں گے۔ میں خودان سے بات کرتی ہوں با ہر نکل گئی۔

تنور! تنور!! کھروئتم باہر مت جاو! ''شمبازیہ کہہ کربستر سے اُٹھا کیکن دروازے کے قریب پہنچ کروہ اچا نک مُڑ ااور دونوں ہاتھوں سےاپناسر دبا کرفرش پر بیٹھ گیا۔ نوکر جورز بزب کی حالت میں دروازے کے سامنے کھراتھا، آگے بٹرھااس

توکر جورز بزب بی حالت میں دروازے کے سامنے ھراہ نے شہباز کوباز و سے پکٹر کراٹھایااو را یک مونڈ ھے پر بٹھا دیا۔

مکان سے باہرمیئورکی جوج کاافسر تنویر ہے کہ رہاتھا۔ محتر مہمیں آپ کو بیہ خہیں بتاسکتا کہاں قلعے کوخالی کرنا کیوں ضروری ہے میں صرف اپنے سپہ سالار کے تحکم کی تعمیل کررہا ہوں۔ ہے کا بھائی اگر چلنے پھرنے کے قابل نہیں نو اسے اٹھا کر اسے لے جانے لاجانے کا انتظام کیا جاسکتا ہے لیکن ہمارے باس اب گفتگو کے لیے زیا دہ وفت جہیں۔ تنورنے کہا۔ آپ مادعلی کوجا نتہ ہیں وہ آپ کی فوج میں ہے؟ ہاری جوج میں اس نام کے گئی آ دمی ہو سکتے ہیں۔ کئی سے مر ادعلی کے معلِق بُوچِيرى بين؟ وہ سرنگا جي ڪرينے والے بين الن سم بشرے بھال کا نام انورعلی ہے۔ ان کے والد کانا معظم علی تھا جومیئیو رکی جوج کے بہت بٹر سے افسر تھےان کے دو بھا ئی صدیق علی اور مسعور علی چیز سال قبل انگریزوں کے ساتھائے تے ہوئے شہید ہو وہ مُر ادعلیٰ اس وفت یہیں ہیں اور ان کے بھا ئی انور ہمارے انسر ہیں۔ کیکن آپ کاان کے ساتھ کیا تعلق؟ وہ میرے بھائی ہیں۔ افسرنے پریثان ہوکراپنے ساتھیوں کی طرف دیکھااور کہا۔ اگر آپ مُراد علی اورا نورعلی کی بہن ہیں تو مجھے بھی اپنا بھائی مجھیے ۔ آپ مرا دعلی کومیرا پیغام لے جاتا ہُو ں لیکن مجھے ڈرہے کہآپ کو ہرصُو رت

میں بیمکان خالی کرنا پٹرے گا۔ نوجوان افسر اور سپاہی چلے گئے اور تنویر واپس آکرا پنے بھائی کے کمرے میں شہبازا پناسر ہاتھوں میں دہائے مُونڈ ھے پر ببیٹا تھا۔ تنویر نے اس کابازو پکٹر کراسے اٹھانے کی کوشش کرتے ہُوئے کہا۔ بھائی جان آپ بستر پر لیٹ جائیں، ابھی آپ کو بیٹھنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔

شہبازاس کاسہارا لے کرآ کے بٹر صااور بستر پر لیٹ گیا۔

تنور نے اس کے پیرے ہے آن کی تکلف کا اندازہ لگاتے ہوئے یو چھا۔"

کیابات ہے بھانی جان آپ بھر در دمحسوں کررہے ہیں؟ میں تھیک ہوں۔'شہباز نے شکامیت کے لیجے میں کہا،' تنویر شمصیں با ہرنہیں

اورتم نے ٹر ادلی ہے گئی اور قاست کے ہوگی ''' بھائی جان آئے کوالی بات پر مجیدہ ٹیل ہونا چاہیے۔ ئر اداورا نورئیسور

کی نوج کے سپاہی ہونے کے با دعو دمیر ہے بھائی ہیں اور مُیں اُن سے ایک بہن کا حت ما نگ سکتی ہُوں۔''

شہبازنے کچھ دریسو چنے کے بعد کہا۔ ینور اب ان کے ساتھ ہمارے شد

لوٹ چکے ہیں۔ معلوم ہے کہ میں نے زخی ہونے سے پہلے میسور کے چارسیا ہموں کو گوٹی کانشان بنایا تھا۔ میکھن اتفاق ہے کہان میں سے کوئی مُر ا دیا انو رند تھا۔ ورند میں بندوق چلاتے وقت بیسو چنے کی ضرورت محسوں ندکرتا کہ میراان کے ساتھ کیاتھاتی ہے۔ اب اگرتم انھیں کوئی بیغا م بھیجا ہے تو مجھے یقین ہے کہ وہ نو

رأیہاں آئیں گےمکن ہے کہ مجھےاس حالت میں دیکھیکروہ بھول جائیں کہ میںان کے خلا ف لٹر چکاہُو ں کیکن مُیں کس مُنھ سے بیہ کہسکوں گا کہ میں ان کی طرف سے سنسی انسانی سلوک کا حقدار ہوں تنویر میں بیہ بر دا شت نہیں کروں گا کہتم ان سے میرے بیے رحم کی درخواست کرو، اگرتم ان حالات میں بھی اٹھیں اپنا بھائی مجھتی ہو تو ان سے بیدکہو کہوہ مصصیں ابا جان کے باس پہنچا دیں لیکن میرے کیے رحم کی بھیگ ما نگ کر مجھےان کے سامنے شرمہار نہ کرنا ہے کاش تم والیک نہ تیں! __ کاش وہ مجھے ملیے کے ڈھیر سے نا زکا گئے اور آج میں اپنی بہن کی لیے بہتی دیکھنے کے لیے زندہ نہ ہوتا ____ مجھ پر فکرت کا شاید احری احسان سے کہات مجھے بر اوعلی کے سامنے شرم وندامت ہے انگھیں جھ کانے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔اب اگر وہ آئے بھی نؤمنیں کار بھی میں صرف ان کاباتیں گن سکوں گا۔ میں اس صح ہے اس بات پرخوش ہور ہاتھا کیمیری انگھیں تھیک ہوری ہیں ہے میر اخیال تھا کہ میں اپنے یاوں سے چل کر قلعے کے باہر جا سکون گالیکن پیرے سر کے درد کا بید دورہ معمول سے زیا دہ طویل ہو گیا ہے اور اب مجھے وہ دُھندلی می روشنی دکھائی نہیں دیتی۔،، تنورنے کہا۔ بھائی جان آپ تھوڑی دریائیے رہیں مجھے یفین ہے کہ تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد آپٹھیک ہوجائیں گے۔ شہباز چند منٹ آئکھیں بند کیے خاموش پڑار ہا۔ بالآخراس نے آئکھیں کھولیں اور کہا تنورناب مجھےا بیامحسوں ہوتا ہے کہیری آنکھوں کے سامنیسے تا ریکی کے باسل آہستہ آہستہ حیث رہے ہیں۔ مجھے دریجے سے ہلکی ہلکی روشنی نظر آرہی ہے۔ میں تمھا را دھند لاساعکس دیکھ سکتا ہوں کیکن مرا دعلی یہاں آ جائے نو خداکے کیےاہے میری آنکھوں کے متعلق کیچھ نہ بتانا۔

تنوبر نے اندیدہ ہوکر کہا بھائی جان اگر آپ کوطبی اندا د کی ضرورت نہ ہوتی تو میں اباجان کیے دوست کے بیٹوں کواپنی ہے بسی کا تماشا دیکھنے کی دعوت می دیتی میں بے غیرت نہیں ہوں ہاری آپ مجھے ایک بہن کاغر خاصا دا کرنے سے منع کریںاور میں آپ کے متعلق ہی نہیں بلکہا می جان ابا جان اور ثمینہ کے متعلق بھی شمینه میری تمیم ای شیان نے کرب انگیز کھے میں کہااوراس کی منکھیں آنسووں ہے لیریہ ہوگیئی وہ تصور سے دور کوسوں دورانی بہتی کے گھنے درختوں کی چھاوں میں ثمینہ کے تعظیم من رہا تھا: نرا تدرآنا جائے بی ایک ایک میں جایا ہے۔ تنورنے کہا''۔ انھیں باولان و آربابر کل کیا تنورنے کری سے اٹھ کر کہا '' ۔ بھائی جان میں دوسرے کمرے میں جاتی ہوں کیکن آپ ان کے آنے پراٹھنے کی کوشش نہ کریں!'' همبا زنے کوئی جواب نہ دیا۔ تنویر آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتی ہُو کَی برابر کے کمرے میں چلی گئی اور ٹُم وا دروا زے کی اوٹ میں کھڑی ہوگئی۔ ئر ا دا درا نور کمرے میں داخل ہُوئے۔وہ'' السلام علیکم کہہ کر آگے شہباز صرف ان کے دُھندے لے سے نقوش دیکھ سکتا تھا۔اس نے ہتر پر لیٹے لیٹے اپنا دایاں ہاتھ بڑھاتے ہُوئے کہا۔'' وعلیکم السلام___ معاف سیجیے

مَیں سُر میں تکلیف کے باعث اُٹھ جیس سکتا۔'' ئر ا دعلی ہے اس کے ساتھ مصافحہ کرتے ہُوئے کہا۔'' یہ بھائی جان انورعلی ہیں''۔ انورعلی نے شہباز کاہاتھ میں لیتے ہوئے کہا''۔ آپ کو دیکھنامیری زندگی کی ایک بہت بٹری خواہش تھی کہ ہماری ملاقات ان حالات میں ہوگی "۔ "آپتشریف رکھنے آپشہا آز ہنے کہا وہ بستر کے قریب کرسیوں پر بیٹھ گئے ، مرادمی نے کہا، مجھے بہن توریکا پیغام سُن کر بہت پر بیثانی ہوئی تھی، آپ ک حالت میسی ہے؟ آپ يبال كب آئے تھے؟ اور آپ لے سريري ي كيوں بانده رس مي المارخ الكياتفاء زخم قريباً مندل موچا المحاليان مجيرين الشرتكيف راتي ب_طبيت کاحکم ہے کہ میں تکیے سے سراٹھانے کی کوشش نہ کروں۔'' ا نورعلی نے کہا۔''سر کارزخم مندمل ہو جانے کے باویُو دا گرآپ ٹکلیف محسوں کرتے ہیں تو آپ کو بہت احتیاط کرنی جائے۔آپ کے علاج کے کیے ہم ا بنی فوج کے بہترین طبیبوں اور جراحوں کی خد مات حاصل کر سکتے ہیں ۔'' شہبازنے کہا۔'کیکن قبل اس کے کہآپ میرے کیے کوئی تکلیف اُٹھا

ئیں میں آپ کو بیہ بتادینا جا ہتا ہوں کہ میں ادُھونی کی نوج کاسپاہی ہوں اور آپ کی نوج کے ساتھ لڑائی میں زخمی ہُواتھا۔'' انور علی نے جواب دیا۔ مسئور کے طبیت علاج کرتے وقت دوست اور

وعمن کے درمیان امتیاز نہیں کرتے۔ ادھونی کی فنتے کے بعد آپ کی حفاظت ہمارا فرض ہے۔ ہارے سامنے پہلامسکہ بیہ ہے کہآپ کوئسی محفوظ حبگہ نتقل کر دیا جائے ہاشم اوراس کے والدا گر گرفتار ہو چکے ہیں تو وہ دوسرے تیدیوں کے ساتھ شہر سے باہرایک کیپ میں بیچھے کاچکے ہیں، وہاں آپ کے لیے ایک علیحدہ خیمہ نصب کیا جاسکتا ہے اور علاج کے لیے بھی آپ کو تمام سہُولینں مہیا ہوں گی۔'' شهبازنے پُوچِها " قیدیوں کائیپ یہاں سے کتنی دُورہے؟" '' کیمپ بیماں سے صرف مانچ میل دُور ہے۔ کیکن آپ سے لیے بیل ' گاڑی کا نظام ہوسکتا ہے اور گرآپ بیل گاڑی پرسفر کرنا پیند بناکریں تو ہارے آدی آپ کو صاف پر افغا کروال کے جائیں گے ا شهباز نواهیا " آپ ملیل پر کان خالی کرنے کے لیے کتناوت ویں انورلی نے جواب دیا۔ اسٹان کے ایک ان ویدرہ سے سے زیادہ برابر کے کمرے کا دروازہ گھلا اور تنویرا پے سر پرایک سفید جا در لیے نمودار ہوئی۔آنکھوں کے سِوا اُس کا تنجام چہرہ جا در میں پُھیاہُوا تھا۔ انواراورمُر ا داحتر اما کٹھرے ہو گئے۔ تنوریے کہا۔'' بھائی جان نے آپ کو بیٹیس بتایا کہ اُن کے لیے سفر کرنا بہت خطر ناک ہے شهباز نے مصطرب ہوکر کہا تنویر خدا کے لئے تم خاموش رہو کیکن تنویر پراس کی خفگی کا کوئی اثر نہ ہوااس نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ قلعہ

خالی کروانے میں آپ کی کیامصلحت ہے لیکن اگر بیسلطان کا حکم تو آپ ان سے کہیں کہ یہاں ایک ہے بس زخمی آپ کی نوج کے لئے کسی خطرے کا باعث نہیں ہو سکتا۔انورعلی نے پریشان سا ہوکر کہامیری جانب ہے آپ کو بیاطمینان ہونا جائیئے کہ ہم انہیں کوئی تکلیف نہیں دیں گئے۔ اگر کسی معمولی تکلیف سے بیچنے کاو سال ہوتاہ میں آپ سے کوئی التجانہ کرتی کیکن مجھے ڈرہے کہ ہیکہیں ہم شد کے لئے بینائی سے کروم نہ ہو جائیں بھائی جان اس وفت بھی آپ کواچی طرح نہیں دیچھ سکتے۔ انوراورمرا دچند تا ہے سکتے کے عالم میں کھڑے ہے بالاخرانورعلی نے كهاشهباز ليقلعه بأرودي ازاديا جائے گا جم اس معالمے ميں بير كين ميں آپ کویفین دارتا ہوں کہ آپ کو پہاں گے جانے میں بڑکن اختیاط سے کاملیا جائے گا۔ تنویر کے کہا اگر میں وری ہے تا کیا میکن نہیں کہ آپ ہیں تیریوں کے کیمپ میں جھینے کی بجائے شہر میں ایٹے مجکان کے افار کھیرنے کی اجازت دے دیں انورعلی نے جواب دیا اگر شہر میں آپ کا مکان تھا تو اس قدر پرشان ہونے کی کیاضرورت بھی آپ نوراً تیار ہوجا کئیں میں ابھی چند آ دمی بلوالیتا ہوں شہباز نے کہا میں آپ کوایک بات بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں اگر اکبر خان کے بیٹے کی حیثیت میں میرا آپ پر کوئی حق تھا تو وہ اس دن ختم ہو گیا تھا جس دن میں دھونی کی فوج میں بھرتے ہوا تھا میں سی حالت میں بھی گوا رانہیں کروں گا کہ آپ میری خاطراینی وات کے لئے کوئی خطرہ مول لیں میں عام جنگی قیدیاں ہے بہتر سلک کامستحق نہیں ہوں۔اس کئے اگر بیقلعہ خالی کرنا ضروعی ہے تو میری رِ واند سیجئے میں قید یوں تے بمپ میں جانے کے لئے تیاہوں

انورعلی نے جواب دیا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کو صرف اتنی ہر

رعايت دىجا

رہی ہے جو ہرزخی کے ساتھ برتی جاتی ہے اگر آپشہر میں رہ سکتے ہیں تہ آپ کوقیکیا ں کے کیمپ میں بیجھنے کاسوال ہی پر کانہیں ہوتا ممکن ہے کہ سلطان چعظم آپ کی خاطر ہاشم اوران دے والد کوبھی شہر میں رہنے کی اجازت دے دیں انہیں صرف اس بات کی ضانے دین ہوگی کہ وہ جنگ کے دوران میں فرار ہوکر دوبارہ دکن کی نوج میں شامل ہونے کی کوشش نہیں کریے اور میر جھی ممکن ہے کی میسوراور دکن کی حکومتیں کے درمیان مفاہمت کی کوئی صورت نکل آئے اور سلطان معظم تمام قید بوں کی رہائی کا علم صا درفر مادیں لیکن اے باتوں کا وقت نہیں مراد تم چند آ دی بلاؤ اور انہیں اللّے کھر پینیا ہے کا انتظام کروائیں میں ان کے علاج کے لئے کسی قابل طبیب کی خد مات حاصل کے آئی کوشش کرتا ہون تنویر کے کہا جمائی جان میں نے ان کے چہروں پر بخت اور کامرائی کی سکر امٹیں جیں سیکھیں بلکدان کی استھوں میں آنسو کیکھے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ جب سلطان ٹیپو نے شہر میں داخل ہوتے وقت اینے راستے میں ادھونی کے سیا ہیوں کی لاشیں دیکھی ہوں گی تو ان کی بھی حالت ہوئی ہوگ ہاری بدشمتی ہے کہ نظام نے ایک ایسے آ دمی کو اپنا رحمن سمجھ لیا ہے جو صرف میسوء ہی نہیں بلکہ تمام ہندوستان کےمسلمانوں سے سنفتل کی امیدوں کا آ خرى سهارا بے كوجوده حالات ميں جم صرف يهى دعاكر سكتے بيں كه خدا نظام الملك كو صحیح رائتے پر چلنے کی تو فیق دے یا ہیں اتنی جرات اور ہمت دے کہ ہم ایک غلط راستة يراس كاساتهد دينے ہے انكاركر سكين شہبازنے کہا تنویر میں مھہیں بتا چکا ہوں کہ میں نے زخمی ہونے سے پہلے

میسور کے جارسپاہیوں کوموت کے گھاٹ اتارا تھاوہ یقیناً مجھ سے بہتر مسلمان تھے اوراب اگر میں میسور کی فوج کے کسی آ دمی کااحسان مند ہوتے وقت ندامت محسوں نہ کرونونتم مجھے قابل فرین جھوگی؟

تنویر نے آبدیدہ ہوکر کہا میں صرف جانتی ہوں کہ آپ میرے بھائی

بي

میں تھا را بھائی ہوں اور تم میری خاطر بہال تیرنے پر مجبور ہوگئ تھیں میری بہن ہونے کے باعث تم میری تسی غلطی یا کوٹائی کو قابل سز انہیں سمجھوگ میرے متعلق تہدیں آب میاطمینان ہوسکتا ہے کہ ایک سیابی کی حیثیت میں میری

میرے میں ہیں آب بیا استفاق ہوستا ہے کہ ایک بیا ی فاحقیہ زندگ ختم ہو چی ہے تر شار بیات محصلطان

ہم ہو جی ہے کر شاب تھے سلطان ٹیرو کے خلانہ کو ارافحانے کا موقع ہیں کے کی لیکن ہائم تھا راشو ہر ہے اور

میں کے خلاف جو رہے اور ہے اور میں اس کے خلاف جو گا موٹ میں ہے۔ ان میں ہاتھ مطارات وہر ہے اور تمہیں اس سے ساتھ شاری زندگی خوار کی ہے اس کا خاند ان دھونی کی شکست کا

انقام لینے کا کوئی موقع جا گئے ہیں بھل سکے گائمہار ضمیر بارباریہ اجتنان کرے گا کہ وہ ایک غلط محافر پرلڑرہات کیکن ایک ہیوی کی حیثیت میں ادکی کوتا ہیاں اور غلطیا تمہیں

یہ داشت کرنی پڑیں گئتہ ہیں اپنی سرال کے خاندان کی عزت اورو قار کا خیال آئے گا تدئم نظام اوراس کے اتحادیوں کی فٹخ کے لئے دعائیں مانگو گی لیکن جب تہرہیں ہے

خیال آئے گا کہ سلطان تیپواسلام اورانسا نیت کابول بالا چاہتا ہے اوراس کے دائیں بائیں انور اور مراد جیسے لوگ کھڑے ہیں تو تمھارے لئے اس قتم کی عدائیں کتنی تکلیف دہ ہوں گی؟

تنوریے کہا بھائی جان میں نے شادی سے پہلے بھی اپنے ستقبل کے متعلق نہیں ہوں جب آپ اہا کہ متعلق نہیں ہوں جب آپ اہا

جان کی مرضی کے خلاف اوھونی کی نوھ میں بھیرے ہوگئے تھے قبیل یہی بھی تھی کہ آپ کو خالوخان کے خاندان کے لوگوں کے طونوں نے متاثر کیا ہے اور میں بید دعا کیا کرتی تھی کہ آپ ایک سپائی کی حیثیت میں اتنانا م پیدا کریں کہ ادھونی کا بڑے سے بڑا آ دی آپ پر رشک کئے لیکن بیہ بات میرے وہم و کمان میں نہ تھی کہ جب سپاہیا نہ جو ہر دکھانے کا وقت آئے گانو میرے بھائی اور میرے خاوند کو ایک غلط محاؤ پر لڑنا پرے گا اب میر لے بیان وجو ایک بھی کہ جب براٹر نام کے بیان وجو ہر دکھانے کا وقت آئے گانو میرے بھائی اور میری دعا میں صرف یہی ہوں گی کہ خدا میر بے بیان کی تجائے تی کا ساتھ دینے کی جرات دے۔ موں گی کہ خدا میں بیان کی تجائے تی کا ساتھ دینے کی جرات دے۔ موں گی کہ خدا میں جائے ہوں گی اور مذا مت کے احساس کی تھی کی جگہ خلوص سے متاثر ہوئے بغیر نے روسکا بچنی لگی اور مذا مت کے احساس کی تھی کی جگہ خلوص سے متاثر ہوئے بغیر نے روسکا بچنی لگی اور مذا مت کے احساس کی تھی کی جگہ

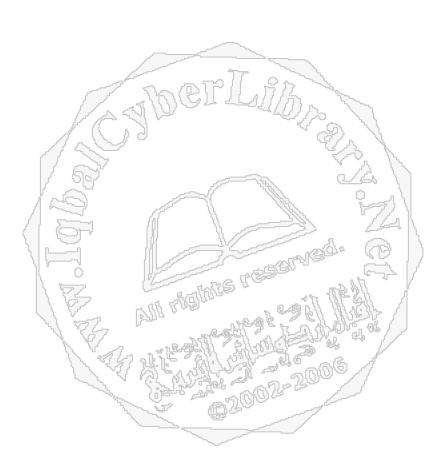
خلوس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا بے جا رہ اور تدامت کے احساس کافی کی جگہ اور تشکر اور احسان مندی کے جذبات سے خلوب ہوئے افعالمیں ہر کی نوج کے قابل ترین طبیبوں کے علاج سے اس کے دردی شدت میں پچھ کی آپھی کئین اپنی بینائی میں وہ صرف بیفر ق محسوس کرتا تھا کہتا ئیکی اور روشنی کی وہ آ تکھ پچولی جو ایسے بھی انتہائی پرامیداور بھی انتہائی مایوس بنا دیا کرتی تھی ختم ہو

چکی تھی اوراب اس کی نگاہوں کے سامنے قریباً مستقل طور پر ایک چہند لکا چھند لکا چھند لکا چھند لکا چھند لکا چھند لکا چھند لکا چھنایا رہتا تھا اوراس دہند کئے میں وہ صرف چند قدم تک اپنے گردہ پیش کا ایک جہم سامنظر د کھے سکتا تھا۔
منظر د کھے سکتا تھا۔
انوراور مراد بھی چند منٹ کے لئے آتے تھے اور بھی دو دو گھنٹے اس کے پاس

بیٹے رہے تھے تنور جو پہلی ملاقات کے وقت اضطراری حالے میں لامنے آگئ تھی اب ساتھ والے کمرے کے دروازے کی آڑ میں بیٹھ کران کی بائیں سنا کرتی تھی

جب مرادعلی تنها 7 تا تھا تو وہ کافی 7 زادی ہے اس کے ساتھ با تیں کیا کرتی تھیں کیکن اورعلی کی موجودگی میں اسے ایک آ دھ فقر ہے سے زیدہ بو لنے کی جرات نہ ہوئی ان دی ہاتیں عام طور پر جنگی یا سیاسی حالات کی بجائے اپنے گھریلومعاملات کے متعلق ہوتیں شہباز انہیں دہھی اینے سیرو شکار کے واقعات سناتا اور بھی ثمینہ کی معصوم شرارنوں کا ذکرچھیٹر دیتا۔انوراورمرا داہیےا پیے بچپین کے واقعات سناتے ایک دن جین کا ذکرا گیا اورا نورعلی نے شہباز کے استضار پر اس کی سرگز شت بیان کر دی ہر ملاقات کے اختیام پر الوراورمرا دشہباز اوراس کی بہن پر بیتا پڑ چیوڑ جاتے کہ معظم على اورا كبرخان كي أولا د كے تعلقات برز مانے انقلابات اچر غراز بيل ہوسكتے۔ ا يك دن انوراورم ا دخلاف معمول شيباز كي عيادت كون أي كيكن عشاء كي نماز کے بعد نوکر کے اطلاع دی کہ الورعلی چند منٹ کے گئے حاضر ہونے کی اجازت جا بہتا ہے تور ایے برائے اور شہباز نے انور علی کواندر بلالیا ا نورنے کمرے میں داخل ہوتے ہی سی تمہید کے بغیر کہا بھائی میں آج بہت مصروف تفااس لئئے آپ کی عیادت کونہ آ کا مرادعلی علی الصباح ایک مہم پر روانہ ہو گیا ہے اور میں بھی رات کے پیچیلے پہر یہاں سے جارہا ہوں ہمارے سیدسالان نے اوھونی کے قلعہ دارکوبری بختی کے ساتھ ہدایت کی ہے کہ ہرطرح آپ کا خیال رکھے آج آپ کے خالواور ہاشم بیگ کوقیدیاں کے بمپ سے بیہاں سے نتقل کرنے کے احکامات بھیج دیے گئے ہیں اس سلسلے میں آپ کے ساتھ کوئی خاص رعائت نہیں کی گئی ہے قلعہ دارنے ان تمام قید یوں کوجن کے بال بیجے بیہاں ہیں شہر میں منتقل كرنے كائتكم كے كيا ہے باقى قيد يوں كوكسى اور قليے ميں جھیج ديا جائے گا۔اگر آپ

جا ہیں تو اپنی خالہ جان اور دوسرے رشتہ دا روں کو بیہاں بلا سکتے ہیں میں آپ سے مشورہ کئے بغیر آپ کے ابا جان کو خط لکھ دیا ہے اگر آپ کوا جازت مل جا کیگی شہباز نے کہالیکن میں نے آپ کومنع کیا تھا کہآ ہے ابھی ابا جان کومیر ہے متعلق کوئی خبر نہ انورعلی نے جواب دیا آپ کے ابا جان کے ساتھ میر ابھی کوئی تعلق ہے میں نے بہت سوچ بچار کے بعد انہیں خط لکھنے کا فیصلہ کیا تھا تنور نے دروازے کے آئی ہے کہا بھائی جان آپ کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کاب جنگ میں ہوئی ہے۔ جنگ میں ہوئی لیکن طاع سے تعلق ہیں سیاطمینان ہو چکا ہے کہ وہ اب مارے کے سی پریشان کا ماج نہیں ہوگا اب صرف پر ہوں کو یک عبرتنا ک شکست دینے کی ضرورت اور سے کے بعد نظام علی خان کو جای مصالحان بائیں اس قدر نا گوارمحسوس فيلس مول كارستان شهبازبستو ہے اتھ کر بیٹھ گیا اور آنورعلی کی طرف ہاتھ برھات ہوئے بولا خدا حافظ کاش میں آپ کواچھی طرح د کھے سکتا خدا حافظ انور نے اس کے ساتھ مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ دروازے کی طرف دو تین قدم اٹھانے کے بعدوہ کچھسوچ کرر کااور بولا تنویر بہین خدا حافظ مجھےافسو*ں ہے کہ میں آپ کو*ان حالات میں چھور کر جار ہاہوں



ساتوال باب

ا دهونی کی حفاظت اینے ایک تجربه کارسالا رقطب الدین کوسونی کرسلطان نے ریڑوس کے ان یالیگاروں کی طرف توجہ کی جو جنگ میں نظام اورمرہٹوں کی فوج کی کامیابی بیتنی سمجھ کرغداری کر چکے تھے۔اس مہم سے فارغ ہونے کے بعد چند دنوں میں سُلطان کی ا**نواج دریائے تنگیمدرہ قریب بینچ** گئیں۔ بیا گست کامہینہ تھا اور دریا کی طغیانی کینے پُور کے شاب بر تھی۔ انتخاری افواج برسات سے موسم میں جنوب کی طرف پیش قدمی کا ارا دومز ک کرتے تنگیحد رہ اور کرشنا کے درمیان جمع ہو رہی تھیں ۔ کہری پنت کو یقین تھا کہ تعلقان کہ سات میں تنگ بھدرہ عبُور کرنے كاخطره مول نبين في كااوراس كاساري توجه وصاور والرع تمام علاقو ب وسيح كرني یر مبذول تھی لیکن جلب وہ میا در جندہ کے قلعے کامحاصرہ کیے ہوئے تھا اُسے میہ نا قابل یقین اطلاع موصول بُو بی کیسُلطان کے ہزا دل دیتے دریائحبور کر چکے ہیں اس خبر سے اتنحا دیوں میں سراسیمکی پھیل گئی اور ہری پنت نے سُلطان کاراستہ رو کئے کے لیے باجی پنت کی قیادت میں بتس ہزارتیز رفتارسواروں کی فوج ردا نہ کر دی کیکن اس کشکر کے پہنچے سے پہلے سُلطان کی بوری فوج دریا کے یاراُتر چکی تھی۔ ہری پنت نے سُلطان ٹیپو کے کہمیہ ہے آٹھ میل دُور پُرا دڈال دیا چند دن

اس لشکر کے پہنچے سے پہلے سُلطان کی پوری فوج دریا کے پاراُئز پیکی تھی۔
ہری پنت نے سُلطان ٹیپو کے بمپ سے آٹھ میل دُور پُرا دوْال دیا چند دن
فریقین کے درمیان معمولی جھڑ پیں ہوتی رہیں اس عرصہ میں گلو جی مُلکراور گھونا تھ
راوُ پیوردھن کی افواج ہری پنت سے آملیں اوراس کے جھنڈے تلے ایک لاکھ
مرہٹے فوج جمع ہوگئی برسات کے موسم میں اتنی ہٹری فوج کے لیے رسد کاسامان مہیا
کرنا ایک پر بیٹان مُن مسکلہ تھا، دریا ہے شکھدرہ اورایک نا قلبل عبور برساتی
نالے کے درمیان سُلطان ٹیپو کائیمپ دیمن کے پڑاؤ کی نسبت کہیں زیادہ محفوظ تھا

جُوب میں اس کی رسداور کمک کے راستے کھلے تھے اور اس کی پیڈارا فوج کے سوار مرہٹو سے با قاعدہ جنگ لڑنے کی بجائے اُن کے رسد و کمک کا نظام درہم برہم کرنے میں مصرُ وف متھ مرہبے سُلطان کے پڑاؤ پر ایک فیصلہ کن حملہ کرکے میہ صورت ِحال ہدل سکتے تھے کیکن برساتی ناله عُبور کرتے وفت انھیں میسور کے تو پ خانے کی گولہ ہاری ا کاسا منا کرنا پڑتا۔ ہرینت نے اپنے کیمیں میں قط اور باری کے آثار دیکھ کرشاہنور کارُخ کیاسُلطان نے اُس کا پیچھا گیا اور شاہنورے یا کچھیل دُور پڑ او ڈال دیے یہاں پر سلطان کے ساتھ بر بان اور بدر از ماں کی افواج شامل ہو گئیں۔ اور اس سے ساتھ ہی میڈنور ہے سلطان کے لیکر کے لیے سامان رسد کے لیے بینکڑوں بیل گاڑیاں پہنچ تشکیں۔مریشے شاہ فود کے باس برڈاو ڈاکٹ میں ورکی افواج کی پیش قندمی کا منظار کر رہے تھے۔ تہور جنگ اور نوای شاہنور کی افواج ان کے ساتھ شامل ہو چکی تھیں۔ اوران کی تعدا داتنی زیادہ ہو چکی تھی کہ وہ میسور کے ہر سیابی کے بدلے یا پیج آ دمی میدان میں لاسکتے تھے۔لیکن اپنی عددی برتری کے باوجود پیظیم لشکر میسور کی منظ، متحداورتر ہیت یافتہ فوج کے سامنے ایک میلے کی بھیٹر کی حیثیبت رکھتا تھا۔ان میں فکر وعمل کی وحدت مفقو دکھی۔مرہبے نظام کی افواج کو جنگ کے میدان میں آگے دیکھنا جا ہے تھے۔اور نظام کالشکر ہرآ زمائش میں مرہٹوں سے چند قدم پیچھےر ہنا پہند کرتا تھا، پھرمر ہٹ فوج کی اپنی حالت سیھی کہان کا کوئی راجہ پاسر دارا ہے باقی ساتھیوں

کی نسبت زیا دہ نقصان اٹھانے کیلئے تیار نہ تھا۔ اس کے علاوہ اپنی سرحد کے قریب ہونے کے باعث رسد اور کمک حاصل کرنے میں میسور کی افواج کو جو سہولتیں حاصل تھیں۔وہ نظام اور مرہٹوں کی افواج

کوحاصل نتھیں ۔سلطان ٹیپو اپنے تو پ خانے اوراینی پیا دہ فوج کو جنگ کے لیے ا یک فیصلہ کن عضر سمجھتا تھا اور وہ اپنے سواروں کومیدان میں لانے کی بجائے ان ہے دشمن کی نا کہ بندی کا کام لینا زیا دہ فائدہ مند سمجھتا تھا۔اس کے برعکس نظام اور مرهٹوں کی بیشتر فوج سواروں پرمشتل تھی اورانہیں اپنی فوج کاایک بڑا حصہ دور درا ز کے علاقوں سے غلہ اور حیارہ مہیا کرنے میں مصروف رکھنا پڑتا تھا۔ پھر تو بوں اور بندوقوں کی جنگ میں ایسے سواروں کے مقابلے میں جوصرف بھاگتے ہوئے دشمن پر یلغار کرنے کے عادی تھے۔ ڈٹ کرلڑنے والے پیا ڈو سیاہیوں کا بلہ ہمیشہ بھاری يونا اور جير آبادي افواج حي معول خامت گارون، جيمه بردارون، سازندوں، رقاصافی اور گولوں کی آیک بیری تعدادائے ساتھ لاکی تھی۔ برے یوے راجاوں اورسرداروں کی بیویاں ان کے ساتھ تھیں۔ شاہ نور میں غلے اور جارے کے گودام خال ہو چکے تھا۔ آس مان کا نوں کی کھیتیاں تباہ ہو چکی

تھیں۔ بیتمام حالات سلطان ٹیپو کے حق میں انتہائی ساز گار تھے۔

ایک رات شیدید بارش ہور ہی تھی ۔ دکن اور مہاراشٹر کے رؤسا کے جیموں میں رقص وسرور کی محفلیں گرم تھیں۔سلطان ٹیپو نے اپنے لشکر کو حیا رجصوں میں تقسیم کرنے کے بعد دخمن کے

یر او کی طرف پیش قدمی کی کیکن رات کی تاریکی اور بارش کی شدت کے بإعث بربان الدين مهامرزا خال اورميرمعين الدين كي قياوت ميں اس كي فوج کے تین قشون راستہ بھول کرادِھراُ دسز کوسکنل دینے کے لیے ایک فائر کیا۔ لیکن

صح کی روشی میں جب مر ہوں نے سلطان کے ساتھ میں جرآ دی دیجھ تو انہوں نے بلیٹ تھوڑی دیر بعد سلطان کاباتی انہوں نے بلیٹ کر پوری شدت کے آبا تھ تھا کیا۔ لیکن تھوڑی دیر بعد سلطان کاباتی لفکر بھی بنے پر لفکر بھی بنے گئی گیا اور آبین کے بعد وقمن کو پیچھے بنے پر مجبور کر دیا ۔ جار دان بعد سلطان نے آیک اور جملہ کیا اور آبین کے سینکا وں سیاسی موت کے گیا ہے اور دوسری بنت نے ایک اور جملہ کیا اور آبین کے بدر بے حملوں سے تید بیان شان ور کے بری بنت نے اور دوسری طرف رسداور جارت کی مشکلات کے حملوں سے تید بیان شاہ ور کو ار انہوں کیا ہے جو ایک بی شکلات کے عبد انجام خال، شاہ ور کو ار انہوں کے اور ایے لفکر کو آر ہو گیا۔ اور ایے لفکر عبد انجام خال، شاہ ور کو ار انہوں کیا۔ اور ایے لفکر عبد انجام خال، شاہ ور کو ایے بیٹے کے توالے کرے فرار ہو گیا۔ اور ایے لفکر عبد انجام خال، شاہ ور کو ایے بیٹے کے توالے کرے فرار ہو گیا۔ اور ایے لفکر

سمیت اتحاد بوں سے جاملا۔ جب سلطان کی نو جیس شہر میں داخل ہو ئی تو عوام جومر ہٹوں کی لوٹ مار سے تنگ آ چکے تصمیرت کے نعروں اسے اُن کا استقبال کررہے تھے۔

شاہنور کی فتح کے بعد جنگ کا پانسا بلیٹ چکا تھا اور سلطان کی افواج مرہٹوں کے لیے نئے نئے کا ذکھول رہی تھیں۔ ایک قشون میر معین الدین کی قیادت میں حیدرآبا د کے سرحدی علاقوں کارخ کررہا تھا۔ دوسراقشون جس کی کمان سلطان کے ہمترین جرنیل پر ہان الدین کے ہاتھ میں تھی بنکا پوراور مصری کوٹ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اور تھا۔ اور گھٹور کا رخ کررہا تھا۔ اور تھا۔ اور کھٹور کا رخ کررہا تھا۔ اور

حسین علی خاں کی رہنمائی میں ایک گشکر پیٹن کے گر دونواح کے اصلاع میں پیشوااور نظام کے پالیگا روں کی سر کوئی پر مامور تھااور باقی گشکر سلطان کی قیادت میں مرہ ٹوں کے بیٹے اوکی کی مرکوئی پر مامور تھااور باقی گشکر سلطان کی قیادت میں مرہ ٹوں کے نئے پڑاؤ کی طرف بلغار کر رہاتھا۔
میری بندیں نہ سلطان کی آئم کی اطلاع ملتہ ہی تہوں جگری میں جو نسلماوں جدور

ہری پنت نے سلطان کی آمد کی اطلاع ملتے ہی تہور جنگ، مجونسلے اور حیدر آبا داور بونا کی افواج کے چیرہ چیرہ سر داروں کا اجلاس طلب کیا اور اُن سے مشورہ کرنے کے بعد کا لکیری کی طرف یٹنے کا فیصلہ کیا۔ سلطان کی فوج ابھی کوسوں دورتھی اوراتحادی بڑے اظمینان سے کالکیری کے راستے کی منزلیں طے کر رہے تھے۔ اجا تک انہیں پیاطلاع ملی کے مطان کے ہراول دیتے غیر معمولی رفتار ہے ان کا تعاقب کر این می اندوں، بھانڈوں می اندوں، بھانڈوں بھانڈوں اور رقا صاور سی سراتینگی می ایک ورا اور نے اپنے سر پر متوں کوخیر با دکہہ کر اینے اپنے گھروں کا راستہ لیا۔ ہری پہنت نے مربعہ را جوں اورسر داروں کو بیمشورہ دیا کہوہ اپنی بیو یوں کوبھی واپس جیبج دیں ۔ بعض لوگوں نے اس کی نصیحت برعمل کیا۔ کیکن چندرا ہےاورسر دارا پی بیو یوں سےجدا

مین چندرا ہے اور سر دارائی ہیو یوں سے جدا

ہونے کے لیے تیار نہ تھے۔ ہری پنت کواس بات پر بھی اعتراض تھا کہ نوج

کے اعلیٰ انسر وں کے ساتھ برکارنو کروں اور خدمتگاروں کی ایک بہت بڑی تعدا داور
عیش و آرام کے غیر ضروری سامانوں سے لدے ہوئے اُونٹ اور گاڑیاں اس کی

رفتار میں زیر دست رکاوٹ پیدا کررہی ہیں۔

لیکن یہ لوگ جنگ کوا یک تفریح سمجھتے تھے۔ اور ان میں سے کوئی اینا ہو جھ بلکا

کیکن بیلوگ جنگ کوایک تفری سمجھتے تھے۔اوران میں سے کوئی اپنابو جھ ہاکا کرنے کے لیے تیار ندھتا۔ایک طرف میسور کے سپاہیوں کی بیرحالت تھی کہ جب آپس بھوک پیاس محسوں ہوتی تھی تو وہ گھوڑوں پر بیٹھے بیٹھے اپنے تھیلوں سے خشک روٹی یا اُسلے ہوئے چاول کے چند نوالے نکال کر کھالیتے تھے۔اور دوسری طرف پونا اور حیدر آبا د کے امراء کی حالت بیٹھی کہوہ صرف حجامت بنوانے میں کئی گئے گھنٹے ضائع کردیتے تھے۔

ایک دن موسلادهاربارش ہورای تھی افریکی میسور کے پندرہ سیاہیوں کے ساتھ ایک ٹیلے کی چوٹی پر اینے گھوڑے کی باگ تقالے گھڑا تھا۔ ایک سیابی نے ینچےوا دی کے تنجان جنگل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔'' پیچےوہ آگئے!'' ا نورعلی ہے وا دی کی طرف ویکھا اور اُسے ہراول نوج کے چند وستے دکھائی دیے۔اس کے اپنے ساتھیوں کو کھوڑوں پر سوار ہونے کا علم دیا۔ ٹیلے سے نیجے اُر تے وقت کھوڑوں کی سے رفتار اوران ی جھی ہوئی کر دنیں پیانا ہر کر رہی تھیں کہ ان سے بہت زیا دہ کام کیا جاچگا ہے کہ اول فوج کے دستے انورعلی اور اس کے ساہیوں کود کھے کروادی کے درمیان رک گئے۔ تھوڑی دیر بعد انورعلی ہراول نوج کے سالارسیدغفار کے سامنے کھڑا تھا اور فوج کے چیرہ چیرہ افسر اس کے گر دجمع ہورہے تھے۔

سید غفار نے کہا۔ ''کہوکیا خبرلائے ہو؟''
انورعلی نے اپنے ہاتھ سے ٹیلے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ''اس ٹیلے سے آگے دومیل کے فاصلے پر پہاڑی ہے اوراس پہاڑی سے چارمیل دورا یک کھلے میدان میں دہمن کالشکر پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے۔کل انہوں نے خلاف معمول دو منزلیس مطے کی تھیں لیکن آجے وہ آرام کررہے ہیں۔''

سید غفار نے گھوڑے ہے اُتر تے ہوئے کہا۔'' پھر ہمیں آگے جانے کی ضرورت نہیں ہم یہیں قیام کریں گے۔سلطان معظم رات تک یہاں پہنچ جا ئیں گے۔اوراگر ہاری نو پیں بروفت پہنچ گئیں نو ہم پچھلے پہر حملہ کرسکیں گے۔اب مجھے ا یک نہایت خطرنا ک مہم کے لیے تین نہایت ہوشیاراور بہا درآ دمیوں کی ضرورت ہے۔ میہم جس قدرا ہم ہےاسی قدر خطرنا ک ہےاوراس کی نوعیت الیں ہے کہ میں اینے سی سیابی کو حکم نہیں دیے سکتا۔ مجھے صرف رضا کا رجا ہیں۔' ا نورعلی نے کسی او تف کے بغیر ہاتھ بلند کر گئے ہوئے کہا۔" میں اپنا نام پیش كرتا مول " اوراق كے بعد تمام افسروں نے ماتھ بلند كرد ہے۔ سيد غفارت كها و انور على مين شكريه كم ساته تنهاي بين كش تبول كرتا ہوں اور باتی دو آ در وں کا متخاب تم پر چھولا تا ہوں۔ جن رضا کا رول نے ہاتھ بلند کے بیںوہ ایک مف یں مزید ایک مف یں مزید کا ان اور ایک مف یں مزید کا ان اور ایک مف یہ ایک من اور ایک من ایک من اور ایک من ایک من ایک من اور ایک من ایک تمام انسر جووہاں موجود سے ایک صف میں کو سے موسے ۔ انورعلی نے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک نظر دوڑائی اوراچا تک اس کی نگا ہیں ایک نوجوان پرمرکوز ہوکررہ گئیں۔بیاس کااپنابھائی مرا دعلی تھا۔ انورعلی چند ٹاہے تذیذ باور پریشانی کی حالت میں کھڑار ہا۔ ہا لآخراُس نے کہا۔ مرادتم کہاں تھے؟ میں نے تنہیں ہاتھ کھڑا کرتے نہیں دیکھا۔'' مرا دعلی نے جواب دیا۔'' میں آپ کے پیچھے کھڑا تھااورآپ ان سب سے اس بات کی گواہی لے سکتے ہیں کہ آپ کے بعد دوسر اہاتھ میر اتھا۔" ا نورعلی نے صف کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک چکر لگانے کے بعد دوبارہ واپس مڑتے ہوئے ایک نوجوان کواشارہ کیااوروہ صف سے نکل کرا لگ کھڑا

ہو گیا۔اس کے بعد انورعلی کچھ دریہ باقی رضا کاروں کی طرف دیکھتا رہا۔اور پھراپنے دل پرایک نا قابلِ بر داشت بو جھمحسوں کرتے ہوئے بولا۔ 'مرادتم بھی آ جاؤ۔'' مرا دعلی مسکرا تا ہوا آگے بڑھا اور دوسرے رضا کا رکے ساتھ کندھا ملا کر کھڑا ہو گیا ۔ سیدغفار نے آگے برٹر صرکر کہا۔'' خہیں انورعلی تم زیا دتی کررہے ہو، میں دو بھائیوں کوایک خطرنا کے مہم پرجانے کی اجازت نہیں دیسکتا۔" سيدغفار في ايك اورانسر كي طرف اشاره كرتے ہوئے كہا۔ "شمشيرخان تم آجاؤ۔" پھرایں نے مرادعلی کی طرف متوجہ ہوکر کہا۔"مرادعلی المعظم علی ہے بیٹوں

کومیرے سامنے اس بات کا ثبوت پیش کرنے کی ضرورت میں کدوہ بہا در ہیں۔ تم فوراً سلطان معظم كے باس جاؤاوران كى خدمت ميں بيرخ كروكية ماس جكمان کے احکامات کا انتظار کریں گے۔ اگروہ رات کے وقت چند ملی تو پیں یہاں پہنچا سكيں نو ہم پچھلے پېروشن پر حملہ کر سکتے ہیں۔ اپنے دیتے کے بانچ ساتھ لے جاؤ۔ مرا دعلی تذبذب کی حالت میں سیدغفار کی طرف دیکھتا رہا۔ بالآخراس نے کہا۔'' جناب اگر آپ اسے گستاخی نہ مجھیں تو میں روانہ ہونے سے پہلے یہ جاننا جا ہتا ہوں کہ بھائی جان *کس مہم پر جارہے ہیں*؟''

سیدغفارنے جواب دیا۔'' بیا یک مرہشہا ہی کے بھیں میں دشمن کے پڑاؤ کا

جائز:ہ کینے جارہے ہیں۔'' تھوڑی دیر بعد انورعلی او راس کے ساتھی مر ہشہیا ہیوں کے لباس میں سیدغفار

کے سامنے کھڑے تھے اور سید غفار ان سے کہہ رہا تھا۔'' ہم رات ہوتے ہی اس ٹیلے سے اگلی پہاڑی کے دامن میں پہنچ کرتما ہری ہدایا ت کا انتظار کریں گے آدھی

ات تک تمہاراوالیں پہنے جانا ضروری ہے۔ مجھے یقین ہے کہاں وقت تک سلطان معظم بھی پہنے جائیں گے۔
معظم بھی پہنے جائیں گے۔
معظم بھی پہنے جائیں گے۔
معظم بھی پہنے جائیں ہوتے ہی وشمن کے بڑاؤ میں داخل ہونے کی کوشش کرنی

چاہیے۔ وشمن کانی چوکس ہوگا۔ اور تمہیں پوری احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ لیکن ایک بار دشمن کے بڑاؤ میں داخل ہونے کے بعد تمہارے لیے تمام ضرری معلومات ماصل کرنا مشکل نہیں ہوگا۔ برٹاؤ میل قرن کی تو پوری اور بارو دے متعلق تمہاری معلومات میں ایک میں ایک

معلومات جس قدر ممل ہوں گی۔ اُسی قدر ہمارا کام آسان ہوگا۔ میں شہیں پیٹیس بتا سکتا کے تنہارے لیے دشن سے پہاؤ میں داخل ہونے ی

اسمان ترین صورت کیا ہوگی کیلیں بر اخیال ہے کہ برداؤ سے باہر پہرے داروں کی ٹولیاں گئت کردہی ہوں گیا ورکھا رہے گئے ان سے ساتھ ٹال ہونا مشکل نہیں ہوگا۔ اگرتم یہ محسوں کرو گھا گئے گئی دائے کے وقت دیمن کے برداؤے باہرنگانا مشکل ہے تو شخصیں رات کے افراق کے بیرو تی جا کہ بین خبر دار کرنے کی کوشش مشکل ہے تو شخصیں رات کے افراق کی بیرو تی جا کہ بیرو تی جا ہے۔ اس وقت تک ہماری نون کا ایک جصہ بیڈاؤ کے تربیب تحمارے

اشارے کا انتظام کررہا ہوگا۔'' انورعلی نے جواب دیا۔'' الی صورت میں مئیں صرف بندوق چلانے پر اکتفا نہیں کروں گا۔

بلکہ میں باردو کے کسی ذخیرے کوآگ لگانے کی کوشش کروں گا۔" سید غظار نے کہا۔" لیکن میں تم سے وعدہ لینا چاہتا ہوں کہ تم بلاوجہ اپنی جان خطرے میں ڈالنے کی کوشش نہیں کرو گے۔ اگر تم آدھی رات تک واپس آکر سُلطان کی خدمت میں پڑاؤ کا سیجے نقشہ پیش کرسکونو اس کا مطلب بیہ ہوگا ہم آدھی جنگ جیت بچکے ہیں۔'' انورعلیمُسکرایا۔'' نو میں پُورے گیا رہ بجے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔''

₩

ِ رات کے گیارہ نج چکے تھے سیدغفار غازی خان و کی محمد' سیدحمید' رضاخاں اور چند اور بڑے بڑے افسرایک جیمے کے اندر جمع ہوکر انور علی اور اس کے ساتھیوں كانتظاركرر بج تصايك ببريدار خيم مين واخل موااور سي كن كهاد جوق وار انورعلی فی کے بیرات استان کے بیرات کے اور احاضر کرو! پہر بدار چا گیا و بخوری ور بعد الورائ پان اور بچر کے اب بت خیے میں داخل بُوا۔ سيدغفارنے يو چھائے تھارے ساتى كہا ہيں؟" انورعلی نے جواب دیا۔'' میں انھیں ڈشمن کے ریٹاؤ میں چھوڑ آیا ہُوں۔ وہ اس وفت پڑاؤ کے عیں درمیان ہارُو دے ایک بہت بڑے وخیرے کے إردگر چکر لگارہے ہوں گے اورٹھیک تین بجے و ہاڑو دکو آگ لگانے کی کوشش کریں گے۔'' غازی خال نے کیا۔'' انورعلی شمصیں سلطان معظم کے سامنے اپنی ربورٹ

انورعلی نے کہا۔'' جناب میں دی منٹ کے اندراندر دشمن کے پڑاؤ کا پُورا نقشہ تیار کرسکتا ہوں۔''

پیش کرنے کے لیے تیار ہوجانا چاہیے۔ وہ پہنچے ہی والے ہیں۔"

غازی خال کے اشارے پر ایک افسرنے خیمے کے کونے میں پڑ اہُوالکڑی

كاايك صندوق كھولااورايك كاغذاورمخنلف رنگوں كى كئى ڈلياں نكال كرانو رملى كو پيش کردیں اورا نورعلی و ہیں فرش پر بیٹھ کرنقشہ بنانے میں مصروف ہوگیا۔ تھوڑی دیر بعد خیمے سے باہر گھوڑوں کی ٹاپسنائی دی اورا فوج کے افسروں کی نگامیں خیمے کے دروازے پرمرکوز ہو گئیں۔ سلطان ٹیپو' نوسیولالی اوراپی فوج کے دوسرے افسروں کے ساتھ خیمے میں داخل ہُوا اور اس نے کسی تو قف کے بغیر پر چھا۔ وغمن کے برٹراؤکے متعلق کوئی اطلاح آئی ہے جو ب سیرغفار نے جواب دیا یہ حضور انور علی آگیا ہے۔ اورانورعلی جوانتنانی انتهاک سے تقضہ بنا لئے میں مصروف قلا چونک کرا ٹھا اوراس نے آئے چھار ملطان کو نعشہ بین کرتے ہوئے کہاتے ما بیجاہ میں بینقشہ عمل نہیں کرسکا نطان شعل کے ترب فرش کرت کیا اور کیا سے نقشہ پر نظر دوڑانے کے "تم اطمینان سے بیٹرجا وُ اورمیر ہے سوالات کا جواب دو۔" ا نورعلی سُلطان کے سامنے ہیڑھ گیا اور سُلطان نے اپنے ہاتھ کی انگلی ہے ایک سرخ ننثان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔" بیہاں کیاہے؟" ا نورعلی نے جواب دیا۔''عالیجاہ بیہاں ن ہری پنت کی فوج ہے۔'' حیدرعلی کی فوج کہاہے؟'' ا نورعلی نے جلدی ہے نقشے پر چندنشان لگائے کے بعد کہا۔''عالیجاہ ہ! ان کی نوج یہا ںہے <u>ا</u>س جگہ اُن کا تو پ خانہ ہے <u>یہ</u>ا ل تہور جنگ کا خیمہ

ہے___اس جنگ اُن کی رسداور ہا رُود کی گاڑیاں کھڑی ہےاس جگہ اُن کے سوار ہیں___اوراس جگہ اُن کے پیادہ دستے ہیں۔اگر مجھے چند منٹ اورمل جاتے تو میں آپ کی خدمت میں مکمل نقشہ پیش کر سکتا تھا۔'' سُلطان نے کہا۔'' نقشہ کمل کرنے کی ضرورت نہیں۔ابتم صرف میرے سوالات کاجواب دیتے جاوئہلکر کی نوج کہاں ہے؟" عالیجاہ! وہ اس جگہ ہے رہاؤ کے بالکل درمیان کاس کے دائیں جانب اس جگہ بھونسلے کی فوج ہے۔ اس جگہ نواب شاہ نور کے چند دستے ہیں۔ بیر سیاہ رنگ ے تمام نشان دنمن کے تو پ خانے ہیں ۔ یہ پیلے نشانا ت دوسر ہے مر ہشہر داروں اورراجوں کی افغائ ہیں۔ باہر کے نشانات پڑاؤ کے محافظ دستوں کی بیرونی چو کیاں "-U! سُلطان كُنَّه لها و جهال من تصيار الجهاس يراؤك أن ياس ايك برساتي المعاماية -" ﴿ وَاللَّهُ اللَّهُ اللَّ انورعلی جلدی سے ایک نیلے رنگ کی ڈلی کے ساتھا کیے کیکر تھینچتے ہُوئے کہا۔ " عاليجاه وه ناله بيه ہے؟'' ہری پنت یقیناً اِن سب ہے ہوشیار ہے۔ کم از کم اتناعلم ضرور رکھتاہے کہ اگر رات کی تا ریکی میں بھا گناریہ اتو اسے کون ساراستہ اختیار کرنا ہوگا۔'' انورعلی نے نقشے پرایک نشان لگاتے ہُوئے کہا۔'' عالیجاہ!اگرہم اپنی چندتو پیں اس جگہ پہنچا سکیں آفہ ہری پنت کی فوج کو بھی کافی نقصان پہنچایا جا سکتا ہے۔'' تؤ یو ں کی ہمیں دوسرے مقامات پر زیادہ ضرورت ہے اور ہری پنت کی رو کنے کی بجائے اُسے بھا گنے کامو قع دینا ہمارے لیے زیا دہ سُو دمند ہوگا۔ مجھے نو

ج کے کسی اورانسر ہے اس کا رگز اری کی اُمید نہتھی۔ ہمج ہے کئی سال قبل جب میری عمر بہت چھوٹی تھی تو ایک نامورمجاہد جو یائی بہت کی جنگ میں حصہ لے چکا تھا سرنگا پٹم تھا اور میں نے اس سے یا نی بہت کےمیدان کا نقشہ تیار کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔ وہ اولوالعزم مجاہد تمہا راہا پ تھا اوراس نے جونقشہ بنایا تھاوہ آج بھی میر ے ذہن میں محفوظ ہے۔'' یہ کہہ کرسلطان اٹھا اور فوج کے انسروں کوبدایات دیے میں مصروف ہو گیا۔ انورعلی بیمسوس کررہا تھا کہ اُس سے نقشے کی ہرتفصیل سلطان کے دماغ میں نقش ہو يكى ہے-سوار اور مياده نوئ مے انسرول كو ضرورى ماليات و سے بعد شلطان مو سیولالی کی طرف توجد نبوار رات کے تعلیما اڑھائی بجے دیوں کے دائیں با زور تہارے نو پخانے کی گلہ باری نوع ہوجانی جا ہے۔ انور علی تمہاری رہنمائی کر ے گا۔ بائیں بازو سے سیجیدی تو پیل اولہ باری کریں گا۔ انورعلی نے کہا، عالیجاہ! گستاخی معاف کیکن ہم تین بجے سے پہلے حملہ ہیں کر "اور کیوں؟" '' عالیجاہ!میرے دوسائھی دسمن کے ریٹا وُ میں ہیں اوروہ ٹھیک تنین بجے دشمن کے سب سے بڑے با رُودی و خیرے کوآگ لگانے کی کوشش کریں گے۔'' سُلطان مُسكرایا۔''تم انعام کے مستحق ہو۔جاؤا ہے کپڑے تبدیل کرو،مر ہٹہ سيابي كالباس تمهين زيب نہيں ويتا۔''

. پھر سُلطان نے موسیولالی اور تو پ خانے کے دوسرے افسروں کی طرف متو جہ ہوکر کہا۔ اب میں اپنے احکام میں ایک تبدیلی کی ضرورت محسوں کرتا ہوں اوروہ سیے ہے کو پخانوں کی گولہ ہاری ہا رُرود کے ذخیرے کے دھاکے سے پندرہ منٹ بعد شروع ہونی چاہیے۔اگر ہمارے آدمی ذخیرے کو آگ لگانے میں کامیاب نہ ہوں او مجمی ہمیں سواتین ہجے حملہ کر دینا چاہیئے۔"

چندمنٹ بعد انورعلی ایک چھوٹے سے خیمے میں اپنالباس تبدیل کررہا تھا۔ ماہر ہے مُر ادعلی پنے آواد وی کا آؤی تارہ اندر آسکتا ہوں؟"

با ہرے نر ادعلی نے آوادوی بھائی تیں اغدرا سکتا ہوں؟"
"آجادُا!"
مرادعلی اور بھر اندنیے میں واعل ہوئے۔

انور ملی نے تاریخ اور کرتے باز صفے ہوئے کہا۔ مراج بی جانتا ہوں کرتم میر مے متعلق بہت کر نشان ہے لیکن اجبار کی کا وقت نین جھے وشن کے بڑاؤ میں کوئی خطرہ میں میں آیا۔ کیاں کی کے دیاج جھنے کی بھی خرورت محسوں نہیں کی

کتم کس را ہے یا سر دارگی فون سے افعاق رکھتے ہو۔ اوگ صرف ہارش کے متعلق ہا تیں کر رہے تھے۔ میر اسفر بہت دلچشپ تھا۔ ایک خیمے کے قریب سے گز رہتے ہو نے مجھے طبلے اور ساز بگی کے ساتھ ایک رقاصہ کی پائل کی جھنکار سنائی دی اوروہ ایک

دلچیپ گیت گار ہی تھی کیکن مجھے صرف چندالفاظیا درہ گئے ہیں۔" مُر ادعلی نے پینتے ہوئے کہا۔ بھائی جان وہ ضرورسُنا ہے !" مرادعلی میں میں کا کی کا کہا کے کہا کے میں کا کہا کے کہا کے کہا کے کہا کے کہا کے کہا کہ کا کہا کہ کا کہا کہ کا کہا کہ کا کہ کی کا کہ کا کہ کا کہ کی کے کہ کا کہ کا کہ کا کہ کی کا کہ کا کہ کا کہ کا کہ کہ کہ کا کہ کہ کا کہ کا کہ کیا گا کہ کا کہ کا کہ کا کہ کا کہ کہ کہ کا کہ کہ کا کہ کہ کا کہ

ِ ''وہ گار بی تھی۔ آئی ہے برسات، بالم آئی ہے برسات۔ اور آگے مجھے یا د خہیں رہا۔اب چلو!''

انورعلی نے کیگر انڈ کا ہاتھ بکڑلیا اور فرانسیسی زبان میں کہا۔ ہمیں راستے میں باتیں کرنے کے لیے کافی وفت ملے گا۔



اڑھائی ہے کے تریب ہارش کی شدت میں پھے کی آپی تھی۔ اور انور علی
فرائسیں تو پخانے کے کمانڈرموسیولائی ہے کہ دہاتھا۔ اب وشمن کے پڑاؤ کی ہیر
وئی چوکیاں یہاں ہے بہت قریب ہیں۔ ہمیں اور آگے برد صفے کا خطرہ مول نہیں لینا
چاہیے۔ آپ کی تو پوں کا ژخ میرے دائیں طرف ہونا چاہیے۔ تین بجے تک آپ
کی بھی کوشش ہوئی چاہیے کو ڈئن آپ کی اس تعلق خردار ندہو۔ اگر پڑاؤ آپ کی تو
پوں کی دو ہے اور بھی آپ کواس کی پروائیس کرئی جائے۔ آپ کا اولین مقصد
پڑاؤ میں مراہیم کی چھیلانا ہے۔ تو پ خانے کواس جگہ ہے آپ کا اولین مقصد
سٹروع ہوئے سے کہا ہے تھا آپ کی ان کھا تھا ہیں ہونا چاہتا ہوں۔ ''
موسیولائی نے کہا۔ بہت اچھا آپ جا سے مانے کا ہونا چاہتا ہوں۔ ''

چند سپائی جوانور علی کے ساتھ اسٹے تھے تھوڑی دور کھوڑوں کی ہا گیس تھا ہے کھڑے تھے۔انور علی تیزی سے قدم اٹھا تا ہواان کی طرف پڑھا۔

اچا تک ایک آدمی نے آگے بر صراس کاراستدروک لیا اور آہستہ سے کہا۔"

موسیوانورعلی شہر ہے میں آپ سے ایک ضروری بات کرنا چا ہتا ہوں ۔'' پر مسیوانورعلی شہر ہے میں آپ سے ایک ضروری بات کرنا چا ہتا ہوں ۔''

کون _____کیگرانڈ؟'' انورعلی نے ڑکتے ہوئے کہا۔

لَيْكُراندُ نِهِ كَهَا۔" مجھےرائے میں آپ ہے باتیں کرنے كامو قع نہیں ملا۔"

" لىكن پەباتۇ <u>س</u>كاوقت نېيىں ـ"

"میں زیادہ وفت خہیں کو ں گا۔"

" بهتاچها کہیے۔"

کیگر انڈنے کہا۔'' میں آپ ہے وعدہ لینا حیا ہتاہُوں کہا گر مجھےا**ں** جنگ میں کوئی حادثہ پیش آ جائے تو آپ جین کو بیمحسو*ں نہیں ہونے دیں گے کہ*وہ اس دنیا میں بےسہاراہے۔'' چند ثانیے انورعلی کے منھ سے کوئی بات نہ نکل سکی۔ بالآخراس نے کیگر انڈ کے گندھے پر ہاتھ رکھتے ہُوئے کہا۔میر بے دوست شمھیں جین کے متعلق پریشان نہیں ہوناچاہیے۔ مجھے یقین ہے کہ تھیں اس الوائی میں آئے نہیں آئے گیا اورتم بہت جلد سرنگائیم جاسکو گئے یہ ا لیکرانڈ نے کہا۔" مجھا پی زندگی اور موت ہے کوئی دیجین نیس۔ اگر مجھے اس بات کا طمینان موجائے کہ آپ اے سیارا دے سی کا طبینا کا جو چرہ میرے لیے انورملی نے کہا یو میں اور پر مقام اس نتم کی شاعری کے لیے موزوں نہیں تمحاری دمنی کیفیت کا نزازہ لگا ہے جگر میں اس منتیجے پر پہنچاہوں کہ گزشتہ

حادثات نے متعصیں افرنیت پیند بنا دیا ہے آب میں اس بات کی یوری کوشش کروں گا کتم جنگ ختم ہوتے ہی شادی کرلو۔''

لیگرانڈ نے کہا۔'' انوارعلی مجھے بیمعلوم نہیں کہمیرےمتعلق جین کے خیالات کیا ہیں کیکن میں اتنا ضرور جانتا ہُوں کہا گر مجھے کوئی حادثہ پیش آ جائے تو آب اس کے لیےزندگی کا آخری سہاراین سکتے ہیں اور آپ اُسےوہ سب چھوے سکتے ہیں جو میں نہیں دے سکتا۔ میں آپ کی زبان سے صرف بیسُننا حابہتا ہوں کہ اگر متنقبل کے حالات بیٹا بت کر دیں کہبین کومیری تسبت آپ کی زیا دہ ضرورت ہے تو آپ اس کو ما یوس نہیں کریں گے۔''

" لیگر انڈ شمصیں ایک دو زست کے مُنہ پرتھیٹر مارنے کی بُریات نہیں کرنی چا ہے۔ میں جس جین کوجا نتا ہوں وہ تمہاری ہے اور صرف تمہاری رہ کربی وہ میری نگا ہوں میں کوئی عزت حاصل کر سکتی ہے۔ میں اس موضوع پر مزید کفتگو کرنا پسند نہیں کرنا۔ یہ کہہ را نور علی آگے بڑھا اور اپنے ایک ساتھی کے ہاتھی کے ہاتھ سے گھوڑے کی باگ پکڑ کرسوار ہوگیا۔

تموڑی دیر بعدوہ اوران کے لاتی دات کا تاریکی میں غائب ہو چکے تھے
اورلیگر انڈ اپنے دل میں کہ رہاتھا۔ جین مجھانی کم مانگی کا احمال ہے۔ مین جا
مناہوں کہ میں صرف حوادث کے سلاب کی عوجوں نے ایک دوس کا سہارالینے
پر مجبور کر دیا تھا۔ ورندہ ارب والے مختلف تھے۔ میمری خواد کی میں
نے منہیں اپنی اُمیڈول اور آرزووں کا مرکز بنالیا ہے لیکن اگر تم اپنے منتقبل کے
متعلق انور علی میں کوئی کو رہو ہے کہ میں متعلق انور علی میں کوئی تھی جو سے زیادہ نادان ہو۔''

رات کے تین ہے دیمن کے پڑا و کے درمیان اک کا ایک مہیت شعلہ بلندہو ا۔ اور سپائی ایک خوفنا ک دھا کے کی آوزئن کر افر اتفری کی حالت بین اپنے خیموں سے باہر نکلنے لگے۔ پھر چند منٹ بعد ایک طرف سے لا تعداد گھوروں کی ٹاپ سنا کی دی اور بیور کے ہر چند منٹ بعد ایک طرف سے لا تعداد گھوروں کی ٹاپ سنا کی دی اور بیور کے ہر ق رفتار دیتے مار دھا ڈکر تے ہوئے آن کی آن میں پڑا و کے عقب میں جا پہنچ ۔ اس کے بعد دواطر اف سے تو پوں کی دگنا دگن اور تیسری سمت سے بندوقوں کی آوازین سُنا کی دیے لگیں۔ سے بندوقوں کی آوازین سُنا کی دیے لگیں۔ ہری پہنت جوائے ساتھیوں کی نسبت زیا دہ چوکس تھا معمولی نقصان اٹھانے

کے بعد راہ،فراراختیار کر چکا تھا۔لیکن باقی لشکر کی بیہ حالت تھی کہ سیا ہی اپنے

انسروں اور انسر اپنے سپاہیوں سے بے خبر تھے۔ ہرتو اب، ہرراجہ اور ہر ہر دارا پے
کیمپ کی بجائے اپنے ساتھیوں کے کیمپ زیا دہ محفوظ سجھتا تھا۔ جو انواج مشرق کی
طرف تھیں وہ مغرب کا رُخ کررہی تھیں اور جومغرب کی طرف تھیں وہ شرق کو اپنے
لیے زیا دہ محفوظ بچھتی تھیں ۔ ایک لشکر شال سے جنوب کی طرف بھاگ رہا تھا تو دوسرا
جنوب سے شال کا رُخ کررہا تھا۔
اس افر ا تفری کے عالم دین دو آست وہمن کی کوئی تمیز زیھی ۔ ایک مر ہدونوج

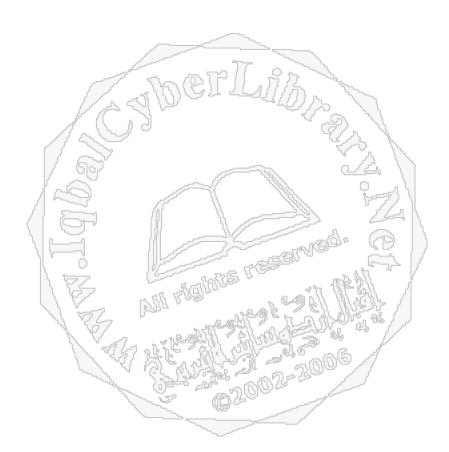
دومری مر مدنون کے جاتھ اور ایک حدر آبادی دستا دومرے حدر آبادی دستا کو استا کو استا کے ساتھ تھم کھیا ہور ہاتھا۔ جو بیائی قرائونی وحواس اور جمت سے کام لے کراپنے مورچوں بیل بیٹھ گئے تھے۔ آھیں میں معلوم بندھا کہ ان ویوں ور بندوقوں کا رُخ مسلم میں طرف مونا جا بھی ۔ اور مائی میں اور میں میٹر اور حدر آبادی بیائی اور میں میٹر ور کے تو بیان کا کوئی حصہ ان کی گار کیا روک سے محفوظ ندھا اور بڑاؤ کے باہر آ کے باہر میلوں تک انتحادی اشکر کی لاشیں بھی کی ہوئی تھیں۔

تہور جنگ، بھونسلے، بُلکر اور دوسرے مر ہشاور مخل سر دار جوانہائی بے سروسامانی کی حالت میں رات کی تاریکی ساتھیوں کو جمع کررہے تھے اُتھیں جس قدر اپنی شکست اور تباہی کا افسوس تھا اسی قدر اس بات کا افسوس تھا کہ ہری اپنی بیشتر فوج اور سامانِ جنگ بچا کرمیدان سے نکل چکاہے۔

اور سامانِ جنگ بچا کرمیدان سے نکل چکاہے۔

صبح کے آتھ بچے تک پڑاؤ کے اندرمر ہشاور حیدر آبادی سیا ہیوں کی رہی ہی

مزاحمت بھی ختم ہو چکی تھی اور فات کے کشکر دشمن کے خالی گھوڑوں اور رسداور ہا رُود سے لدی ہوئی بیل گاڑیوں اور اُونٹوں کی جمع کررہا تھا۔ سلطان کے طوفانی دستے گئی میل تک بھا گتے ہوئے رخمن کا پیکھا کرنے کے بعد واپس آرہے تھے۔ میسور کے سپاہیوں کے لیے۔جوایام جنگ میں زمین کے فرش پرسونے کے عادی تھے، دخمن کے گشا دہ اور بیش قیمت سازو سامان سے آراستہ خیمے عجائب گھروں سے کم نہ تھے۔



آٹھوال باب

دن کے دیں ہے کے قریب سُلطان ٹیپومغل علی خاں کے خالی خیمے میں رونق افر دز تھا۔ یہ خیمہ مخمل کے ریر دوں اور بیش قیمت قالینوں سے آرا ستہ تھا۔ سلطان کے سامنے میز پرایک کشا دہ نقشہ گھلا ہوا تھااور چند آ زمو دہ کا جرنیل اس کے گر د کھڑے تھے۔سلطان نے اپنے قلم ہے نقشے پر چند نشان لگانے اور چند کیکریں تصینجنے کے بعد اپنے ساتھیوں کی ظرف موجہ ہو کہا ہے اک ہمیں یہ جانے کی ضرورت نہیں کہ بیٹن کا نیارٹر او کہاں ہوگا۔ اب وہ سی میں ان میں ہمارے سامنے آنا پسندنہیں کرنے گا۔ ہماری آگی منزل کو پال اور بہادر بندہ کے قلعے ہیں اور انھیں کو بیٹھنے کے بعد وشم کی رائی ہی ہیں ہوت جی اُو سے جانے گی۔ انورعلى خيرة عن والله موالودا من في أوب مسلام كرف معدكها عاليجاه مجھے ابھی معلوم ہوا ہے کافلیدی غورتوں میں ناکلری اہلیجی ہے چند اورعورتیں بھی

بڑے بڑے خاندانوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ سلطان نے کہا، ایس اطلاع مجھے فوراً ملنی چاہیے تھی اور میں نے بیٹھم دیا تھا کہخوا تین کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہیے تم نے ان کے آرام کے لیے کیابندو بست کیا

۔
انورعلی نے جوب دیا۔ عالیجاہ! میں انھیں اس پڑاؤ کے بہترین خیموں میں کھہرانے کی کوشش کرچکا ہوں۔ لیکن وہ کہتی ہیں کہ جب تک ہمیں بیمعلوم ہیں ہو تا کہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا ہم باتی قید یوں کے ساتھ رہنا پسند کریں گی۔
گی۔

سُلطان نے کہا اُٹھ کر دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔تم میرے ساتھ

تھوڑی دیر بعد سلطان اپنے چند انسروں کے ساتھ قیدی عورتوں کے سامنے کھڑا تھا۔ مر ہٹی عربتیں اپنے سروں کے بال کھولے اپنے بچھرئے ہوئے شو ہروں کھڑا تھا۔ مر ہٹی عربتیں اپنے سروں کے بال کھولے اپنے بچھرئے ہوئے شو ہروں اور شتہ داروں کا ماتم کررہی تھیں سلطان کے رعب وجلال نے ان پر تھوڑی دیر کے لیے سکوت طاری کر دیا۔

سلطان نے کہا۔ آپ جی ہے ناکہ کی املیہ ون ہے؟ قیدی عورتیل چند تا ہے ایک دومرے کی طرف دی ہیں۔لیکن سی نے جوب نددیا، بالا آخر ایک ادھیا ترکی بوقار عورت آگے براصیا ور اس نے ہمارے متعلق کیا فیصل لیا ہے کا

سلطان نے ایک سے بیزرنگ کار کی پیکا کھولا اور ملکری بیوی کے سر پر ڈا لئے ہوئے کہا ، مککری بیوی کی میر کے ساتھ نظیم نہیں کھڑ کے ہونا جائے ۔ میں اس ملک کی سی مورت کوائی حالت میں کو رہے کوائی حالت میں کو رہے کا کے ایک کی سی مورت کوائی حالت میں کو رہے کا کی

پھر سُلطان نے مڑکرا نورعلی کی طرف دیکھا اور کہا۔ انورعلی تم ایک قابل عزت ہا ہے کہ سُلطان نے مڑکرا نورعلی کی طرف دیکھا اور کہا۔ انورعلی تم ایک قابل عزت ہا ہے کہ جواور میں تعصیں ایک نہایت اہم ذمہ دارسونپ رہا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ آرام کا پوراخیال رکھوگے۔

انورطی نے جواب دیا۔ عالیجاہ! میری طرف سے کوئی کوتائی نہیں ہوگ۔
سلطان کچھاور کے بغیر اپنے خیمے کی طرف چل ریا۔ ہلکر کی بیوی کی آنکھوں
میں تشکر کے آنسو چلک رہے تھے۔ اس نے ایک مر ہٹے ہر دار کی بیوی کی طرف
دیکھا اور کہا اور مجھے ایسامعلوم ہوتا ہے کہ میں نے ایک سپنا دیکھا ہے۔ وہ انسان
نہیں ایک دیوتا ہے اور اس کے ساتھ جنگ کرنا پاپ ہے۔

تھوڑی دریفوج کا ایک افسر سُلطان کی طرف سے ہرقیدی عورت کو ایک ایک چا دراور دودوم ہریں تفنیم کرر ہاتھا۔

쑈

ا گلے دن سلطان ٹیپوایئے گورز وں اورمختلف محاز وں پر پھیلی ہوئی افواج کے سپہلاروں کے خطوط رہے اوران کے جواب لکھوانے میں مصروق تھا۔ دو کا تب قالین پر بیٹے اس سے ہدایا ہے۔ الحراج تھے معلقان کری پر بیٹھنے کی بجائے خیمے کے اندرآ ہستہ آہستہ کی رہا تھا۔میرمنشی ایک کشادہ میز کے قریب اورسلطان ٹیپو کے باڈی گارڈ دستے کا ایک انسر خیے کے دروازے کے قریب کھر تھا۔ سلطان خہلتے خہلتے ایک خطاکا جواب کھوائے سے بعد میرننشی کی طرف مُتوجہ ہو تا اورو ہمیز سے دُوسِ خطا تھا کو پیش کر دیتا۔ ان خطوط میں حکومت سے ہر محکے ہے برا باور چھوٹے مسائل زیر بھٹ آئے تھے سلطان ہر خطاکوسر ف ایک نظر دیکتا اور سسى نو نف كى بغير جواب كلصوايا شرور كرديتات كين اس كے خيالات اورالفاظ کے تسلس کا بیرعالم تھا کہ کا تب بڑی مشکل سے اس کی رفتار کا ساتھ دے رہے تھے۔ و ہمجھی اینے کسی سلا رکوکسی اہم چو کی یا قلعے برحملہ کرنے کی ہدایت لکھوا تا ہمجھی کسی مظلوم آ دمی کی درخواست پر ٔ ھے کرمقا می حا کم کواس کی دا درسی کی ہدایت کرتا۔ سمجھی تسى عدالت كےغلط فیصلے پر اسے سر زنش كر تا اور تبھى كسى بے صنعتی یا زرعی منصو ہے كو عملی جامہ پہنانے کے احکام صادر کرتا۔

سلطان ٹہلتے خیمے کے ایک دریجے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ باہر سے انورعلی خیمے کے دروازے پرخمو دارلیکن سلطان کے باڈی گارڈ کا اشارہ پاکرژک گیا۔ سلطان چند جملے کھوانے کے بعد اپنے میرمنشی کی طرف متوجہ ہواتو باڈی گارڈ نے

کہا۔ عالی جاہ! جوق دارا نورعلی حاضر ہے۔'' سلطان نے دروا زے کی طرف دیکھااورا نورعلی نے آگے بڑھ کرسلام کیا۔ سُلطان نے اپنے ہونٹوں پر ایک شفقت آمیزمسکر اہٹ لاتے ہوئے کہا۔ ا نورعلی جوق دارنہیں رسالدارہے۔'' انورعلی نے اینے دل مین خوشگوار دھڑ کنیں محسوں کیس اور تشکراور احسان مندی کے جذبات ہے مغلوب ہو کرانی نظریں جھا تے ہوئے کہا۔ عالیجاہ!اگر اجازت ہوتو میں اپنے دوساتھیوں کے متعلق کچھ کہنا ھا ابتاہوں کے سلطان نے کہا جھےان کی کارگز اربوں کا اعتراف ہے اور میل نے انھیں ترقی دے دی ہے۔ پیوغفار نے جن افسرول کے متعلق مفارش کی تھی ان میں تمھا را بھائی بھی ہےاور سے تماری جگیل کئی ہے۔ ایس میں تنظیں ایک ایم مہم ان میں تمحا رابھا نی بھی ہے اور اسے تمیار جگر کی ہے۔ اب میں شمیس ایک جم پر بھیجا جا ہتا ہو ں۔ تیدی عورتوں کو دشمن کے ریا اوسی جہتا گئے کے کیے سی ہوشیا راور فرض شناس

میں ہاورا سے معارف کی ہے۔ اب میں محص ایک ہم مربہ میں معارف ابھا ہو کی ہے۔ اب میں محص ایک ہم میں ایک ہم میں ہے جا جا ہتا ہو سے معارفہ کی ہے۔ اب میں محص ایک ہم میں ہوشیا راور فرض شناس اور میں نے محص اور میں نے محص اس کام لے لیے می ہوشیا راور فرض شناس الدی کی ضرورت تھی اور میں نے محص اس کام لے لیے منتخب کیا ہے۔ تم کل علی الصباح ان کے ساتھ بلیس سوار لینتے جاؤ۔ ان کے لیے الصباح ان کے ساتھ بلیس سوار لینتے جاؤ۔ ان کے لیے پالکیاں مہیا کی جارہی ہیں اور پالکیاں اٹھانے کے لیے دعمن کے چند قید یوں کور ہا کہ الکیاں مہیا کی جارہی ہیں اور پالکیاں اٹھانے کے لیے دعمن کے چند قید یوں کور ہا کر دو۔ مجھے یہ کہنے کی ضرورت نہیں کر داستے میں انھیں کوئی تکلیف نہیں ہوئی چا ہے۔''

عالیجاہ!میری طرف سے لوگی لوتا ہی ہیں ہوئی۔ "بہت اچھاتم جاسکتے ہو۔'' انور علی نے سلام کیااور خیمے سے باہر نکل آیا۔



بونا اور دکن کی شکست خور دہ افواج تنگھدرہ کے آس پاس تمام علاتے اپنے لیے غیر محفوظ بمجھتے ہوئے دریائے کرشناکے قریب جمع ہور ہی تھیں۔

ے پیر وط سے اور اور ایک خیمے میں جمع ہو کرتا زہ صورت حال پر بحث کر رہے ہے۔ میں جمع ہو کرتا زہ صورت حال پر بحث کر رہے ہے۔ تہور جنگ، بلکر، بھونسلے اور دوم سے را ہے اور مر دار کے بعد دیگر مے تھے۔ اس متحدہ انواج کے بید الرائی بنت پرافیز اختات کی بوجھاڑ کررہے تھے۔ اس بحث میں وہ لوگ زیادہ تی کا مظاہرے کررہے تھے جو اپنی بیدیاں میدان جنگ میں چھوڑ آئے تھے۔

مرى پنت غصے على كانتا مواا شااور بائد بيل أواز ميں جواليا۔ ١٠ ٢ ي ميں كوئي ایا جو مجھے ول کا طبعت و استعمال میں کے بارہا آپ کو سمجھاتے کی کوشش کی تھی کہ ہم سیروتفری کے لیے ٹیں آئے۔ لیکہ جنگ کے لیے آئے ہیں اور ہماری جنگ ایک ایسے وشمن کے ساتھ ہے جو گئی عبدانوں میں انگریزی جوج سے بہترین جرنیلوں کے دانت کھے کر چکاہے اس کیے ہمیں عورتوں کوساتھ نہیں رکھنا جا ہیے۔ میں آپ کو بار ہاخبر دار کیا تھا کہ عیش وآ رام کے جولواز مات آپ لوگ ساتھ لائے ہیں اس کے باعث ہمارے لیے نقل وحرکت میں بہت سی مشکلات پیدا ہوگئی ہیں آپ کے لیےنو کروں اور خدمت گاروں کی دیکھ بھال اور حفاظت ایک مسکلہ ہن چکی تھی۔ ہارامقابلہ ایک ایسے مخص کے ساتھ تھا جس کے سیا ہی جنگ کے ایام میں اینے تھیوں میں ریڑی ہوئی دوسو تھی روٹیوں یامٹھی بھرا بلے ہوئے جاولوں کو دووفت کی ضرورت کے کیے کا فی سمجھتے ہیں۔ کیکن آپ کے ہمراہ ہزاروں اُونٹ اور سینکڑوں بیل گا ژباں غیرضروری سازوسامان سےلدی ہو کی تھیں۔ ہم انہتا کی

ضرورت کےوفت جتنا سفر ہفتوں میں کرتے تھے میسور کے سیاہی اتنا سفر دنوں میں کر لیتے تھے۔ میں نے وحمٰن کے حملے سے دو دن قبل آپ کی تھی کہ غیر ضروری سامان سےلدی ہوئی ہیل گا ڑیا ں اور اُونٹ اور لانغدا دخدمت گاروں کووا پس جھیج دیا جائے ۔ لیکن آپ اپنی عورتوں کو بھی ساتھ رکھنے پر مُصر ہتھے۔ نتیجہ بیہ ہوا کہ جس رفنارہے ہم سفر کررہے متھاس ہے کہیں زیادہ تیز رفناری کے ساتھ دھمن اپنے بھاری توپ خانے سیت آگے ہو صور آیا تھا۔ پھر میں نے کالیکری کی طرف پیش قدی کرتے وقت پیرکوشش کی تھی کہ ہمارا بورالشکرایک ساتھا گے بڑھنے کی بجائے چے حصوں میں تقسیم ہو کرسفر کرے۔ کیکن آپ کے لیے میر ابیہ شورہ قابل تبول مُنظارات کے وقت جب بارش ہوری تھی او میں نے سے کہا تھا کو فتن میں نے چند میل دور ہے اور میں آرام کرنے کی بجائے اس ے مقابلے کے لیے تیار رہنا چاہیا گیاں آپ کھی تان کرسو گئے۔ اور جن سیاہیوں کوآپ نے بڑاؤ کی حفاظت مو ٹی کی دہ نمائز اعظامت ہوئے۔ میراقصورصرف بیہ ہے کہ دشمن کے آجا نک حملے کے وقت میں بیدارتھااور سیا ہی آپ کے سیا ہیوں کی نسبت زیادہ چوکس تصاس کیے مجھے اپنی فوج بیا مئسله تفا- کرنِکلنے کامو قع مل گیا۔ اگر آپ میں ہے کوئی ڈٹ کرلڑ تا تو وہ مجھے طعنہ دے سکتا تھا۔لیکن آپ میں ہے کوئی بید دعوی نہیں کرسکتا کہ وہ میدان میں تھہرنے کا

مئسلہ تھا۔ کر نِعلنے کاموقع مل گیا۔ اگر آپ میں سے کوئی ڈٹ کرلڑتا تو وہ مجھے طعنہ دے کا دے سکتا تھا۔ کین آپ میں سے کوئی بید وجو کی نہیں کرسکتا کہ وہ میدان میں شہر نے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اس وقت ہم سب کے سامنے صرف اپنی جانمیں بچانے کامئسلہ تھا۔ فرق صرف بیہ ہُوا کہ میں نے اپنی فوج اس وقت نکال کی تھی جب کہ پڑاؤ کے گرد وثمن کا گھیرا بھی مکمل نہیں ہُوا تھا اور آپ اس وقت اپنے بستر وں سے اٹھے جب دشمن کا گھیرا بھی مکمل نہیں ہُوا تھا اور آپ اس وقت اپنے بستر وں سے اٹھے جب

دیمن پُوری شِدت کے ساتھ حیاروں اطراف سے حملہ کرچکا تھا۔ .

دن کے وفت دشمن کا حملہ کتنا ہی اچا تک کیوں نہ ہوتا ہمارے لیے بیصورت حالات پیدا نہ ہوتا ہمارے لیے بیصورت حالات پیدا نہ ہوتا ہمارے آگے بڑھ کراس کا مقابلہ کرتے کیکن رات کی تاریکی میں اس قدر غیر متوقع حملے کے بعد ہمارے لیے نوج کومنظم کرنے کی کوئی صورت نہ تھی اب ہمیں ماضی کے متعلق سوچنے اور آپس میں جھڑ ہے ہے چھ حاصل نہیں ہوگا میں اس بات کا اعتراف کرتا ہموں کہ ہمیں شکست ہوئی ہے کیکن اس وقت میں ہوگا میں اس بات کا اعتراف کرتا ہموں کہ ہمیں شکست ہوئی ہے کیکن اس وقت میں ہوگا میں اس بات کا اعتراف کرتا ہموں کہ ہمیں شکست ہوئی ہے کیکن اس وقت ہمیں ہوگا میں اس بات کا اعتراف کرتا ہموں کے ہمیں شکست ہوئی ہے گئیں اس وقت ہمیں ہوگا میں اس بات کا اعتراف کو تا ہمیں شکست ہوئی ہے گئیں اس وقت

میں ہوگا میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ ہمیں شاست ہوئی ہے میں اس وقت ہم یہ سو چنے کے لیے آج ہوتے ہیں کہ ہم نے اس شاست سے کیاسبق حاصل کیا ہے۔ میر سے روستون اور اور میں کے ایک اورانی میں شکست کھائی ہے گیاں جنگ اجھی ختم

ایک مرہشر دارنے اٹھ کرکہا'' میں یہ بوچھنا چاہتا ہوں کہآپ نے ہماری ان عورتوں کے متعلق کیاسوچاہے جواس وقت رشمن کی قید میں ہیں؟''

ہری پنت نے جواب دیا۔'' میرے دوست بیصرف آپ کی عزت کا مسکلہ نہیں ہم سب کی عزت کا مسکلہ خبیں ہم سب کی عزت کا مسکلہ ہے۔ اپنی عورتوں کو قید سے چھٹر انے کے لیے ہم وشمن کو شکست دیں گے۔''

سر دارنے کہا اس کا مطلب ہیہ ہے کہ اگر ہم دشمن کو شکست نہ دے سکیں او ہماری عور تیں ان کے قبضے میں رہیں گی؟''

ایک اورسر دارنے اٹھ کرکہا اس وقت میہ بحث فضول ہے کہا گرہم سُلطان ٹیپو

کے ساتھ مصالحانہ گفتگو ہے ان عورتوں کو آزاد کر الیں تو بھی باغیرت مرہشہ آھیں ووبارہ اپنے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دے گا۔" بلكرے نے اٹھ كرغصے سے كانيتے ہوئے كہا۔" اگرتم ميں سے كسى نے ان عورتوں کے متعلق کوئی بد کلامی کی تو میں اسکی زبان تھینج لوں گا۔ میری بیوی بھی مسلمانوں کی قید میں ہے اور میں تم سب کے سامنے بیعلان کرتا ہوں کہ کوئی مربشہ عورت اس سے زیادہ قابل عزت نہیں ۔ '' اس چندم مشرراجوں اور سر داروں کو طیش آگیا اور وہ بلکر کے ساتھ بد کلامی پر ئے اچا یک ایک مربید نوجوان میں کے اندر والل ہوا اور آئی کے ایسے کر مربید نوجوان میں کے ایسے براہ کر بلكركويريام كرتے ہوئے كا "مہاراج الى صاحب دوسرى فيدى ورنو سے ساتھ تیجیلی چوکی پر پہنچ گئ میں ۔ معیسور کافوج کا ایک انسر اور بیٹ سنے سیا ہی ان کے سا تھ ہیں رانی صاحبہ جاری چوگی برزگ تی بیں اوران کے ساتھ آنے والی تمام عورتیں یہ کہتی ہے کہ جب تک ہمارے آ دمی ہمکیں گینے کے لیے یہاں نہیں آئیں گے۔ہم ہ گے نہیں بر^رھیں گی۔'' ا یک مر ہٹ ہر دارنے کہا۔'' جاؤ انھیں کہہ دوکریہاں ان کے لیے کوئی جگہ نہیں بُلكرنے تلملا كركہا۔ "تم أن كے تتعلق كچھ كہنے والےكون ہو؟" سر دارنے جواب دیا۔" آپ مجھےاپی بیوی کے متعلق کچھے کہنے ہے منع نہیں كريسكتے۔"" بُلكرنے لاجواب ہوكرحاضرين مجلس كى طرف ديكھا اوركہا۔" ميں ان کے استقبال کے کیے جارہاہُو ں۔ آپ میں سےکون ہے جومیر سے ساتھ آنا جا ہتا

"<u>?</u>~

خیمے کے اندرتھوڈی دیر کے لیے سکوت طاری ہوگیا۔ پھر چھمر ہٹہ سر دار یکے بعد دیگرےاٹھ کرآگے بڑھے اور ملکر کے ساتھ خیمے سے با ہرنکل آے۔

نو جوان ایلی جوعورتوں کے متعلق پیغام لایا تھا، سیجھ دیر تذبذ ب کے حالت میں کھڑار ہا۔ بالآخراس نے کہا۔" دشمن نے تمام عورتوں کو بھیج دیا ہے۔"

بھونسلے نے اس کی طرف قبر آلودنگا ہوں ہے دیکھتے ہوے کہا" بھاگ جاو

يبال سے تمام ﴿ عَلَيْ فِيرِت نِين بوسكة - "

نوجون بدول سا ہو کر نیے ہے باہر نکل آیا اور بھا آیا ہُواہ لکر اور اس کے ساتھوں ہے جاملا نے مورسوال کیا۔ ساتھوں ہے جاملا نیے ہے تو دی دور ملکر نے موجہ ہو کرسوال کیا۔ در مورسوں کیا۔ در مورسوں میں مورسوں کیا۔ در مورسوں کیا کیا۔ در مورسوں کیا۔ در مو

" مورتیں پیدل آئی۔" "نہیں مہاران ۔ وی کا ایس بالیوں سوار کرا کے بیجا ہے اوروہ لوگ جوان کی پلکیاں اٹھا کر لائے بیل جاری کی توقع کے آدی ہیں جنمیں وشن نے رہا کر دیا ہے۔"



مر ہٹے عورتیں پاکیوں سے نکل کر درختوں کی چھاوں میں بیٹھی اپنے آ دمیوں کا انتظار کر رہی تھیں میں بیٹھی اپنے آ دمیوں کا انتظار کر رہی تھیں میسور کے سوار اور وہ مر ہٹے تیدی جو اُن کے ساتھ آئے تھے۔کوئی ڈیڑھ سوسوار شال کی طرف سے نمو دار ہُو ہے اور ٹھوڑی دیر میں چوکی کے قیب پہنچ گئے۔ گئے۔

چوکی کے ایک سپاہی نے بلند آواز ہیں کہا۔'' مہاراج ملکر خود تشریف

لاربيل-"

میئورکے سپاہی اپنے نوجوان سالار کے حکمیے آگے بڑھ کرایک سف میں کھڑے ہوگے ۔ ہلکرنے اپنے ساتھیوں کوجن میں سے اکثر اس کی نوج کے بڑے بڑے افسر

سرب است ہلکرنے اپنے ساتھیوں کوجن میں سے اکثر اس کی نوئ کے بڑے بڑے انسر علار نے اسر علار نے اشارے سے رُکنے کا حکم دیا ۔ پھر وہ اور چھاور ہر دارا پنے گھوڑوں سے اُر پڑے اور سیدے ورتوں کی طرف بڑھے۔ اور چند ثانیہ بعد بیلوگ محوروں کی طرف بڑھے۔ اور چند ثانیہ بعد بیلوگ مجموع سے محرموں کی طرح اپنی بیویوں کے سیا است کے موت بھنچے ہموے سے اور وہ بڑی مشکل سے ایک آنسون طرنے کی کوشش کررہا تھا۔ بالآخراس نے کرب اور وہ بڑی مشکل سے ایک آنسون طرنے کی کوشش کررہا تھا۔ بالآخراس نے کرب انگیز لیھے میں امائے دائی میں شرعدہ ہوں سیاں سے زیادہ کے خواہیں کہ ساتا کہ انگیز لیھے میں امائے دائی میں شرعدہ ہوں سیاں سے زیادہ کے خواہیں کہ ساتا کہ

انگیز کیجے بیل مائے رائی میں شدہ ہوں۔ ہیں اس سے زیادہ کی بیوی نے نورا رسوئی کی زندگی ہیر ہے لیے ہوئے کے زیادہ تکان کی زندگی ہیر کے لیے دوشکے۔ میکند کی بیوی نے نورا گفتگو کا زُرِجَ بدیلے کی ضرورت محمول کی۔ اس نے ایچیان اب تی لوگ کیوں نہیں آ ہے؟ ملکر نے اسلی وجہ طاہر کر تھی جائے جانے دیا ہم اُن کا انتظار نہیں کر

ملکرنے اصلی وجہ طاہر کرے گئی بجائے جواب دیا ہم اُن کا انتظار نہیں کر سکے میں اُن کا انتظار نہیں کر سکے میں آپ سب کی سواری کے لیے ہاتھی لانا چاہتا تھا۔ لہکن پھر خیال ہوا کہ ہاتھی تیار کرنے میں دریہوجائے گئے۔"

میں وہ بولی۔'' مہاراج آپ کو ہم سے پہلے میسور کے سیاہیوں کی طرف متوجہ ہونا چاہیے قا۔ ' مہاراج آپ کو ہم سے پہلے میسور کے سیاہیوں کی طرف متوجہ ہونا چاہیے قفا۔ وہ اگر کسی بڑے انعام کے مستحق نہیں او آپ کی طرف سے شکریہ کے حقدار ضرور ہیں۔''

بُلکر لمبے لمبے قدم اٹھا تا ہوا سپاہیوں کی طرف بڑھا۔ میسور کے سپاہیں نے اُسے سلامی دی اوراس کے بعد اُن کا افسر آگے بڑھ کر ہلکر کے سامنے مُو دب گھڑا ہو م

گيا_

ہلکرنے بوچھاتم ان کےافسر ہو۔" جي ڀال!" «تحھارانام؟" "انورعلي؟" میسوری فوج میں تمھا رائم ید اکیا ہے؟'' Sincipline of International Contraction of the Cont ميرانا مهلكر جي ورين آپ كاشكرگزار مول اي انورعلی نے کہاجی ہم نصرف ایتافرض پورا کیا ہے اور ب اگر آپ اجازت ديرة بم يل دوايس جانا جايا جينيات ہلکرنے اپنے گلے ہے موہوں کی ایک ملا وربونے کی تعلی جس میں بیش قیت ہیرے جڑے ہُوئے تھے اتاری اور انورعلی کو پیش کرتے ہویے کہا" میں آیکے سیاہیوں،اور بیٹھی آپ کاانعام ہے۔'' انورنے جواب دیا۔'' ہلکر نے کدرے نو قف کے بعد کہا۔'' آپ سلطان ٹیو کومیر ی طرف سے بید پیغا م دیں کانھوں نے میری گردن برایک پہا ڈر کھ دیا ہے اورو ہ مجھے ناشکرانہیں یا کیں گے ا نورعلی نے ہلکر کوسلام کیا اورایئے سیاہیوں کو گھوڑوں پرسوار ہونے کا حکم دیا۔ جنعورتوں کے ورثا انھیں واپس لینے کے لیے تیار نہ تھےوہ ہلکر کی بیوی کے پس تھہر گیئں اگلے روز ہلکر کی لعنت ملامت کے باعث چنداورسر دارا بنی ہیو یوں کو واپس لینے پر آما دہ ہو گئے۔ لیکن بعض صورت یہ بھو لنے کے لیے تیار نہ تھے کہ

تین دن بعد میسور کے طاف جوابی کاروائی کی تجاویہ بڑو رکرن کے لیے خدر را بادی اور طرید افواق کے را جنما ہری بیت کی افیے، میں بھی تھے۔اس اجلاس میں ایک انگریز افراق کے را جنما ہری بیت کی افیے دو دو دون قبل بوتا میں ایسٹ انڈیا تمینی کے ایجنٹ سر جا راس میلٹ کے خطاص مہایا ہے کے کروہاں پہنچا تھا۔ ہلکر نے اس اجلاس کی کاروائی میں حصہ لینے ہے افکار دیا تھا اور حاضری مجلس اس کی غیر حاخری بہت محسوس کرر ہے متھا کی مر بہتہر دار نے اٹھ کر یہ تجویز بیش کیا کے ملکہر کومنا نے بہت محسوس کرر ہے متھا کی مر بہتہر دار نے اٹھ کر یہ تجویز بیش کیا کے ملکہر کومنا نے کے لیےا کی و فد بھیجا جائے۔

ابھی اس تجویز پر بحث ہور ہی تھی کہا ندور کی نوج کا ایک افسر خیمے میں داخل ہوااوراس نے کہا۔" ہلکر مہاراج تشریف لارہے ہیں۔" چند منٹ بعد ہلکر خیمے کے اندر داخل ہوا۔ حاضرین مجلس نے ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی کرسیوں سے اٹھ کر اس کا خیر مقدم کیا ہری پنت نے اسے اپ دائیں جانب بٹھانے کی کوشش کی لیکن وہ اس کی طرف توجہ دیے بغیر چند قدم دور بیٹھ گیا۔

اجلاس کی کاروائی شروع ہوئی اور ہری پنت نے تقریر کرتے ہوئے کہا: دوستو؛ اور بھائيو؛ ہم جن حالات كا سامنا كررہے وہ آپ سے پوشيد نہيں ہمیں فوراً کوئی فیصلہ کرنا جاہیے اگر ہم نے پیش قدمی میں مزید تاجر سے کام لیا تو شکبھد رہ اورکر شناکے درمیان ہمارے کئی قلعے دشمن کے قبضے میں چلے جا ^کیں گے۔ ہم نے گزشتہ لڑائیوں میں جونقصانا ت اٹھائے ہیں ان کی ایک بڑی وجہ بیھی کہ برسات کے موسم میں جمارا رسداور کیک کا نظام درہم برہم ہو چکا تھا۔ کیکن اب ہارے راستے میں وہ وشواریاں نہیں ہیں اب آگر ہم دریائے تنکیحد عبور کر کے جنوب کی طرف و ثمن کے لیے جا ذکھول دیں افراس کے لیے تکھید ہے اس یا رکھبرنا مشكل موجا يخ كابرسات محيم مين وثمن كى كالميابيون كامداراك كى بياده نوج بر تھا۔لیکن اب پہل جا ہے سواروں کے ہاتھ گی۔ اگر ہم نے است ماہ مدا فعانہ كررروانى براكتفا كيافو الكالوم يرساك فين جاري كيد دريائ كرشاك بارهبر نابھی مشکل ہوجائے گا اگر موقت ضائع جائریں تو جنگ کا فیصلہ ابھی ہارے ہاتھ ہے۔'' ہلکرنے اٹھ کر کہا مجھے ڈرہے کہ آئند ہرسات تک اگر ہمیں صرف با زووّں پر بھروسہ کرنا پڑانو دشمن کالشکر بینا اور حیدرآ با دے دروا زوں پر دستک دے رہا ہوگا۔'' بجونسلے نے اُٹھ کر کہا ہلکر مہاراج آپ کوالی گفتگو زیب نہیں ویت۔ اگر آپ کے ماس کوئی بہتر تجویز ہوتو ہم سننے کے لیے تیار ہیں۔''

ہلکرنے جواب دیا۔'' میں یہاں کوئی تجویز لے کرنہیں آیا ہوں میں صرف یہ جانتا ہوں کہا تگریز جن کی شہ پر ہم نے یہ جنگ شروع کی تھی اس وقت کیا سوچ رہے ہیں ؛وہ ابھی تک میدان میں کیوں نہیں آئے سرچارس میلٹ نے آپ کے رہے ہیں ؛وہ ابھی تک میدان میں کیوں نہیں آئے سرچارس میلٹ نے آپ کے

حوصلے بلند کرنے کے لیےاپناا بلجی بھیجاجا ہتا ہوں کہوہ کیا پیغام لایاہے؟'' حاضرین مجلس کی نگا ہیں مسٹریون پرمرکوز ہو گئیں وہ اٹھااور ہلکر سے مخاطب ہوکر پولا '' پور ہائینس اگر ایسٹ انڈیا تمپنی نے کوئی وعدہ کیا ہے تو وہ ضرور پورا کیا جائے گا۔لیکن آپ کو میزبیں بھولنا جا ہے کہ آپ کے میدان جنگ میں آنے سے يہلے ہم ايك مدت تك تناوشن كے ساتھا و بيكے بين -اب ہميں دوباره ميدان ميں آنے سے پہلے تیاری کضرورت ہے۔ ہلکر فے طنز بیامیز کیج میں جہا۔ '' اور تبہاری تیارائی وفت کمل ہوگ جب ہاری رگوں ہے خون کا آخری قطرہ بہد چکا ہوگا چرتم سرف سلطان ٹیپو ہی ہے نہیں بلکہ بونا اور حیدی و کی حکومتوں سے بھی اپنی شرا نظامنوا سکو کے مسٹرمیاے کئ بار میں یہ تملی دیے مجے بیل کو اور وہ کورز

بارہمیں یہ سی ورئے ہے ہی گیلارڈ کا رفواس ایک مضبوط آدی ہیں اوروہ کورز جزل کا عہدہ سنجا ہے ہی میسور کے خلاف اعلان جگ کردیں گے۔ ہیں بیجاننا چا ہتا ہوں کہ ہمیں کہ بیٹ کر اوائس کی تیاریوں کا انتظار کرنا پڑے گا؟"

ہمسٹریون نے کہا۔" یورہائینس! آپ کو مایوں نہیں ہونا چا ہیے۔ ہمیں زیادہ دیر نہیں سے گی۔ ہیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ لارڈ کارنوائس ایک مضبوط آدی ہیں۔ اوروہ سلطان ٹیپو سے نیٹنے کی ہمت رکھتے ہیں۔ لیکن انگلینڈ ہیں ایسے لوگ موجود ہیں جو میں ایسے لوگ موجود ہیں جان لوگوں کو مطاق کرنے کے جود ہیں جان لوگوں کو مطاق کرنے کے لیے لارڈ کارنوائس ایسے حالات پیدا کر مخالف ہیں۔ ان لوگوں کو مطاق کرنے کے لیے لارڈ کارنوائس ایسے حالات پیدا کر نے کہ تعمین مرف معاہدہ منگلور جنگ سے کہ تعمین صرف معاہدہ منگلور جنگ سے کہ تعمین صرف معاہدہ منگلور جنگ سے کہ تعمین صرف معاہدہ منگلور جنگ سے

روکے ہوئے ہے اور لارڈ کارنوالس بیمعاہدہ تو ڑنے کے لیے کسی معقول بہانے کی تلاش میں ہیں۔'' تلاش میں ہیں۔''

مسٹریون نے جواب دیا۔ یور ہائینس بہانہ تلاش کرنا اتنامشکل نہیں کیکن میں آپ کی خدمت میں عرض کرچکا ہوں کہ میں جنگ کی تیاری کے لیےوفت کی ضرورت ہے۔''

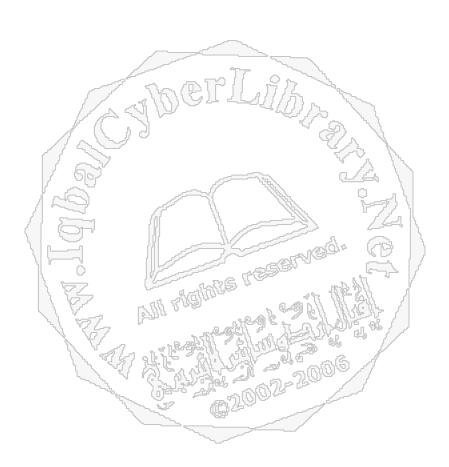
" تو اس کا مطلب بیہوا کے جیاب تک الارڈ کارٹوالس جنگ کے لیے تیار نہیں ہوتے وہ سلطان نیپولواپئی دوسی کا یقین دلاتے رہیں گے در جیسان کی تیاریاں مکمل ہوجا اس کی تو وہ سلطان نیپولواپئی دوسی جائے میسور پر چڑ صائی کردیں ہے لیکن ہم مید کیوں نہ بہت ہوگا وے سائی ہے وہ کا جہس بھی دھوکا دے گئی ہے وہ کا جہس بھی دھوکا دے گئی اور جن بہا نوں کا جہا رہائے گرا تھوگا دے گاہوں کے معاہودوں کی خلاف ورزی کی اور جن بہا نوں کا جہا رہائے گئی تو کے ساتھوں کے معاہودوں کی خلاف ورزی کروگے وہ کئی دن ہمارے جا گیا اور الکر نے قدرے تو تف کے بعدا پی آواز بلند محلل پر ایک سکوت جھا گیا اور الکرائے قدرے تو تف کے بعدا پی آواز بلند کرتے ہوئے کہا۔ بھائیو میری بات غور سے شو! لارڈ کارٹوالس ٹیپوکا دشن ہے معاہود کو بیٹھنے نہ جانہ و میں ملک بہت بڑی سلطنت کھو بیٹھنے

رہے ہوتے ہا۔ بھ یو۔ پر ناہوں ورسے ہو، ناروہ رو ہی ایک بہت ہوئی سلطنت کو بیٹھنے نہ ہارے دوست۔ وہ امریکہ میں انگریزوں کی ایک بہت ہوئی سلطنت کو بیٹھنے کے بعد یہاں آئی ہے اور انگریزوں نیاسے یہاں اس لیے نہیں بھجا کہوہ میسور کی سلطنت فتح کر کے ہمارے آگئے ڈال دے۔ بلکہ اسے لیے بھجا گیا ہے کہ انگریزوں نے جونقصانا ت امریکہ میں اٹھائے ہیں وہ ہندوستان سے پورے کے جا کئی نہیں ہوگ۔ کیں اور صرف میسور کی سلطنت بینقصانات پُورا کرنے کے لیے کافی نہیں ہوگ۔ آئی اگر میسور کی باری ہے قائل ہماری باری آئے گی۔ شلطان ٹیپو کے ساتھ انگریزوں کی دشنی کی وجہ صرف بیہ ہے کہ وہ اسے اپنے شلطان ٹیپو کے ساتھ انگریزوں کی دشنی کی وجہ صرف بیہ ہے کہ وہ اسے اپنے شلطان ٹیپو کے ساتھ انگریزوں کی دشنی کی وجہ صرف بیہ ہے کہ وہ اسے اپنے

راستے میں ایک بہت بڑی دیوار مجھتے ہیں اور ہمیں ان کا راستہ صاف کرنے کے لیےاں دیوارکوگرانے کی حمافت نہیں کرنی چاہیے۔اس دنیا میں اگر کسی کوایک شریف دوست ندمل سکے تو اسے بیتمنا کرنی جا ہے کہاس کا دشمن شریف ہو۔ اور سلطان ٹیپوا یک شریف دشمن ہے۔اس کی شرافت کاس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوسکتا ہے۔ کہ جاری قوم کی جو بیٹیاں اس کی قید میں تھیں وہ اسے اپنا بھائی اورب کہتے ہوئے فخرمحسوں کرتی میں اور جب انگریزوں نے میسور پر جملہ کیا تھا تو انھوں نے ائنت بوری فنتح کی خوشی میں سینکاڑوں ہے بس عورتوں اور نہتے قید بوں کوموت کے گھا ك اتارديا تها ردیا قا" ۔ بری بنت نے کہا آپ کے خیالات میں سالد بل سرف آئی ہے کہ ٹیپو نے مادی عورنوں کے ساتھ شریفانہ برنا و کیا ہے لیکن آپ یہ یوں نہیں سو چنے كه يصرف ال كي أيك سياى على أن وه ايد جانتا تقي و و بيجانتا تفا كها كران عورتو ل کے ساتھ کوئی بدسلوکی کی گئی تو تمام سر میں میاستوں میں انگجائے گی اور ہم اس تو مین کابدلہ لینے کے لیے سرنگا پہم پہنچنے کی ہمت رکھتے ہیں۔'' ا یک نو جوان لڑی خیمے میں داخل ہوئی او راس نے بلند آواز میں کہا جوسر نگا جسم چہنچنے کی ہمت رکھتے ہیں اٹھیں خطرے کے وقت اپنی ہیو یوں اور بہنوں کو چھوڑ کر بھا گنانہیں جا ہے تھا۔' مجلس پر ایک سناٹا چھا گیا چند اورعورتیں خیمے کے اندر داخل ہُو کیں نو جوان لڑکی نے آگے بڑھ کرایک مرہشہر دار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہامیر ااپتی يہاں موجود ہے اور ميں اس سے بيايو چھنا جا جتى ہوں كەميں نے كيابا ب كياہے؟ کیامیراقصور بیتھا کہ میں ایک عورت تھی اور بھاگتے وفت اس سے پیچھے رہ گئی تھی

میں اورمیری بہنیں یہ جھتی تھیں کہ ہمارے پی کے ساتھ لڑتے ہوئے مارے گئے ہیں اور ہم ننگے دراُن کا ماتم کررہی تھیں۔ سُلطان ٹیپو جارا دہمن تھالیکن اس نے ہمیں اپنے سر ڈھاپنے کے لیے جا دریں دیں ہم اس کی قید میں تھیں لیکن میسور کے دی سیاہی کی مجال نہ تھی کہ وہ آئکھا ٹھا کر ہماری طرف دیکھے سلطان نے ہمیں عزت ہے یہاں بھجا کیکن یہاں پہنچ کر ہم اپنے متعلق بھی نہیں کرسکتا میں پوچیمتی ہوں کہ تمحاری غیرت اس وفقت کہاں گئے جب تم جمین وشن کے تبضے میں چھوڑ کر بھاگ آئے تضای '' راجہ بھونسلے نے نوجوان لاکی کے الفاظ سے متاثر ہو کہا بہنو؟ شمصیں یہاں آنے ی ضرورت نہ تھی اگر کئی نے تھا ہے متعلق کوئی بڑی بات کی ہے تو اس نے یر ایاب کیا ہے اور میں اس کشرے ہر سیابی کا طرف سے معانی ما نگا ہوں۔' ایک ادھیڑعورت کنے کہا مہارات ہم اس وفت تک یہاں ہے نہیں ہلیں گ جب تک ہمیں بیمعلوم نہیں ہوتا کہ ہمارے متعلق ہمارے خادندون نے کیا فیصلہ کیا آپ اینے آ دمیوں کے خیموں میں چلی جائیں اگر کسی کا پتی اعتر اض کرے گا تو ہماس سے نیٹ لیں گے ہماری نظر میں تم سب دیویاں ہو۔ " مجھو نسلے یہ کہہ کر آگے بڑھااورایک سردارکو ہاتھ سے پکڑ کر بولائم کیاسوچ رہے ہواٹھوا بی بیوی کو ساتھ لے جاؤہم جنگ کے متعلق کل سوچیں گے۔'' بھونسلے کی تقلید میں باقی سر داراو ررا ہے دوسری عورتوں کے خاوند دں کو ہاتھ ے پکڑ کرا ٹھار ہے تنے اعتر اض کرنے والوں کی زبا نیس گنگ ہو چکی تھیں تھوڑی دہر

بعدتمام عورتیں اپنے اپنے شو ہروں کے ساتھان کے خیموں میں جا چکی تھیں۔''



نوال باب

بونا اور حیدر آبادی فوج ابھی حملے کی تیاریاں کر رہی تھیں کہ سلطان نے دریائے تنکبھد رہ آس باس چند چو کیوں اور قلعوں پر قبضہ کرنے کے بعد بہا در ہند کا محاصرہ کرلیا اینے محل وقوع اور د فاعی استحکامات کے لحاظ سے بہا در بند کا قلعہ مر ہٹوں کاعظیم ترین متعقر تھا اور سلطان نے اس قلعے پر اس وقت حملہ کیا تھا جب کہ اتحادیوں کی ایک لا کھ سے زیادہ توج صرف چند میل دُور پر اوَ ڈ دالے ہوئے تھی۔ ۸جنوری ۱۷۸۷ و کی میسور کی نوج نے ایک شدید حملے کے بعد اس قلع پر قبضہ کرنے کی کوشش کی کیکن دعمی کی شدیدمز احمت کے باعث اسے پیچھے بٹناریڑا۔ چند گھنٹے بعد سلطان کالشکر دوسرے حملے کی تیاری کررہا تھا کہ اتحا دی شکر کے یر اوّ ہے ایک اہلی مفید صند النظام نے نمودار موااور اس نے سلطان کے ساتھ سلے ی بات شروع کردی سطان نے فورا جگ بندار نے کا تھے دیالیکن حیارون تک اتحادیوں کے ساتھ ملح کی شرائط طے نہ ہوسکیں اور سلطان کو بیاندا زہ ہُوا کہ کے گفتگوشروع کرنے ہے دشمن کا اصل مقصد صرف مزید تیاری کے کیے وقت حاصل کرنا ہے چنانچہ ۳۱ جنوری کی صبح میسور کے لشکر نے بہا در بندہ کے قلعہ بر گوالہ بر دوبارہ گولہ باری شروع کر دی قلعے کا مر ہشہ کمانڈ کمانڈ نٹ مارا گیا اور سیاہیوں نے بیرونی اعانت سے مایو*ں ہوکر جھتیا ر*ڈال دیے۔ بہا در بندہ کا قلعہ ہاتھ سے نکل جانے کے بعد اتنحا دی کیمپ میں بر دلی پھیلی چکی تھی ایک راجہ دوسرے راجہ او را یک سر دار کو کوٹ رہا تھا نظام کے سیا ہی مرہٹوں کو

بن کا میں وہدر سر اللہ دویہ کے اور دوری کے اسال کا اور میں اور میں اللہ می

پہنچ کیے تھے اور انھیں یہ یہ مجھار ہے اتھے کہ ابھی تمھا را پچھ بیں بگڑا ہے۔ اگر اب بھی تم آپس کے اختلا فات دُور کر کے متحد اورمنظم ہو جا وُ تو جنگ کا یا نسہ ملیث سکتاہے۔ میسور کی فوف اینے محد دو دو سائل کے ساتھ چند ہفتوں یا چند مہنو سے زیا دہ تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اگرتم کیچھ عرصداور ہمت سے کام لوتو ایسٹ انڈیا تھمپنی میدان میں آ جائے گی۔ کیکن نوج کے بمپ میں ہلکر کی طرح کئی اورسر دار بھی اب کھلے بندوں اس منتم کے خیالات کا اظہار کر رہے تھے کہ انگریز ہمارے ساتھ دھوکا کر رہے ہیں۔ وہ صرف بیرجائے ہیں کہ جم بیسور کوا دھرموا کر کے ان ے آگے ڈال دیں۔ لیکن ہمیں بیٹیس بھولنا جا ہیے کہ اگر اس جنگ نے طول کھینچا تو ہماری اپنی حالت میں ورہے بختلف نہیں ہوگی ۔ پھر انگریز کو اس بات کی پوری آزا دی ہوگی کہ وہ جماراحلیف بن کرمیسور کی سلطنت کا ایک پڑا حصہ ہتھیا ر لے با نیو کا طیف بن کرمارے طاق طاق جا کرد ہے۔ سلطان ٹیپوکوبھی اس بات کا اس کی تھا کہ اگر جنگ کی طوالت کے باعث انگریزوں کو تیاری کامو قع مل گیا تو اسے دو محازوں پرلڑ ناپڑے گا۔نظام اور پیشوا کو صلح پر آما وہ کرنے کی اب یہی صورت باقی رہ گئی تھی کہ جنگ کوکسی تا خیر کے بغیر محتم كرديا جائے۔ مر ہٹكيمپ كے حالات اس سے پوشيدہ ندھے۔اس كے جاسوس اسے میل میل کی خبریں دے رہے تھے۔ چنانچہاس نے کسی تو قف کے بغیر اتحا د یوں کے بڑا و*ئر جملہ کر دیا۔ بیجملہ جس قدر*ا جا نک اورغیرمتو تع تھااسی قدرشدید تھا۔ہلکر کےسواجس نے جنگ شروع ہوتے ہی اپنے سیا ہیوں کومیدان سے نکال لیا تھا باقی مرہشا فواج سخت تباہی کا سامنا کررہی تھیں۔ چند گھنٹوں کے اندرا نذرمیدان صاف ہو چکا تھااورسلطان کے طوفانی دیتے

بھاگتے ہوئے دشمن کا تعاقب کررہے تھے۔نظام کالشکر جوب تک صرف تماشائیوں کی حیثت میں اپنے حلیفوں کی کارگز اری و یکھنے کاعا دی تھا پہلی بارشیر میسور کی قوت کا سیجے اندازہ کررہا تھا۔ تہور جنگ میدان سے بھا گئے میں سبقت کرنے کے باوجودبيدد مكيرر ماتفا كهاس كايوم حساب شروع هو چكا ہےاو رميسور كى فوج جواب تك اس کے ساتھ رعامیت برتی آئی تھی اب نظام کے تمام سابقہ گنا ہوں کا حساب چکا نے کا فیصلہ کر چکی ہے۔ میسوری افواج نے شام تک اس کا تعاقب جاری رکھا۔ اور رات کی ار یکی میں جے وہ میدان جنگ ہے کوسوں دورا کیے بقیمۃ السیف ساتھیوں کے درمیاں کھڑا ایجے نقصانات کا جائزہ کے رہاتھا تواسے بیلعلوم ہوا کرتو یوں کے علاوہ اس کے اسلمہ بارہ داور رسندی بیشتر گاڑیاں وشمن کے تبضے میں جا چکی ہیں۔ تموری در بعد جب ایک جنگل میں جمو فضا اور بری بنت کے بناتھاس کی ملا قات ہو کی تو اس کے انتہان فایٹ کے ایک کیا ۔ مجھمعلوم میں کمستقبل کے متعلق آپ کے کیا آرادے میں لیکن جہال تک جدر آباد کا تعلق ہے میں بورے داؤ ق کے ساتھ میہ کہ ہسکتا ہوں کہ ہمارے کیے میہ جنگ ختم ہو چکی ہے۔ جسونت راؤنے کہا۔ میرے دوست! ہلکر آپ سے زیا دہ ہوشیارتھاوہ سے بات كئ مهينے پہلے مجھ گيا تفاجوتم آج سمجھ ہو۔ اور ہم شايد چند دن ياچند ہفتے بعد شمجھ جائيں۔ ہری پنت نے غصے سے کا نیتے ہوئے کہا۔ ہم اس حملے کے کیے تیار نہ تھے۔ اگر ہلکر دخمن کے رائے ہے اپنی فوج نہ ہٹا تا تو ہمیں اس صورت حال کا سامنا نہ کرنا ریر تا۔ اب دشمن جس قدر آگے بڑھے گااسی قدراس کی مشکلات میں اضا فیہوتا جا ئے گا۔ہم قدم قدم پراس کا مقابلہ کریں گے۔

اس فنچ کے بعد سلطان نے تنکبھد رہ اور کر شنا کے درمیان کسی جگہ دشمن کو دم لينے کامو تع نه دیا تے ہور جنگ ہرمحاز پر کوسوں دورر ہناپسند کرتا تھااورمر ہیٹے ہیا ہی کسی ا یک جگہ جمع ہونے کی بجائے منشر ہوکر بھیڑوں کی طرح میسور کی فوج ک آ گے بھا گ رہے تھے۔ ایسٹ انڈیا تمینی کے ایمنٹ لارڈ کا رنوالس کو بیہ پینچ م جھیج رہے تھے کہاب ہمارے دوست ہمت ہار چکے ہیں۔ پونا اور حیدر آبا دکے در باروں میں ہری پنت اور تہور جنگ کے ایکٹی میر کہ آرہے تھے کہ بم جنگ ہار چک ہیں۔ اب اگر سلطان کے ساتھ باعزت شرا نظر یہ موسکتے تو چمیں اسے بھی اپنی نتح سمجھنا جا اورشران کھا ہے بہت دور آچا تھا۔ حیدر آباد اور بوتا کی طرف بلغار کے لیےاس کا را پر کھلا تھا۔ اگروہ جاہتا تو نظام اور پیشوا کی توت بمشہ سے لیے ختم كرسكنا تفاليكن جب أحول في من في الميات المين حاسبة والمان في سمان في سمان في سمان في سمان في سمان المان المان الم کے بغیر تلوار نیام میں ڈال کی اس کیے بیٹی کہا ہے ان کی طرف ہے سی شدید مزاحمت کی تو قع نتھی اس کیے بھی نہیں کہوہ مستفتل میںان کی سکے جوئی اورامن پسند ک پراعتا دکرسکتا تھا۔ بلکہ صرف اس لیے کہاس کے مز دیکے میسور کے اصل دشمن انگریز نتھے۔اوروہ جنگ کے کوطول دے کرا یکسے حالات پیدا کرنانہیں جا ہتا تھا جو ایسٹ انڈیا نمینی کے جارحا نہا را دوں کے لیے ساز گار ہو سکتے تھے۔ یہ سکے ایک مجبوری تھی ایک ایسے انسان کی مجبوری جسے گید ژوں اور گدھوں کا سلطان ٹیپو کے باپ نے اس وفت تکوار نیام میں ڈال لی تھی جب کہاس کی افواج مد داس کے در دازے پر دستک دے رہی تھیں اور اس کی وجہ بیتھی کہاس کا عقب

نظام اورمر ہیٹہ حکمرانوں کی سازشوں کے باعث غیر محفوظ تھا۔ پھرسلطان ٹیپو کی زند گی میں بھی ایک مرحلہ ایسا آیا تھا۔ جب انگریز بیمحسوں کرتے تھے کہ اب جنوبی ہندوستان کا کوئی گوشہان کے کیے محفوظ نہیں کیکن پیچھے سے نظام اورمر ہٹوں کے حملے کے خدشہ نے اسے بھی انگریز وں کی ساتھ مصاحت پر مجبور کر دیا تھا اور جب کہ نظام کی ملت فروشی اور مرہٹوں کی وطن وشنی کا حساب چکانے کاوفت آیا تو اس کے لیےانگریزایک برواخطرہ دن کے تھے آت جنگ کے بعد ملطان نے مصاحت کی خاطر جس و میں القلبی کا ثبوت دیاوہ مرہوں کی تو تع ہے کہیں زیادہ تھی اور کرشنا ہے درمیان باوا می ٹرگنڈ اور کھورے علاقے مرجوں کووالیں کر دیے اور مرجے ای کے بدلے سلطان کے ساتھا یک دفاعی اور جار جان معامدہ کرنے پر رضامند ہو گئے۔ اور نظام کی دوتی حاصل کرنے

ے کیسلطان نے اوقوق کا فقو علاق ایس جل کووائی کردیا۔

فرحت عصر کی نماز کے بعدا یک کمرے میں قر آن کی تلاوت کر رہی تھی اور جین باہر صحن میں ایک درخت کے نیچے مونڈ ھے رہیٹھی ہوئی تھی۔ اچا نک مکان کے بیرونی جھے میں گھوڑے کی ٹا پ سنا ئی دی اور وہ اٹھ رکر دروزے کی طرف بڑھی۔چند دن قبل سر نگا پٹم میں بی خبرمشہور ہو چکی تھی کہ جنگ ختم ہو چکی ہے۔ کیکن قریباً ایک مہنہ سے فرحت کے بیٹوں اورلیگر انڈ کی طرف سے کوئی خبر نہ آنے کے باعث وہ بخت مفطر بھی۔ وہ ابھی درواز ہے سے چند قدم دورتھی کہ نو کر بھا گتا ہو اصحن میں داخل ہوا او راس نے کہا۔ میم صاحب وہ آگئے ہیں! جین جلدی ہے آگے بر^بھی اور دروا زے ہے بہر حجما تکنے گئی ۔

ڈیوڑھی کے قریب کیگر انڈاپنا گھوڑاا یک نوکر کے سپر دکررہا تھا۔ اوروہ چند ٹانے آگے بڑھنے یا پیچھے مُڑنے کا فیصلہ نہ کرسکی۔ پھر جب کیگر انڈ دیوان خانے کا رُخ كررمانقا۔ تووہ احيا تك باہرنكل آئی۔ اب اسے اس بات كا احساس ندتھا كه وہ چلنیکی بجائے بھاگ رہی ہے۔لیکگرانڈویوان خانے کے اندر داخل ہوتے ہی اینے پیچھے کسی کے میا وُں کی آہٹ یا کرمُڑ ااوراس نے بےاحتیارایے دونوں ہاتھ پھیلا دیے کیکن جین اس کی تو تع کے خلاف دروازے میں رُک گئے۔ کیگرانڈ نے دل جواشتہ ہوکر کہا جین نوج مجھے میں تی کل گئی ہے کیابات ہے جين تم اس قدر بدهواس قدر بدهواس كيون موع تم مجھے ديكھ لاخوش نيس مُو كيں؟" جین نے باکر کچیں کہا " ہے جا کیا ہے وہ کیوں نہیں آئے؟" · · كونُ الوراورُ اد؟ أف جمعي علوم قا كه جمعية نها ديكيرُمُ اس قدر كهبراجا وُ گ ۔ وہ ایک ہفتہ تک بہال بنی عالی کے مجھے موسیولان نے جنگ ختم ہوتے ہی جھٹی دے دی تھی۔ شھیں انور اور مراوے متعلق پریشان نہیں ہونا جا ہےوہ بالکل ٹھیک ہیں بیٹھ جاؤ میں تمھارے ساتھ تینکڑوں باتیں کرنا جا ہتاہُوں۔'' جین نے کہا میں ان کی والد کوتسلی دے آؤں وہ بہت پریشان ہیں میں ابھی آتی ہُوں_' جین وہاں سے چ**ل** ریڑی اورکیگر انڈ زخم خور دہ ساہو کرایک گری پر بیٹھ گیا چند منٹ بعد جین دوبا رہ کمرے میں داخل ہو ئی اوراس کے سامنے بیٹرگئ ۔

منٹ بعد جین وہاں سے چل پڑی اور کیگر انڈ زخم خور دہ ساہوکرا کیے گری پر بیٹھ گیا چند منٹ بعد جین وہاں سے چل پڑی اور اللہ ہوئی اور اس کے سامنے بیٹھ گئی۔
منٹ بعد جین دوہارہ کمرے میں داخل ہوئی اور اس کے سامنے بیٹھ گئی۔
لیگر انڈ نیا پنء جیب سے ایک تھیلی نکال کراسے پیش کرتے ہوئے کہا بیالو ہمیں فتح کی خوشی دو ماہ کی زائد تخو اہ ملی ہے اس کے علاوہ مجھے تین مہینے کی چھٹی ملی ہے انور علی نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہوہ آتے ہی جمارے لیے علیجد مکان کا ہے انور علی نے مجھے سے وعدہ کیا ہے کہوہ آتے ہی جمارے لیے علیجد مکان کا

بندوبست کردےگا۔'' جبین نے کہانہیں اسے اپنے پاس رکھے میرے پاس آپ کا بھیجا ہوا تمام مےنہ میں میں میں میں میں میں نہ کہتھ سریوں میں میں میں

مبین کے لہا ہیں اسے اپنے پاس رکھے میرے پاں اپ 8 ہیجا ہوا مام رو پیدیحفوظ پڑا ہے انورعلی کی والدہ اس بات پر خفا ہو کی تھیں کہ آپ اپنی پوری شخو اہ مجھے کیوں بھیج دیتے ہیں۔''

لیگرانڈ نے دل پر داشتہ ہوکر کہا جین مجھے احساس نہ دلاؤ کہ میں ایک غریب

آدی ہوں اور شھیں پیچنیں درہے سکتا ہے۔ جین نے معذرے طلب نگا ہوں ہے اس کی طرف دیکھا اور اس کے ہاتھ سے تھیلی لیتے ہوئے کہا میر امتصار شھیں آزردہ کرنا نہ تھا میں صرف سے کہنا جا ہی تھی

کتم کویری خاطرات کی برداشت نیم کرنی جا ہے انوری ولدہ جھے اپنے روپے سے ایک کوژی جمی فرج کرنے کی اجازت نیم دیت ۔''

سے بیت در من سے بیان کے بیان کی کے براوائے میں جھے دار بنا کے دنیا میں ایسے لوگ بھی بیں جوایک اجنی کو اپنی روٹی کے براوائے میں حصد دار بنا لیتے ہیں و مجھے یقین ندآتا لیکن میں اب پر مزید ہو جھ ڈالنا مناسب نہیں سمجھتا ہمیں بہت جلدان سے اجازت لینی پڑے گی اگر تمھارے لیے میری درخواست کوئی معنی رکھتی ہے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ ہمیں انوراور مراد کے یہاں پہنچنے ہی شادی کرلیتی چاہتے میں ہراڑائی سے ہوں کہ ہمیں انوراور مراد کے یہاں پہنچنے ہی شادی کرلیتی چاہتے میں ہراڑائی سے پہلے یہ سوچا کرتا تھا کہ شاید میں شمصیں دوبارہ ندد کھے سکوں مجھا پنی کم مانگی کا احساس ہے لیکن اس کے باوجود میں اس فریب میں مُبتلا رہنے کی کوشش کرتا ہوں کہ ہما یک دومرے کے لیے ہیں۔''

جین نے گردن جھکاتے ہوئے جواب دیالیگرانڈ میں ناشکرگز ارنہیں ہوں اور مجھےاپنے مستفتل کے متعلق تمھاراکوئی فیصلہ نا قابل قبول نہیں ہوگا۔'' اورکیگرانڈ کی حالت اس بچے کی سی تھی جس کے سامنے کھلونوں کے ڈھیر لگا دیے گئے ہوں۔

公

بیں دن بعد موسیولالی کی قیام گاہ کے قریب ایک چھوٹے ہے مکان میں جو
گزشتہ چند برس سے سلطان کی فوج کے پور پین اور دومرے عیسائی ہیا ہیوں کے
لیگر جے کا کام دیتا تقالیگر انڈ اور جیل کی شاوی کی رسومات اوا ہور ہی تھیں یور پین
افسروں کے علاوہ افور مرا داور ان کے چند دوست اس موقع بر بعوجود تھے تکاح کی
رسم ایک فرائی نے بارک نے اور گیا۔
موزوں نہیں اگر تم پین کروں بی تحارا کرہ
موزوں نہیں اگر تم پین کروں بی تھا کہ کی توان کے لیے بیخ مکان کا ایک حصہ
خاطب ہو کر کہا لیگر انڈ نے جواب دیا۔ '' شکریہ! لیکن افور علی نے ہمارے لیے ایک علیحدہ
لیگر انڈ نے جواب دیا۔ '' شکریہ! لیکن افور علی نے ہمارے لیے ایک علیحدہ

میکراند کے جواب دیا۔ سمریہ؛ مین انوری ہے ہمارے ہے ایک یصدہ مکان کا ہندوبست کر دیا ہے اوراب ہم سیدھے وہاں جارہے ہیں۔''

مکان کے باہرآٹھ کہارایک کشادہ پالکی کے گر دکھڑے تھے جین پالکی میں بیٹھ)۔''

انورعلی نے لیگرانڈ سے مخاطب ہو کر کہا آپ بھی تشریف رکھیں ہے بالکی آپ دونوں کے لیے ہے۔''

رری سے ہے۔ لیگرانڈ پیدل چلنا چاہتا تھالیکن انورعلی اور دوسرے دوستوں کے اصرار پرجین کے ساتھ بیٹھ گیا۔

کہاروں نے باکلی اٹھائی اورانورمرا دان کے ساتھ چل دیے شہر کے کشادہ بإزار میں کوئی آ دھ میل فاصلہ طے کرنے ک بعد کہاا یک تنگ گلی کے سامنے رکے اور انھوں نے یا لکی نیچے رکھدی۔'' انورعلی آگے بڑھ کر کہا'' بیگی بہت تنگ ہے۔اب آپ کوچند قدم پیدل چلنا ہو گا کوئی' مجھے افسو*ں ہے کہ میں کوشش کے* باوجود آپ کے لیے کسی کشادہ سڑک پر مکان کابندوبست نہیں کرسکا" آ آ آ لیگر انڈ اور جین پائی ہے اُر کران کے ساتھ چال دیجے۔ جین دہن کے سفید لباس میں ایک پری معلوم ہور ہی تھی ۔اور گلی ہے گرز رنے والے لوگ جیران ہوہو کر اس کی طرف دیگھ ہے تھے۔ انور علی نے ایک موڑے تریب رکھ جا تھ سے لیک مکان سے کشا دہ ورواز عى كرف اشاره ويعد في بالأنبية إلى المراج!" لیکر اند نے قدرے ند برب کے بعد کہا ' یہ بات آپ کہ عجیب معلوم ہوگی۔لیکن ہم اسے شادی کی رسم کا ایک اہم جصنہ سمجھتے ہیں۔"پھراس نے کسی تو قف کے بغیراحیا نک آگے جھک کرجین کواپنے باز وُوں میں اٹھالیا اور م کان کے اندرداخل بُوا_ ہِ جین نے کہا۔''خِداکے لیے مجھے چھوڑ داس ملک کے لوگ ایسی حرکات پسند صحن میں انورعلی کاایک نو کرمو جو دخھا اور اس کی بدحواسی اور پریشانی قابلِ دید جین نے کہا۔" خدا کے لیے مجھےا تا ردو۔ بیلوگ ہما را نداق اُڑا ^کیں گے۔"

معاف شیجیےگا۔" پریشان حال نوکر بیہ کہہ کرایک کمرے کی طرف بھا گا اور پیچیے سے انورعلی اورمُر اد کے تعظیم جین کو انہتائی نا خوشگوا رمحسوں ہُو ئے کیگر انڈ اب بھی اسے نیچھ اتا رنے پر آما دہ نہ تھا۔لیکن و ہرؤ پ کراس کی گر دنت سے علیجد ہ ہو انورعلی نے کہا۔جین شمصیں ہاری وجہ سے بدشگونی نہیں کرنی جا ہیےتھی۔ میں یا نڈی چری میں رہ کرتم لوگوں کی تمام رسومات سے واقف ہو چاہوں۔" کیگر انڈ نے خوب صورت دومنزلہ مکان کاسر حربی جائز ہ کینے ہے بعدا نورعلی ی طرف متوجد ہو کر کہا۔ بیر مکان جاری ضرورت سے بہت زیادہ ہے۔ مجھے ڈر ہے کہاس کا کرایہ کہیں میری تخواہ سے زیادہ ندہوں اگر آپ نے جھے پہلے دکھا دیا موتاتو شن آب کو دکان لینے کا شورہ فیزی کا ا بيمكان فريدليا كيا جاوران كان الهاس كالكبيل بيار بياى جان ك طرف ہے جین کوشادی کا تخفہ ہے کا کیگر انڈنے کہا نہیں بیا لیک زیا دتی ہے۔آپ ہماری گردن پر اتنا بو جھ نہ ا نورعلی نے کہا۔میرے دوست آپ کواس بات پر نا راض ہونا جا ہیے۔ ہم نے صرف آپ کی ضرورت کا احساس کیا ہے اور ہمیں اس بات کا افسوس ہے کہ ہم ہ ہے کے کیےاس سے بہتر مکان حاصل نہیں کر سکے۔ ا نورعلی میں نا راض نہیں ہوں۔ کیگر انڈنے کہا۔کیکن پیر بہت زیا دتی ہے۔ ا نورعلی نے جین کی طرف دیکھااور کہا جین بیا می جان کی خواہش تھی اور مجھے أميدہے كەتمان كىخواہش كااحترام كروگى۔

جین نے آبدیدہ ہوکر کہا۔ میں انھیں اپنی ماں جھتی ہوں۔ میں شکر ہے کے ساتھان کا پیتھ قبول کرتی ہوں۔میرے لیےاس مکان کی اینٹیں سونے سے زیادہ انورعلی نے کہا۔اب آپ کو آرام کی ضرورت ہے۔ہمیں اجازت دیجئے۔ سر دارخاں اب آپ کی خدمت میں رہے گا۔اگر آپ کوسی چیز کی ضرورت ہوتو بلا تکلف ہارے ہاں پیغام بھی دیجھے۔ آئی ہے۔ بھراس نے بلند آواز میں کہا۔ سر دارخاں۔ تم اندر کیا کرارہے ہو۔ با ہرآؤ! سر دارخاں بھا گنا ہوا کم ہے ہے باہرنکل آیا۔ انور على في كهائم كرسيان كالماراسامان لي آئي موج ى بال - الف كصندوق ين عن الوق الموادي بيري كيك صندوق كى جاني مرے پاس مجید کتے موسور اور ان اور مين كو بيش كردى - المين الم جین نے پر بیثان ہوکر کہامیری جا تی میرے پاس ہے۔" سر دارخاں نے کہا جی بیہ چا بی مجھے بی بی جی نے خود دی تھی وہ کہتی تھیں کہ بیہ يڑے صندوق کی ہے۔'' جین نے اس کے ہاتھ سے جانی لے لی۔ انورعلی نے سر دارخاں کی طرف متوجہ ہوکر کہا آج سے ان کی خدمت تمھارے

انورعلی نے سر دارخاں کی طرف متوجہ ہوکر کہا آج سے ان کی خدمت تمھارے ذمہ ہے مجھے امید ہے کہم اپنے آپ کوایک اچھا نوکر ثابت کروگے۔" جناب مجھ سے آئندہ کوئی غلطی ہوگی سر دارخاں نے معذرت طلب لہجے میں

جناب بھے ہے استدہ یوں میں ہوں سر دارجاں کے معدرت صعب ہے ہیں کہا مرادعلی اپنی ہنسی صبط نہ کرسکا اس نے پوچھا اوراس سے پہلےتم نے کیا علطی کی کے خوبیں جناب! سر دارخال نے اپنی پریشانی پر قابویانے کی کوشش کرتے ہوئے کہاا نور اور مراد کورخصت کرنے کے بعد جین اور لیگر انڈ مکان کے کمروں کا معائنہ کررہے تھے کچل منزل کے پانچ کمر بے ضروری ساز وسامان سے آ راستہ تھے بالائی منزل کے دونوں کمروں میں خوب صورت قالین اور بانگ ہے ہوئے تھے۔ بالائی منزل کے دونوں کمروں میں خوب صورت قالین اور بانگ ہوئے تو جین نے ایک کرہ دیکھنے کے بعد دومر کے کہرے میں داخل ہوئے تو جین نے ایک کرد کے بعد دومر کے کہرے کہا یہ صندوق میں ہے خوال میں نوکر اشارہ کرتے ہوئے کہا یہ صندوق میں ہے خوال میں نوکر علاق میں نوکر میں میں نوکر کے مالی میں دوکر کے دونوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہ صندوق میں ہے خوال میں نوکر میں میں نوکر کے دونوں کی میں نوکر کے دونوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہ صندوق کی میں نوکر کے دونوں کی کھیل کی کھیل میں نوکر کے دونوں کی کھیل میں نوکر کے دونوں کی کھیل میں نوکر کے دونوں کی کھیل کے دونوں کی کھیل کی کھیل کو کھیل کے دونوں کی کھیل کی کھیل کے دونوں کو کھیل کی کھیل کے دونوں کی کھیل کے دونوں کی کھیل کے دونوں کی کھیل کی کھیل کے دونوں کے دونوں کی کھیل کے دونوں کے دونوں کی کھیل کے دونوں کے دونوں کی کھیل کے دونوں کی کھیل کے دونوں کی کھیل کے دونوں کی کھیل کے دونوں کے دونوں کے دونوں کی کھیل کے دونوں کے دونوں کے دونوں کے دونوں کی کھیل کے دونوں کے

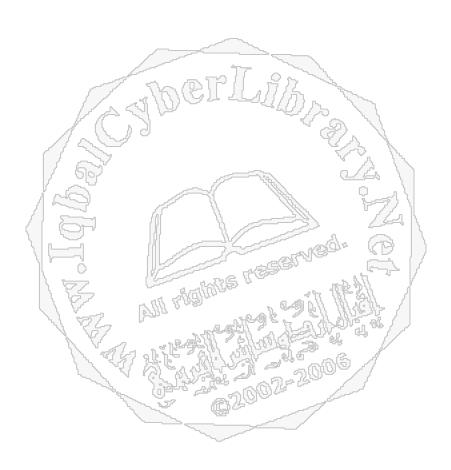
علطی سے اضالاتے ہیں، لیکر ایڈ کہا اقام اصندون علطی ہے یہ ان نہیں اسٹیا ہے ۔خیال میں

ای صندوق ای جا آب دی ای ہے۔ حین نے آئے بلاصلاون کا تالا حوالا در کیرانڈ نے اس کا بھاری ڈھکنا اُوپر اٹھا دیا صندوق ریسی کیڑوں سے مواقعات

لیگرانڈ نے ایک جوڑا نکال کریکنگ پر پھیلاتے ہوئے کہاجین دیکھویاتو کسی فرانسیسی درزی کے ہاتھ کاہلا ہومعلوم ہوتا ہے۔''

جین نے جواب دیاان کے درزی کومیر سے کپڑوں کا ناپ معلوم تھالیکن مجھے
ان کے ساتھ رہتے ہوئے بھی بیمعلوم نہ ہوسکا کہ بیہ کپڑے کس وقت تیار ہوکر آئے
اور مجھے بیہ بھی نہیں معلوم تھا کہ وہ ہمارے مکان کے لیے استے تھا کئف جمع کیے جا
رہے ہیں لیگر انڈ خدا کے لیے صندوق بند کر دو میں بیپر داشت نہیں کرسکتی میں استے
بڑے احسان کی مستحق نہ تھی کاش میں ان کی بیٹی ہوتی! جین کی آنکھوں سے آنسو
وُں کا سیا ہے بھوٹ اکلا۔

کیگرانڈ نے پر بیٹان ہوکر کہا جین مجھے یقین ہے کہا نوراورمرا وسمھیں اپنی بہن اوران کی والدہ شمھیں اپنی بیٹی سے کم نہیں سمجھتیں۔'' ''لیکن میرے لیے بیٹا قابل ہر داشت ہے کاش میرے ساتھ بیاؤگ وہی برتا و کرتے جوایک دوسرے اجنبی کے ساتھ کرتا ہے۔



دسوال بإب

نظام اورمرہٹون کی متحدہ طافت کے خلا ف سلطان ٹیپو کی فتح کوئی معمولی کارنامہ نتھی۔انگریزوں کی طرح یا نڈی چری کی فرانسیسی حکومت کوبھی اس بات کی قطعاً امیدند تھی کے سلطان اس جنگ ہے سرخروہ وکر نکلے گا۔سلطان کواس جنگ میں فرانس سے عملی اعانت کی تو تعظمی کین فرانسیسی نواآبا دیات کی حکومت نے انگریزوں ے ساتھ معاہدہ واریز کا اور کے گراس جنگ ایل ایک فریق بننے سے الکار کر دیا معاہدہ وار میکزی ایک ایم شرط کیفی کہ مگریز اور فرانسی مندوستان کے حکرانوں کی جنگوں میں الگ تحلک رہیں گئے۔ لیکن فرانسیسیوں کی پہلو تھی کی اصل وبيصرف ميمعابده ونفال وها كرحقيقت سے بيخريد منظ ماورمر بول نے انگریزوں کی مشریر جنگ شروع کی ہے اور جنب وہ اس جنگ میں حصہ لیما اینے لیے سودمند خیال کریں گے تو معاہدہ وارسیلز ی حیثیت اُن کے لیے کاغذ کے ایک پُر زے سے زیا دہ نہ ہوگی۔ ان کی پہلونہی کی سب سے بڑ ی وجہ بیتھی کیو ہ سلطان ٹیوکواس جنگ میںا یک کمزورفریق سمجھتے تھے۔ اورانھیں اس بات کا یقین ہو چکا تھا که سلطان زیا ده در نظام اورمر هموں کی متحدہ طافت کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔اوراگر انگریز بھی بیدان میں آ گئے پھرنؤ وہ سلطان ک حلیف بن کرایئے لیے بھی کوئی احیصا · تیجہ پیدانہیں کرسکیں گے ۔ چنانچہ یانڈی چری کے فرانسیسی گورزموسیو کاسگنی کی پیلی کوشش بیتھی کہ پُو نااور حیدرآ ہا دی حکومتوں کوسلطان کےخلاف جنگ شروع کرنے ہے با زرکھا جائے اور جب بیکوشش بارآ ور نہ ہوئی تو اس کی دوسری کوشش بیکھی کہ فرانس سلطان ٹیپو کی بجائے مرہٹوں کے ساتھ انتحاد کرے کیونکہ مرہٹوں کوسلطان کی

نسبت وہ وَرخیال کرتے تھے۔ اورانھیں ایک کمزور دوست کی حمایت کے لیما یک طافت وردتمن سے نگر لینامنظور نہ تھا۔ چنانچہ یا نڈی کی حکومت کا ایک خاص نمائندہ مرہٹوں کے ساتھ دوئتی کا پیغام لے کر جنگ کے آغاز سے چند ماہ بعد پیشوا کے پاس پہنچالیکن یونا کے دربار میں ایسٹ انڈیا تمینی کے ایجنٹ سرچارلس میلیہ کے اثر ورسوخ کے باعث اُسے کا میا بی حاصل نہ ہوئی۔ فرانسیسیوں کی اس تا کامی کی ایک بڑ ی وجہ یہ بھی تھی کہنا نا فرنولیس ان کی دوستی کی بجائے انگریزوں کی دوستی پر زیا دہ اعتاد کرتا تھا کہ اور اسے اس بات کایفین تھا کہ مگریز زُ دویابدر جنگ میں ضرور شامل ہوجا کیں گے۔ یا غری جی می حکومت کے اس طرز عمل کی وجہ سے جنگ کے دوران میں صرف أن فرانسين أو دوس بي يور بين سيان يول في سلطان كالتعربيا تفاجوميسور كي نوح كا قاعده المازمة العالمة العالمة المازمة العالمة العالمة المازمة المازمة المازمة العالمة العالمة المازمة العالمة المازمة المازمة العالمة المازمة العالمة المازمة العالمة المازمة العالمة المازمة العالمة المازمة المازمة العالمة العالمة المازمة العالمة ا مرہوں اور نظام کے خلاف ایک شائڈ ارٹی حاصل کرنے کے باوجود سلطان تیپومیسور کے مستقبل کے متعلق مظمن نہ تھا۔ ایک خطرنا ک آندھی گور پچکی تھی لیکن وہ ایک حقیقت پیند انسان کی طرح مستفتل کے اُفق پر نئ آندھی ہے آثار دیکھے رہا تھا۔وہ جانتا تھا کہ میر نظام علی اورنا نافر نولیس کی نکیل انگر برز کے ہاتھ میں ہے اوروہ جب جا ہیں گے اٹھیں دو ہارہ میسور کے خلاف میلان میں لے آئیں گے۔ اوروہ بیجی محسوں کرتا تھا کہ بیسور تھا اپنے وسائل سے ایک لاتنہا ہی عرصہ کے لیے جنگ جا ری نہیں رکھ سکتا اور انگریز مرہٹوں یا نظام کی طرح اسے بھی ایک بیسے طافت ور حلیف کی ضرورت ہے جس کی دوئتی پر اعتا د کیا جا سکے۔ انگریز اسے جنو بی ہند کے دفاعی حصار کا مرکزی ستون سمجھ کر اپنا دشمن نمبر ایک قرار دے جکے تھے۔

فرانسیسیوں کے متعلق بھی اسے کوئی غلط فہمی نہ تھی تا ہم ہندوستان میں فرانس اور زطانیہ کے مفادایک دوسرے سے متصادم تصاور سلطان آئندہ معرکوں میں انگریز کے خلاف فرانسیسیوں کے تعاون کے امرکانات سے مایوس نہ تھا چنانچ گزشتہ جنگ کے خلاف فرانسیسیوں کے تعاون کے امرکانات سے مایوس نہ تھا چنانچ گزشتہ جنگ کے آخری ایام میں ہی وہ فرانسیسی حکومت کے ساتھ براہ راست بات چیت کرنے کے لیے ایک سفارت پیرس روانہ کرچکا تھا۔

جنگ سے فاری ہونے کے بعد سلطان ٹیپو کے لیے تمبری اور اصلاحی کام کرنے کا پُرا ہن دور بہت مخصر تھا جب وہ مرہٹوں اور نظام کے ساتھ برسر پکار تھا انگریزوں نے مالا بارکے فائروں اور تو بلوں کو بغاوت پرا کی کراس کے لیے ایک نیا محاذ کھو لنے کی کوشش کی تھی ٹر او کور کا داجہ انگریز وال کا الدکارین کران باغیوں کی حوصلہ افز انگی کر دیا تھا لیکن انگریزوں کی فوقع کے خلاف جنگ کے قبل از وقت ختم ہوجانے کے باعث پر سازش فیجی تا ان کی بیون کے چند دستوں نے کے اور پچھڑ او نکور بھاگ گئے۔

سلطان نے ٹراوکور کے راجہ کو باغیوں کو پناہ دینے اوران کی حوصلہ افزائی
کرنے سے منع کیالیکن راجہ نے انگریزوں کی اعانت کے بھروسے پر میسور کے
خلاف اپنی معاندان ہر گرمیاں پہلے سے زیادہ تیز کر دیں ٹراوکو کا راجہ انگریزوں کا
حلیف تفااور سلطان ٹیپو کے خلاف اس کی جارحیت کامقصد اس کے سوا پھے نہ تفا کہ
ایسٹ انڈ ایا کمپنی کے لیے ایسے سازگار حالات پیدا کر دیے جا کیں کہوہ مُعا ہدہ
منگلور کی خلاف ورزی کر کے سلطان کے خلاف ایک ٹی جنگ کی ابتدا کر سکے۔



گزشتہ چند بر**ں** کے واقعات سے بیلغ حقیقت باربار ہم پرواضح ہو چکی ہے کہ ہم سلطان ٹیپو کی قوت مدا فعت کا خاتمہ کیے بغیر ہندوستان میں یا وُں نہیں بھیلا سکتے حیدرعلی اورٹیپو کے ہاتھوں ہاری بدترین شکستیں اس بات کا کھلا ثبوت ہیں کہ ملک کا سب سے مضبوط قلعہ ہےا ب نظام او رمر ہٹوں کی متحدہ طافت کوروند نے کے بعد ٹیبو کے حوصلے بہت بڑھ گئے ہیں اِس کے سفیر پیرس اور قسطنطنیہ پہنچ چکے ہیں نظام اورمر ہشہ حکمرانوں کی سلطنوں میں بھی ایسے لوگ بیدا یو جکے ہیں جو ٹیپو کو ہندوستان کی آزادی کا محافظ خیال کرتے ہیں امریکہ کی نوآ کا دیات کھو ہیٹھنے ہے بعد ہم اس کے ملک کے وسیع علاقوں پر قبضہ کر کے اپنے نقصانا ہے ہو کرے کر سکتے ہیں ليكن اگر جم ينهين جا ہے كہ جمارے كيے يہاں بھی ایک اور جارج واشکھین پیدا ہو جائے تو ہمیں سلطان ٹیم کوزیا دہ مہلت نہیں وی جا ہے۔ گریم اے تکست نہ دے سکے تو ہندوستان میں می نے اب تک جو پھی حاصل کیا ہے وہ ہمارے ہاتھ سے تكل جائے گا۔ يہاں مارے كے تا يون كى حيثيت ميں بھى كوئى جكة بيس موگ۔ ٹیپو ہرمیدان میں ہاراحریف ہے۔وہ صنعت وحر نت اور تنجارت کی اہمیت جا نتاہے۔ ہندوستان کی منڈیوں میں میسور کی مضو عات کی ما تگ بڑھ رہی ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہا گر سلطان ٹیپوکو چند برس امن سے کام کرنے کاموقع مل گیا تو میسورصنعت اور تنجارت میں ہم ہے آ گے نکل جائے گا۔اس وقت بھی بیرحالت ہے کہ بیہاں کی بعض مضو عات مثلاً کپڑ ااور شیشے کے برتن پورپ کے بہترین کا رخا نوں کی مضو عات کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ ا ب تک ہندوستان میں ہماری کا میابیوں کی بڑی وجہ ہماری بحری قوت تھی کیکن سلطان ٹیپو پہلاشخص ہے جس نے ہندوستان کی اس کمزوری کا سیحے احساس کیا

ہے۔اس وفت میسور کی امختلف گودیوں میں ہزاروں آ دمی تنجارتی اورجنگی جہاز بنا نے میں مصروف ہیں اور مجھے ڈرہے کہ سلطان ٹیپو کو ایک نا قابل شخیر بحری قوت کا ما لک بننے میں زیادہ عرصہ بیں لگے گا۔ جہاز بنانیکے لیے جس لکڑی کی ضرورت ہےوہ میسورے جنگلات میں بکثرت موجو دہاو رمیسور کامحنت کش۔ طبقہ سلطان کے تحکم پر جان دیتا ہے۔ میسور کےعوام کی خوشحالی اورتر قی نے ہندوستان کی دوسری ریاستوں کے حوام کوسلطان کی طرف متوجہ کر دیا ہے اور اگر ہم چند سال جنگ سے پہلوتھی کرتے رہے وال بات کے امکانات موجود میں کی میں سلطان ٹیو کے جھنڈ ے تلے نہ صرف میسور بلکہ بورے ہندوستان کی قوت مدا فعت کا سامنا کرے گا۔ ہمیں میسورے بھر ان کووہ خلا پر نے کا موقع نہیں دینا جا ہے جوسلطنت مغلیہ کے زوال کے باعث پیدا ہو چکا ہے ، مارے کیے اس وقت دو ہی رائے ہیں۔ ایک سے کہ امریک فرح مندوسان سے بھی اینے یا و س تکال لیس اور دوسرایه که ہم سی تا خیر کے بغیر میسور پر جھائی کر دیں مجھے اس بات کا اعتاف ہے کہ ہم تنہا اپنی قوت سے سلطان کا مقابلہ نہیں کر سکتے لیکن میں پورے وثو ق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہا گر ہم نظام اور مرہٹوں کواس بات کا یقین دلا دیں کہاس مرتند ہم پیچھے ہیں رہیں گے تو وہ ہمارا ساتھ دیں گے ۔ سمپنی جنگ کے اخراجات ہے ڈرتی ہے کیکن میں نمینی کو بیہ بتانا جا ہتا ہوں کے صرف کالی کٹ، کتا نوراورمنگلور کی بندرگا ہوں کی قیمت ہمارے جنگ کے تمام اخراجات سے زیادہ ہوگی اورصرف مالا ہار ہے گرم مسالےاورصندل اور سا گوان کی لکڑی کی تنجارت پر اپنی اجارہ داری قائم کر کے ہمیں اتنا نفع ہوگا کہ ہم امریکہ میں اپنے سابقہ نقصانا ت کے بھول جا ئینگے ۔ نظام اورمر ہٹوں کے ساتھ گزشتہ جنگ میں شدید نقصا نا ت کے باعث

سلطان کی طافت کا فی کمزور ہو چکی ہے۔ ہماری خوش قشمتی ہے کہ بیاٹوگ ٹیپو کواپنا وحمن سمجھتے ہیں۔لیکن ہماری دوستی اوراعانت سے ما**یوں ہونے کے بعد یقی**یناً سلطان ٹیپو کے ساتھا ہے تعلقات بہتر بنانے کی کوشش کریں گے اور جب سلطان ٹیپو اُن کی طرف ہے مطمن ہو جائے گاتو ہمیں اس ملک سے نکالنے کے لیےا ہے جنگ لڑنے کی ضرورت پیش آئے گی۔اس لیے ہمیں ہندوستان میں انگریزوں کے مستقبل ہے تکھیں بندکر نے محم لیے معاہدہ وارسیار کاسہارانہیں لینا جا ہیے۔ بيوه دلائل تصرف كي بدولت لا رد كارنولس ايسك عديميني اور حكومت بر طانیکواینا ہم خیال بنانے کے بعد جنگ کی تیاریوں کی اجازت حاصل کرچکا تھا۔ چنانچه۷۸ ۱۹ می اواخرمین بوناء ما گیوره گولیا را اور حیراً ما دیس ایست انڈیا تمینی کے سیفر وال کو ارڈ کا رنوالس کی طرف سے بید ہدایا ہے موصول ہو چکی کہ ہم جنگ کے لیے تیار ہیں۔ اب وقت کیا ہے کا ظام اور مر مشخکر انوں کو ایسٹ انڈیا سمینی کے ساتھو فاعی اور جار حات حالہ کے لیے نیز آمادہ کیا جائے ۔ نا نا فرنولیں اور ما دھوجی بھونسکے کو لارڈ نوالس ہےاہے ذاتی خطوط میں بیاکھ ا تھا کہابا گرسلطان ٹیپو سےاپنی سابقہ شِکستوں کا انقام لینا جاہتے ہیں تو ہ، آپ کے ساتھ ہیں۔ ایسٹ انڈیا سمپنی آپ کے ساتھ سیہ معاہدہ کرنے کے لیے تیار ہے کہوہ اینے اتنحاد بوں سے بالا بالا ٹیو کے ساتھ سکھکرنے کی کوشش نہیں کرے گی اور دریائے کرشنااور تنگھد رہ کے درمیان مرہٹوں کے جوعلائے معسور نے چھین کیے ہیں وہ آتھیں واپس دلائے جا ئیں گے۔'' لارڈ کا رنوالس نے دوسرے مرہشداجوں کے طرح ہُلکر کوھی میہ پیغام بھیجا تھا کہ آپ اپنے ہندُ ددھرم کی لاج رکھنے کے لیے دوسر ہے مرہٹہ حکمرانون کا ساتھ

دیں اور پایا کی حکومت کوابیٹ انڈیا تمینی کے ساتھ معاہدہ کرنے پر آما دہ کرنے کے کیےایے اثر ورسُوخ سے کام کیں۔ کیکن ہُلکر کا جواب بہت حوصلہ شکن تھا۔اس نے نہصرف سلطان کے خلاف مسمینی کاحلیف بننے سے انکار کر دیا' بلکہ ٹام اور مر ہشہ راجوں کو بھی ٹیپو کے خلاف محا ذ بنانے سے روکنے کی کوشش کی اور اُن پر زِور دیا کہا گرانھیں ہند دستان کی آزا دی عربیز ہے تو وہ انگریز وں کے بچائے سلطان ٹیپو کا ساتھ دیں اور جب یا نا اور حیدر آبا د کی حکومتوں اس کی نصیت ہے اثر ثابن ہُو ئی تو اس نے پیدہ مکی دی کہ میں تمھاری بجائے سلطان ٹھیو کا ساتھ دُوں گا۔ انكریزوں کی طرح نابافر نویس اورمیر نظام ملی خاں بھی سلطنت میسور کواپنے اقدار کے لیےا یک پڑاخط ہ سمجھتے تھے لیکن گزشتہ جنگ میں مگزیزوں کی علیجد ہ گ کے باعث انکوں نے جو نصابات کا بیج تنے ان کے بیل نظروہ دوبارہ ایسٹ انڈیا تمینی کے وعدوں پراغتیار کرکے جنگ کی آگ میں کودنے سے ڈرتے تھے۔ اور پھر جب چند ماہ کی سرنو ژکوششوں کے بعد یونا اور حیدر آباد میں ایسٹ انڈیا حمینی کے ایجنٹ ان کے خدشات دُور کر چکے تنصافو لا رڈ کا رنوانس ان کے ساتھ معاہدے کی نثرا نظ طے کرنے میں سخت الجھنوں کا سامنا کررہا تھامیر انظام علی اورنا نا فرنولس دونوں جنگ میں اینے اشتراک کی زیادہ قیمت وصول کرنے پرمصرتھیاور لارڈ کارنوالس کسی ایک فریق کوخوش کرنے کے لیے دوسرے فریق کی ناراضی کا خطرہ مول لینے کے کیے تیار نہ تھا فرنوکیس نے اس سودا مازی میں اپنی قیمت برو صانے کے کیے ایک طرف میتاثر کپیدا کرنے کی کوشش کی کہ اگر اس کے مطالبات نہ جانے گئے تو وہ انگریز وں کے خلاف سلطان ٹیپو کے ساتھ معاہدہ کرلے گا اور دوسری

طرف انڈیا تمپنی کو بیاطمینان د؛ اہالپ معاہدے کی جوشرا نظامرہٹوں کے لیے قابل قبول ہوں گی وہ میر نظام علی کوبہر حال تسلیم کرنی پریں گی۔

쑈

میر نظام علی کے دربا رمیں معاہدے کی شرا بَطریر بحث ہور ہی تھی نظام کا ایک ہو شیاروز رمیر عالم جے دکن میں انگر برزول کا سب ہے بڑ اطرف سمجھا جا تا تھاا ہے بیہ سمجھانے کے کیےا پنا پُوراز ورخطابت صرف کرچکا تھا کہنا نا فرنویس نے انگریزوں کے ساتھ معاہدے کی نثر انظ طے کرنے میں دکن کے مقاد کا پُوراکٹیال دکھاہےوہ کہہ رہا تھا۔'' عالیجاوا اس جنگ میں ٹیپوک شکست یقینی ہے انگریز سے ہمیشہ کے لیے ختم کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں اس مرتبہ وہ زیر دست تیاریوں کے ساتھ میدان میں آرے ہیں اور الوز کا بغوالیس نے جو افواق کمنے کی ہیں وہ اس سے پہلے بھی ہندوستان میں جیس ویکھی کئیں مریقے ان کا ساتھا دینے کا فیصلہ کر بچکے ہیں تنہا ہلکر کی کنارہ کشی ہے کوئی فرق نہیں ہیں ہے گاہارے کیے بصرف بیمسکہ قابل غور ہے کے ٹیپو کی فنکست کے بعد میسور کے مال غنیمت میں ہماراجصہ کیا ہوگا ہم جنگ سے ا لگ رہ کرمر ہٹوں اورانگریز وں کی نا راضگی مول نہیں لے سکتے اور ہمارے ہیے ہیہ بھی ممکن نہیں کہ ہم ٹیپو کے ساتھ شامل ہوجائیں اگر حضور کواس معاہدے کی کسی شرط یر اعتر اض ہے تو ا**س میں** ردوبدل کیا جا سکتا ہے مسٹر کیناوے نے مجھے بیاطمینان دلایا ہے کہ حضور کے دل میں اس معاہدے کی بابت کوئی غلط فہمی پیدا ہوگئ ہوتو اسے دُور کرنے کی پُو ری کوشش کی جائے گی۔

میں حضور کی اطلاح کے لیے بیوض کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہاں جنگ میں ٹیپو کوصرف دین بونا اور انگریز کی افواج کا سامنانہیں کرنا پڑے گا ملکہ

جنگ شروع ہوتے ہی اس کےخلاف حاروں اطراف سے ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوگا۔کرنا ٹک کامحمطی والا جاہ' کورگ ٹراونگو کوچین کے ہندُ وارا ہےاور مالا بار کے یالیگا رلاڑ دکا رنوالس کا اشارہ یاتے ہی سُلطان کے خلاف ان کے کھڑے ہوں گے۔ پھرسلطان کی شکست کے آثار دیکھتے ہی میسور کی ہندوا کٹربیت وہاں کے سابق راجہ کے خاندان کوواپس لانے کی کوشش کریے گی اس کےعلاوہ ہمیں سُو رت نہیں مُھولنا عابيه كهم جنگ ہے الگ رہيں تو بھی ٹيبو کی شکست ليني ہے۔'' میراعالم کی تقریر کے بعد حاضرین دربار کھے دیر خاموثی کہے ایک دوسرے کی طرف دیجے رہے، بالآخرمیر نظام علی کے محافظ دستوں کا سالاراور دکن کا ایک بہت يرُ اجا كير دارنواب من الإمراء أفحالوراس نه كها. '' عاليجاه اليرا عالم كَرْ شته جنگ میں بھی یہی کہتے تھے لیٹیو کی شکست بقینی ہے آئی لیے ہمیں مرہوں کا ساتھ ضرور وينا حيابيه_اور بيل ال وقت بحى حيركها تفاكر جميل اليستنفل كي ساتھ نبيل الجھنا جا ہے جے ہم آسانی سے اپنا دوست بنا سکتے ہیں اور پی فقیقت باربار ثابت ہو چکی ہے کہ ہم نے جب بھی سلطان ٹیپو کی طَرف دوستی کاہاتھ بڑھایا ہے اس نے شرافت کا ثبوت دیا ہے لیکن اگر ہم اس اُمیدیر اس جنگ میں شریک ہونا چاہتے ہیں کہ سلطان ٹیپوکو آسانی سے شکست دی جاسکتی ہے تو بھی اس معاہدے میں چند باتیں الیی ہیں جن پرہمیں ٹھنڈے د**ل** سےغور کرنا جا ہیے۔ میرا پہلا اعتراض میہ ہے کہ ہم مرہٹوں کے اجیر نہیں اور نانا فرنولیں کو ہماری طرف سے انگریز وں کے ساتھ معاہدے کی شرا کط مطے کرنے کا کوئی حق نہ تھا۔

میرا دوسرااعتر اض بیہ کہ بید معاہدہ صرف ٹیپو کے خلاف ہےاس معاہدے میں ہم سے بید مطالبہ کیا گیا ہے کہ ہم میسور کے خلاف جنگ میں انگریزوں اور

مرہٹوں کا ساتھ دیں لیکن اس امر کی کوئی ضانت نہیں دی گئی کہا گر جنگ کے اختیام پراس معاہدے کا کوئی فریق ہم پر *حملہ کر* دے تو دوسرا فریق جاری مد د کرے گا۔ بالخضوص مرہٹوں کا سابقہ کر دارا بیانہیں کہ ان کے کسی وعدے پر اعتاد کیا جا سکے۔ میں صرف بیہ جاننا چاہتا ہوں کہاگر وہ میسور سے نیٹنے کے بعد ہم پرحملہ کر دیں تو انگریز جاری کیامد د کریں گے۔ میں ٹیپو کے طرف دار کی حیثیت سے نہیں ملکہ سلطنت وکن کے ایک بی خواہ کی حیثیت ہے ہیں جو چھنا جا ہتا ہوں کہاس معاہدے میں ہمارے تحفظ کی کیا خیانت ہے؟" میں ہمارے تحفظ کی کیا خیانت ہے؟" میں مارے تحفظ کی کیا ضانت ہے؟" اس کے بعد کیک سوال اور ہمارے سامنے آتا ہے اور وہ بیر ہے کہ جب میسور ے خلاف جنگ جس جے لیے جاری نوج مرہوں تے ہر ایر ہر گانو پھر کیا وجہ ہے کہ رہے ال فنیمت میں میسور کے ایک تنائی حصر کے علاوہ بجاس لاکھ رو پیپزیا دہ وصول کرنا طامجے ہیں۔ گرائی انگریزای معاہدے کی شرا نظ مے کرتے و فت مرہ ٹوں کوایک ترجیحی سلوک کا حق وار جھتے ہیں آف اس بات کی کیا ضانت ہے کہ جنگ کے اختیام پر وہ ہمیں کسی بہتر سکول کامشخق سمجھیں گے ۔ نا نا فرنولیس کا سابقه کردار جاری نگاہوں ہے پوشیدہ نہیں اور ذاتی طورپ رمجھے آنگریز وں کے متعلق بھی کوئی خوش فہی نہیں ۔عالیجاہ! آپ میرے اس اندیشے کو بے بنیا دنہی سمجھیں کہا گرمیسور کوئفشیم کرنے کے بعد انگریزوں اور مرہٹوں نے اپی سلطنق کومزیدوسعت دینے کے لیے دکن پرحملہ کر دیا تو ہم ٹیپو ہے بھی زیا دہ ہے بس ہوں گے ۔ آج ہمارے لیے بیموقع ہے کہ ہم سلطان ٹیپو کواپنا ایک طافت ورحلیف بناسکیں۔وہ ہروفت ہمارے ساتھ ایک آبرومندانہ مجھوتے کے لیے تیار ہے۔ میں جب جنوبی ہندوستان کےمسلمانوں کےمتنقبل کےمتلق سوچتا ہوں تو

مجھے اس کے سواکوئی راستہ نظر نہیں آتا کہ ہم انگریزوں یا مرہٹوں کی بجائے سلطان ٹیپو کے ساتھ اپنامستبقل وابستہ کرنے کی کوشش کریں۔وہ خوشی سے ہمارے ساتھ ایک ایسا سمجھونۃ کرنے کے لیے تیار ہوگا جس کی شرا نظر میسوراور دکن کے لیے بکساں تسلی بخش ہوں۔

عالیجاہ! آج دکن اورمیسور کے اتنجاد سے جنگ کے امکانات ختم ہو سکتے ہیں۔ اوراگر ہم ایک مسلمان حکمر ان کا ساتھ نہیں دے سکتے نو بھی پیضروری نہیں کہ ہم انگریزوں یا مرہٹوں کا عاتمہ دے کرجنوبی ہندوستان میں ہنگ ہے دروا زے کھول دیں۔جو ہماری اپنی آزادی اور بقا کے لیے خطرہ پیدا کر ملتی ہے۔" مير عالم في كهان عاليجاه المين شر الامراء ك خلوص اورنيك نيتي يرحملنيس کرنا۔ مجھے ڈریے کی مٹیو کے متعلق بہت زیادہ حسن طن سے کام لےرہے ہیں۔ اگرہم جنگ مے علیحد و ہوجا کی اور اس بات کی کیا ضافت کے کٹیبو ہمارے خلاف انگریزوں یامر ہٹوں کے ساتھ معاہدہ کرنے کی کوشش نہیں کرے گا۔'' نظام کا بھتیجا امتیاز الدولہ اجا نک اُٹھ کھڑا ہو گیا اور اس نے انتہائی غصے کی حالت میں کہا۔''عالی جاہ! کوئی دیانت دار آ دمی سلطان ٹیپو کے متعلق اس تشم کے شبہات ظاہر نہیں کرسکتا۔اگر وہ انگریز وں کے اتحاد کاروا دارہوسکتا تو بیمکن نہ تھا کہ اس وفت جنو بی ہندوستان میںایسٹ انڈیا تمپنی اورمیسور کےسوا کوئی تیسری طافت بھی ہوتی۔انگریز اسے صرف اس کیے مٹانا جا ہے ہیں کہوہ ان کے ساتھ ہند وستان کی عزت اور آزادی کاسو دا کرنے کے لیے تیار نہیں۔ ہم میسور کے مستفتل ہے انکھیں بند کر سکتے ہیں کیکن آینے مستقبل ہے انکھیں بندنہیں کر سکتے۔ عالیجا ہ ؛اگر آپ اجازت دیں تو میں سلطان ٹیپو کے ساتھا انتہائی آبر ومندانہ شرا کط طے کر

نے کا ذمہ لیتا ہوں۔

میر نظام علی نے کہا۔ ہم لا رڈ کا رنوالس اور نا نا فرنولیس کے دوست ہیں نہ سلطان ٹیپو کے دشمن۔ ٹیپو بہر حال ایک مسلمان ہے اوراگر تم اس کے ساتھ کوئی آبرومندانه معاہدہ کرسکتے ہوتو ہاری دُعا ئیں تمھا رے ساتھ ہیں۔

امتیا زالدولہ نے کہا۔عالی جاہ! اگراجازت ہونو میں خودسرنگا پٹم جانے کے

ليے تيار ہوں۔ نہيں ابھی نہيار اچانا تھيے نہيں۔ منمس الامرائے کہا۔ عاليجا الوجھے اجازت دیجے۔

نہیں، مجھارا پین منصب تہیں کہ کا کیسا پیلی بن کرٹیپو کے دربار میں جا ؤ۔ ہم یہ مہم حافظ فرید این کے سپر دکرنا حیا ہے تا ہے۔ سیا کہدکر نظام آئی مندے اٹھا اور

اسی روزسہ پہر کے وقت کل کے ایک اور کرے میں مشیرائے اکلک اور میر عالم، نظام علی کے ساتھ باتیں کررہے تھے۔ میر نظام علی کہہ رہاتھا۔میر عالم شخصیں اس قدر ریہ بیثان نہیں ہونا جا ہیے،موجودہ حالات میں ہمارے کیے ٹیپو کی طرف دوسی کاماتھ بڑھا ناضروری ہے۔

عالی جاہ! اگر آپ بیمحسوں کرتے ہیں کہاس بات میں دکن کا فائدہ ہے تو میرے کیے پریشان ہونے کی کوئی وجہ ہیں۔

میر نظام علی مسکرایا۔ دکن کا فائدہ اس بات میں ہے کہ ہم انگریز وں اور مرہ ٹو ں کے ساتھ مساوی حیثیت میں معاہدہ کریں۔ مرہٹوں نے ٹیپو کے ساتھ تعاون کرنے کی دھمکی دے کرلا رڈ کارنوالس کے سامنے اپنی قیمت بڑھائی ہے اور مجھے ا پی پوری قیمت وصول کرسیکس گے میشر الملک نے پریشان ہوکر کہا۔ تو عالیجاہ۔ آپ کا مطلب میہ ہے کہ آپ ٹیپو کے ساتھ معاہدہ کرنے کا کوئی ارا دہ نہیں رکھتے ہیں۔

تم بالکلنا دان ہو۔ میراعالم!کل مجھے کلکتے روانہ ہوجاواورلار د کارنوالس کو بیہ سمجھاو کہ مُعاملہ بگڑر ہاہے۔،،

میر عالم نے کیا۔ عالی جاہ! جھے بقین ہے کہ لارڈ نوالس آپ کی تمام شرا لط مائے پر آمادہ ہونے ہے بہلے کینا مائے پہلے کینا واسے پر آمادہ ہونے ہے بہلے کینا وے سے بہلے کینا وے سے مائھا۔ وہ بہت پر بثان تقالہ وہ کہاتا تقا کہ الرحضور ٹیپو کے ساتھ مصالحت کا رادہ تید بل کرد یں اولارڈ کارنوالس آپ کے ساتھا کیا عجمہ وہ معاہدہ کر

رقم دینے کے لیے تیار ہوجائے۔ نظام سکر ایا۔'' تم سفر کی تیاری گرواو رجھے یقین ہے کہ جب تم کلکتہ جاو گے تو کار نوالس کو کیناوے ہے تم پریشان نہیں یاؤ گئے''::

حافظ ریدین مرزگاہ مے نہایت حوصلدافزا پیغام لے کروالیں آیا۔ سُلطان بیپوایک مسلمان حکر ان سے روا داری کا ثبوت دینے کے لیے نصرف میر نظام علی بیپوایک مسلمان حکر ان سے روا داری کا ثبوت دینے کے لیے نصرف میر نظام علی کے مفتوحہ علاقے واپس دینے پر آما دہ تھا بلکہ اس نے دکن اور میسور کے دوستانہ تعقات مشخکم کرنے کے لیے میر نظام علی کی بیٹی اوراپن ، بیٹے کع رشتہ از دواج میں مسلک کرنے کی تھی۔ دکن کے اسلام پسند حلقے انہتائی مسرت کے ساتھ ان مسلک کرنے کی تھی۔ دکن کے اسلام پسند حلقے انہتائی مسرت کے ساتھ ان مسلک کرنے کی تھی۔ دکن کے اسلام پسند حلقے انہتائی مسرت کے ساتھ ان میں مصالحانہ کوششوں کا خیر مقدم کررہے تھے۔ شمس الامراء امتیاز الدولہ اور اُن کے ہم

خیال میر نظام علی پر زور ڈال رہے تھے کہ اُسے کسی تا خیر کے بغیر سلطان ٹیپو کے ساتھ ادوست انہ معاہدہ کر لینا جا ہے۔ دوسری طرف حیدر آباد میں بونا اور نمینی کے سیفر نا نا فرنولیں اور لارڈ کا رنوالس کی ہکایا ت کے <mark>نچا بق مصاکحت کی اُن کوششو</mark> ل کونا کام بنانے کی ہرممکن کوشش کررہے تھے۔حیدرآ بادمیں ان ابنائے وقت کی کمی نتھی جواپنامستفتل انگریزوں اور مرہٹوں کے ساتھ وابستہ کر چکے تھے اسر جان کیناوے سونے اور جواہرات ہے اُن کے خمیر خرید چکا تھا۔ اوران کے ساتھاں شم کے وعدے کیے جارہے تھے کہ جب میسور فتح ہو گا تو شخصیں وہاں بڑی بڑی جا گیریں عط کی خاندان کی بعض تکمیات ے ربطہ پیدا کر چکے تھے۔ چنانچے رشونوں نز رانوں اور تحفول کے زہر یلے اثر ات "نيو مم يرارك كالول لا الدنيون فالم اللك اورايخ خاندان ے درمیان رشتے کی تجویز بیش لاک اری و بین کی ہے۔ دکن کی شخرا دیاں اس کے بیٹوں کے ساتھ زندگی گزارنے کیبجائے زہر کھا کرمر جانے کورجے ویں گی۔'' اُوٹیجے طبقے کی خواتین کے مُنھر ہے اس قشم کی باتیں ایک عام آ دمی کوبھی مشتول کر دیے کے لیے کافی تھیں لیکن میر نظام علی اپنی تمام برائیوں کے باو جودا یک جذباتی انسان نہ تھا۔ سیاست اس کیلیے ایک شطرنج کا کھیل تھا۔ اوروہ کسی ممبر سے پر ہاتھ ر کھنے سے پہلے سوبار سوچنے کا عادی تھا، ٹیپو کے ساتھ س کے سابقہ اختلافات کسی جذباتی ہیجان کا نتیجہ ندیتھ بلکہ اس کی وجہ صرف پیھی کہوہ اینے ذاتی مفاد کے لیے انگریزوںاورمرہٹوں کا ساتھ دینا بہتر سمجھتا تھا۔ اگروہ ٹیپو کے ساتھ نا طہ جوڑنے میں اپنامفادد یکتانو أےتمام دنیا کے طعنوں کی پروانہ ہوتی۔ لیکن وہ سُلطان ٹیپو کا

دوست بن کرایے چند کھوئے ہوئے علاقے واپس لینے کی بجائے انگریزوں اور مرہٹوں کاساتھ دے کرمیسور کی سلطنت کا تیسرا حصہ حاصل کرنا اپنے کیے زیا دہ سُو د مند سمجھتا تھا۔ سطان ٹیپو کے ساتھ دوستانہ بات چیت اس کے نز دیک لارڈ جارنواکس اورنانا فریوبس کی نظروں میں اپنی قیمت بڑھانے کے کیے ایک کامیاب حال تھی۔ ورنہوہ ابتدا ہے ہی انگریزوںِ اور مرہٹوں کا ساتھ دینے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ تا ہم سطان ٹیپو کو دوٹوک جواب دینے کی بجائے وہ کلکتہ میں لارڈ کا رنوالس کے ساتھ میر عام کی بات چیت کا نتیجہ ظاہر ہونے تک سلطان کے ساتھا مہو پیام کا سلسله جاری رکھنا جا ہتا تھا۔ چنا نچیاس نے چندو نغو روفکر کے بعد حا فظفر بدالدین کو معاعد ہے کیے لیے جوالی تجاویز و کے کرسلطان کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ میرنظام کے اس افلہ ای حیدر آباد میں سلطان نیو کے حامی ش فلرخوش تھای قدرا عمروين اورمر ہنول كے جائي بيتان اور مغموم تھے۔ ا يك صبح سپه سالار برُ مإن الدين آپنے دفتر ميں بيٹيا تيجھ لکھ رما تھا انورعلی کمر ے میں داخل ہوااورسلام کرنے کے بعد اُس کی میز کے سامنے کھرا ہو گیا۔ کیابات ہے؟ برہان الدین نے سوال کیا۔

مجھےمعلوم ہواہے کہ نظام کاسفیر کل واپس جار ہا ہےاورسلطان معظم صلح کی شرا لط مطے کرنے کے کیے علی رضا خاں اور قطب الدین کواس کے ساتھ بھج رہے

بُر مِان الدين نے بے بروائی سے جواب دیا۔"ماں۔ کیکن ان باتوں کے ساتھ تھا را کیا تعلق ہے؟''

جناب میرض کرنا حابهتا ہوں کہ آپ وفد کے ساتھ فوج کے جو آ دمی بھیجنا جاہتے ہیں ان میں میرے بھائی کانا م بھی شامل کر دیں <u>۔</u>'' کیکن میں اس کی وجہ نہیں سمجھ سکا میں جانتا ہوں کہ تمھا را بھائی ایک ہونہار سیا ہی کیکن اس کام کے کیے سلطان معظم غالباً کسی تجربہ کا راور عمر رسیدہ افسر کومنتخب کر جناب ایسے معاملات میں بھی جھی واتی تعلقات میت کام دیتے ہیں اور مرا د علی نے مجھے بتایا ہے کہ وہ انتیاز الدولہ کو جانتا ہے اور دکن اور میسور میں مصالحت کے متعلق ان کے درمیان کانی پائیں ہوچی ہیں۔" بر مإن الدين نے قدرے متعجب بوكر كها كون امتياز الدولہ نظام كا بھتيجاج ؟" جی بال شاید اس بات پر تجسب ہو گیان مرا د کا بیروی ہے کہوہ اس کا دوست - - المالية المال جناب جنگ ہے پہلے اہا جان گے آیک عریز دوست کی صاحبز ادی کی شادی ادھونی کے ایک با اثر خاندان میں ہوئی تھی اور مراد وہاں گیا تھا برات کے ساتھ ا دھونی اور حیدرآبا دکے بڑے بڑے ارکے ملاوہ امتیاز الدولہ بھی آئے ہوئے تھے و ہاں ایک مجلس میں سلطان معظم کے متعلق بحث ہو رہی تھی اور ، ردیے پچھالیی با تنیں کہی تھیں جن ہےا متیا زالدولہ بہت متاثر ہوئے تھے۔مُر ا دعلیٰ کہت اے کہ سُلطان کے متعلق امتیاز الدولہ کے خیالات بہت اچھے ہیں اور اگر اُسے حیدرآ ہا دجا نے کاموقع دیا جا وہ وہ اس مہم میں اس کا پُورا تعاون حاصل کر سکے گا۔'' بُر ہان الدین مُسکرایا۔ ٌامتیاز الدولہ' تعاوہ ہمیں یا لے ہی حاصل ہے کیکن

تمحا رابھائی اگ وہاں جا کرکوئی مفید کام کرسکتا ہےنو میںسلطان معتم کی خدمت میں اس کانا م پیش کرنے کے لیے تیار ہوں واتی طور پر مجھے نیےام علی سے سی بلائی کی تو قع نہیں ۔ لیکن اگر تمھارہ بھائی امتیاز الدولہ کا تعاون حاصل کر سکے نو ہمارے لیے اس کے سیجے خیالات معلوم کرنا زیادہ آسان ہوجائے گا۔'' تیسرے دن سُلطان کے سفیرمیر نیجام علی کے لیے بیش قیمت تخا نُف لے کر روزنه ہو چکے تنے اور مرادعلی ان کے محاجث سیامیوں کے سالا رکی حیثیت میں اُن کے ساتھ سفر کر دیا تھا۔ ﴿

گیا رهوان با ب

حیدرآباد کے ایک عالی شان مکان کی بالائی منزل کے ایک کمرے میں تنویر اور ہاشم بیگ بیٹھے ہوئے تھے۔تنویر کی گود میں چند ماہ کا بچہ کھیل رہا تھا۔ دو پہر کا وقت تھااوراہر ہلکی ہلکی بوندا باندی ہورہی تھی۔اخا دمہ کمرے میں داخل ہوئی اوراس

نے کہا۔ "جناب ایک آدی آپ سے لمنا جا ہتا ہے۔' کون جدہ ؟ کون جدہ ؟

جنا مجمعلوم میں اور نے ہے دیوان خانے میں مجھادیا ہے۔
ہاشم میلے نے کہا۔ تربین کو ممان مجھ لیتے ہو!
جنا کہ اس کے لیاں مصطور ہوتا ہے کہ وہ کو اول معز زنادی ہے۔
منا کہ اس کے لیاں مصطور ہوتا ہے کہ وہ کو اول معز زنادی ہے۔

ہاشم بلک کر ہے ہی واقل جو اورا یک توق وضع نوجوان کری سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ایک ٹا نیے کے قابات کے لگوائی انجھوں پی اعتبار نہ آیا۔اور پھر اسنے آگے پڑھ کرنو جوان کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔ رادگی آپ یہاں کیسے بھنچے گھے؟

میں میسور کی سفارت کے ساتھ آیا ہوں اور جاردن سی بہا ہوں۔ پچا اکبر خا س کے خط سے مجھے معلوم ہوا تھا کہ آپ ان دنوں حیدر آبا دمیں ہیں۔ میس ن بہاں پہنچتے ہی سب سے پہلے شخ فخر الدین کا مکان تلاش کیا تھالیکن وہاں سے معلوم ہوا کو ہ جج پر چلے گئے ہیں۔

ہاشم نے کہا۔ااپ کوسیدھامیرے پاس آنا چا ہے تھا۔

میں ایک سپاہی کی حصیت سے سلطان ک سفیروں کے ساتھ آیا ہوں اور میرا اُن کے ساتھ رہنا ضروری تھا۔ آپ کے اباجان کہاں ہیں؟

وہ واپس ادھونی چلے گئے تھے۔ لیکن میں حیدرآ ہا دآتے ہی نظام کی محافظ

فوج میں شامل ہوگیا تھااور مجھےواپس جانے کی اجازت نہیں ملی۔'' ''اور بہن تنویر کہاں ہیں؟'' مدیمیں میں سے متازیق میں ابھے تھے ہوئی بہا تندر ہو تند

وہ یہیں ہیں۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ ابھی تھوڑی پہلے تنویر آپ تنویر آپ کے متعلق ہاتیں کررہی تھی۔''

مرادعلی نے کہا۔'' چند ہفتے تنل بینات میر ہے وہم و مگمان میں میں بھی نہھی کہ میں حیدر آبا د آوں گااور بیمان آپ سے ملاقات ہوگئے۔''

ر "تور آپ لود مل این خوش موگ - آپ وه آپ لود مل کر بهت خوش موگ - "

نرادی اس کے ساتھ چل دیا۔ رائے میں باش کے ایک نے کہا ''اگر آپ دومہینے چھا تے تو شہباز کے

ساتھ آپ کی ملاقات میں اور استان کے میں اور استان کے میں ہوا۔ وہ بیشہ دوا۔ وہ بیشہ دوا۔ وہ بیشہ دوا۔ وہ بیشہ

کے کیے اپنی بیانی کھو چکاہے۔'' مرا دعلی نے باقی راستہ کوئی بات نہ کی۔ تنویر کے کمرے کے دروازے کے قریب پہنچ کر ہاشم بیگ نے اسے ہاتھ کے اشارے سے رو کااورخو دُسکرا تاہُوااندر داخل ہُوا۔

''میر ابھائی!''نوکر کتنابرتمیز ہے آھیں سیدھا اُوپر کیوں نہیں لایا۔'' ''عیریہ کہا کر آھی اور بیٹنچ کو ہاشم بیگ کے حوالے کر کے بھاگتی ہوئی با ہر نکل آئی۔مرا دیلی نے'' السلام علیم'' کہہ کرآ نکھیں جُھ کا لیس اوروہ ٹھٹھک کررہ گئی۔ ہا۔" ہاشم نے کمرے سے باہرنگل کرنچے کومرادعلی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔" اور بیآپ کا بھانجاہے۔''

۔ ' ، ' ، ' ، ' ، ' ، ' ، ' ، ' ، ' مرادعلی نے پیارے ہوئے پوچھا۔''اس کانام کیا ہ''،

ہے؟ "اس کانام نفرت بیگ ہے۔" ہاشم نے جواب دیا۔ 'مجلیے اندر بیٹھیں۔" تھوڑی دیر بعدوہ کمر سے کے المرہ ہے تکلفی سے یا تیں کر رہے ہتھے۔شہباز ان کی گفتگو کاموضوع مضاور مرادعلی تنویر کوسلی دینے کی کوشش کر رہا تھا۔" بہن میں مقدر

ان ی تعدو کا موسوری مطاور مرادی توریو می دید می در می مدر در کا می میدرد کی بات به را در در صلاح سوا کوئی چاره نہیں ۔ شہر از کو آگ ہے آنسوؤں سے زیادہ آپ کی دعا فران می شرورت ہے۔''

سے زیا دہ آلی کی دعائی کی صرورت ہے۔ اس مقاب میں مبتلا ہیں۔ ابا جان اس دن سے ہمارے ما تھو بات آپ تو معلوم ہیں کہ ہم کس عقاب میں مبتلا ہیں۔ ابا جان اس دن سے ہمارے ما تھو بات ہیں گرفت ہیں جان کی صحبت بھی خراب ہو گئ ہے۔ ایک دن وہ بھائی جان کا ہاتھ پکڑ کر آئیس سیر کے لیے با ہر لے جارہ سے سے ۔ ایک دن وہ بھائی جان کا ہاتھ پکڑ کر آئیس سیر کے لیے با ہر لے جارہ سے سے ۔ اور میں نے پہلی بارائن کی آٹھوں میں آنسود کھے تھے۔ ابا جان میر سے ساتھ بات ہو نے نہیں کرتے لیکن ان کی خاموش نگا ہیں ہمیشہ مجھے اس بات کا احساس دلاتی ہیں کہ سیسہ میری وجہ سے ہوا ہے۔ آگر میں جا ہتی تو بھائی جان کوفوج میں شامل ہوئے سے روک سکتی تھی ۔ کاش میں آئیس اپنی آٹھیں دے سکتی ۔ ک

مرا دعلی نے مغموم کہجے میں سوال کیا۔''ثمینہ کیسی ہے؟'' ''ثمینۂ کا حوصلہ قابلِ دا دہے آج تک اُسے کسی نے آنسو بہاتے نہیں دیکھا۔

وہ سب کوسلی دینے کی کوشش کرتی ہے۔ ابا جان اُسے اپی زندگی کا سب سے برا

سہارا سمجھتے ہیں۔اور بھائی جان ہے کہا کرتے ہیں کہ ثمینہ میری آنکھوں کی روشنی کم س بچہ جواَب تک خاموشی ہے مرا دعلی کی گود میں پڑ اہُوا تھا 'احیا نک ملکنے لگا۔ ہاشم بیگ نے جلدی ہے آ ہے اٹھالیا اور خادمہ کو آواز دی۔خادمہ کمرے میں کمرے میں داخل ہُو ئی اور بیچے کواٹھا کریا ہر لے گئی ۔ " باشم نے کہا۔ " را دعلی مجھے اس بات کا انسوں ہے کہ ہماری پہلی ملا قات زیا دہ خوشگوار نبھی ۔اس وقت میر ہے خیالات کچھاور تھے لیکن بعد کے حالات نے بہت ی بانوں میں مجھے آپ کا بم خیال بنادیا ہے۔اب ابا جان بھی میصوں کرتے ہیں کہ حبوبی ہند کے مسلمانوں کی بقائے لیے نظام الملک اور سلطان ٹیپو کا اتحاد ضروری ہے۔ ہم مگریزوں اور مرہوں کے ساتھ مل کر ذات کے سوا پھے حاصل نہیں کیا۔ خدا کاشکر ہے کہ ای نظام الکا اور سلطان ٹیر ایک دوسرے کی طرف دوی کاماتھ برو صانے یہ آمادہ ہو گئے ہیں۔ ''سلطان ٹیپو ہمیشہ اس انتحاد کے خواہاں رہے ہیں ۔اور بیہ ہماری بدشمتی تھ کہ وه نظام الملك كواينا جم خيال نه بناسك_'' '' مجھے یقین ہے کہ اِس مرتبہ مصالحت کی کوششیں بے نتیجہ ہے ثابت نہیں ہوں گی حیدرآ باد کے اُمرا کا ایک بااثر گروہ انگریزوں یا مرہٹوں کی بجائے سُلطان ٹیپو کا طرف دارین چکاہے تھس الامراءاورا متیا زالدولہ تو بورے شدومد کے ساتھ دکن اورمیسور کے اتنحاد کی حمایت کررہے ہیں اوراس نیک کام میں دکن کے ہر را ست بإ زمسلمان كى دُعا ئىن أن كے ساتھ ہين _'' مرا دعلیٰ نے کہا میں یہاں پہنچنے بیا متنیازالدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا مجھے

ڈرہے کہوہ پڑے آ دمی ہیں اوراتنی مدت کے بعد شاید مجھے نہ پیجیا ن سکیں لیکن انھوں نے مجھے دیکھتے ہی پیچان لیا میں ان کے ساتھ باتیں کر رہاتھا کہ مس الامراء بھی آ گئے مجھے اندیشہ تھا کہ میں نے اگر ہے تکلیف ہوکر کوئی ہات کی تو شایدوہ بُراما نیں کیکن یانچ منٹ کے بعد میں بیمسوس کررہاتھا کہ ہم برسوں سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں وہ دونوں سیجے الخیال مسلمان ہیںِ اورا گرجنو بی ہندے مسلمانوں کی آئندہ نسلوں کے مقدر میں انگریزون کی غلاقی ہیں تو ہمیں صدق دِل سے ان کی مصاحانہ كوكوششوس كى كالمياني ہاشم بیک نے کہا دکن کے افراد میں سے صرف شس الامراء ایک ایسے آ دی ہیں جو بےخوف ہو کرنظام الملک کے سامنے اپنے ول کی بات کہ سکتے ہیں اور نظام الملک نے ان کے اس کریں ہی جا فظ الدین کو ملطان کی خدمت میں روانہ کیا تھا۔'' مُر ا دعلی نے کہا میں بیان کے جالات ہے زیادہ وافف نہیں ہوں مس الامرا دءاور امتیاز الدولہ کی یا تیل میرے کیے بہت حصلہ افزانھیں لیکن اس کے باوجود میں پیمحسوں کرتا ہوں کہ نظام کے دربار میں ایک بااثر گروہ انگریزوں اور مرہٹوں کاطرف دارہے کاش ہم لوگ بیہ جان سکتے کہا**ں وقت** کلکتہ میں میر اور لار ڈ کارنوالس کے درمیان کیابا تیں ہورہی ہیں اور نظام نے کس مقصد ہے اُسے وہاں ہاشم بیگ مسکرایا میرے دوست شہصیں میر عالم کے متعلق پریشان نہیں ہونا جا ہیےاب حیدرآبا دکے کئی بااثر أمراءمصالحت کے حق میں ہیں اورمیر عالم نے اگر اس نیک کام میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی بھی تو وہ کامیاب نہیں ہوسکتا۔'' ہاشم بیگ مسکرایا۔'' ریے دوست شمصیں میر عالم کے متعلق پر بیثانی نہیں ہ ونا

جاہیے۔اب حیدرآبا دے کئی ہا اثر اُمرا مصالحت سکے حق میں ہیں اورمیر عالم نے اگراس نیک کام میں ا کاو ہے خالنے کی کوشش کی بھی تو وہ کا میاب نہیں ہوسکتا۔'' ئر ا دعلی نے کہا۔''اگر بیر رکاوٹ صرف میر عالم کی طرف ہے ہوتو میرے ہے فکرمند ہونے کی کوئی بات نہیں۔لیکن مجھے اند بشہ ہے کہ کہیں میر نظام علی حسبِ عادت ا*س مرتنہ بھی دو کشتیوں میں یا وُلِ رکھنے* کی کوشش نہ کرے ۔ خُد ا کرے کہ میرابیاندیشه غلط ہو کل جمار ہے سفیر قام الملک سے علاقات کررہے ہیں اور ہم جس قدر دکن کی حکومت کے ساتھ دفاعی مُعاہدے کے لیے بِقِرار ہیں اسی قُد رہیہ معلوم کرنے کیے بے بقراب یں ہمیئور کے متعلق میر نظام علی سے میچے عزائم کیا ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہول کے میں نظام کی نبیت کا سی اندازہ لگاتے میں در نہیں کگے گا۔اب مجھاجازت دیکھے۔ این پہان اپنے قیام کے دوران میں بھی المالي المالية تنور نے کہا۔ و ممال جا ل جات علا ہے۔ آپ کو مارے پاس رہنا '' اگر میں آزا دہوتا تو یقیناً لیہیںٹھپر تا لیکن میرے فینے چندفرائض ہیں ' آپ اس مہم مین جاری کامیا بی کی دعا تیجیے۔اس کے بعدیں بن بُلائے یہا ل چلاآ وُں گااوراگرآ ب اصرارکریں گی تؤ پُو رامہینہ یہاں قیام کروں گا۔' تمر اولی میہ کہہ کر کھڑا ہو گیا۔ باشم نے اٹھتے ہوئے کہا۔''بہت اچھا بھائی میں اصرار نہیں کرتا لیکن کل شام

ہمارے ہاں آپ کی دعوت ہے۔ میرے دوست آپ سےمل کر بہت خوش ہوں گے۔نواب حمس الامراء ہمارے سالا راعلیٰ ہیں اور میں انہیں بھی بلانے کی کوشش کروںگا۔'' مرادعلی نے کہا۔''ابھی چند دن دعوت کاانتظام نہ سیجیے۔ میں بہت مصروف ہوں لیکن میں وعدہ کرتا ہوں کہ موقع ملتے ہی یہاں حاضری دینے کی کوشش کیا کروںگا۔ممکن ہے کہسی دن میں کھانے کے وفت بھی ہسکوں ۔اب مجھے اجازت دیجیے۔''

یہ کہہ کرمرادی نے مصالح کے کیے الیے ہاتھ بردھایا۔ لیکن ہاشم بیگ نے کہا۔" نہیں میں دروان ہے تک آپ کے ساتھ جاؤں گا۔"

ایک دن جرئے برک اوروہ
پالکی ہے اُتر کرآ ہشد استان ہوا اوروالا کے استان کی اور وہ
پالکی ہے اُتر کرآ ہشد استان ہوا وروالا کے استان دی اور ایک نوجوان افسر
اس کا چرہ تشمار ہا تھا ہی ہے بہرید اول کے استان دی اور ایک نوجوان افسر
نے آگے بڑھ کرا ہے سہارا وینے کی وشش کرتے ہوئے کہا۔" جناب آپ کوآ رام
کرنا جانبے تھا۔"

منمس الامراء نے اسے ایک طرف ہٹاتے ہوئے کہا۔" میں بالکل ٹھیک ہوں۔ تم حضور نظام کواطلاع کردو کہ میں ان سے ملاقات کرناچا ہتا ہوں۔" موں۔ تم حضور نظام کواطلاع کردو کہ میں ان سے ملاقات کرناچا ہتا ہوں۔" عالیجاہ! میں آپ کا پیغام اندر پہنچا دیتا ہوں۔لیکن اس وقت مشیر الملک اور میر عالم حاضر خدمت ہیں۔"

''مجھے معلوم ہے اور میں اسی لیے آیا ہوں۔ تم اطلاع بھیجے دو۔'' پہریداروں کا افسر سلام کر کے اندر چلا گیا۔'ٹس الامراءلڑ کھڑا تا ہوا ڈیوڑھی سے آگے ایک کمرے میں داخل ہوااورنڈ ھال ساہو کرایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

چند منٹ بعد نوجوان افسر واپس آ گیا اوراس نے کہا۔'' میں نے اطلاع جھیج دی ہے۔اور میں نے بیجی کہلا بھیجا ہے کہآ پ کی طبیعت نا ساز ہے۔'' تھوڑی دیر بعد ایک سیا ہی آیا او رأس نے ا دب سے سلام کرنے کے بعد کہا۔ ''عاليجاه!تشريف لايئے'' منتس الامراء أمحد كراس كے ساتھ چل ديا۔ راستے ميں جگہ جگہ پہرے دار كھڑے تتے اور تمس الامراء ہاتھ كے اشارے ہے ان كے سلام كا جواب ديتا ہوا آ کے بر صربا تھا۔ دوسری ڈیوڑھی برکل کے داروغہ نے اس کا فیرمقدم کیا۔اورسی مزاج پری کے بعد اس کے ساتھ چل دیا۔ وہ سنگ مرمر کی پیڑو کی پر ایک خوب صورت باغ میں سے زرنے کے بعد ایک کشادہ برآمدے میں داخل ہوئے۔ داروغہ نے باتھ کے دروازے ی طرف اشارہ کیا اور شی الامراء کی تو نف کے بغیر اندر داخل ہوگیا۔ بیر نظام علی آیا۔ پنہری کری پر جلوہ افروز تھا۔ اورمشیر الملك اورمير عالم ال كرسامين ووري فري منتصف من الامراء كورنش بجالانے کے بعد آگے بڑھا۔ نظام علی ذرا سیدها ہو کر بیٹھ گیا۔اوراس نے کہا۔' دہمتہیں اس حالت میں یہاں نہیں آنا جا ہے تھا تمہارا چہرہ بتار ہاہے کہتمہاری طبیعت زیا دہ خراب ہے۔'' عمش الامراء نے کہا۔" عالیجاہ! اس بے جامدا خلے کے لیے میری معذرت تبول فرمائيئة _اگر بارخاطر نه ہونؤ میں تخلیہ میں چند باتیں کرنا جا ہتا ہوں _'' مير نظام على نےمشير الملك اورمير عالم كىطرف ديكھا اور پھرتش الامراء كى طرف متوجه ہوکر کہا۔'' یہاں انگریز وں یا مرہٹوں کا کوئی آ دمی نہیں ہے مشیر الملک اورمیر عالم کے سامنے ہے تکلفی سے بات کر سکتے ہو۔

"عالیجاہ! مجھے اندیشہ ہے کہ میری ہا تیں انہیں نا گوارمحسوں ہوں گی ۔ بہر حال
میں اپنا فرض ادا کرتا ہوں۔ ٹیپو کے وکیل آپ سے ملا قات کر چکے ہیں اور مجھے یہ
معلوم ہوا ہے کہ حضور نے ان کے ساتھ کوئی حوصلہ افز ابات نہیں کی اور وہ بہت
مایوس ہیں۔"
مایوس ہیں۔"

"ان کے مایوں ہونے کی کوئی مجہ نہیں ۔ابھی تو ہماری گفتگو کی ابتداء ہوئی ہے اورا يسيمسائل ايك دن كے اندر طفيس موجاتے " "لكين عاليجاه إيراخيال تفاكه سلطان نے آپ كے تمام مطالبات مان ليے میں میں ایک نیک کام میں بلامجنا خیر جیس کرنی جا ہے۔ "لیکن جہیں یہ خونجری دیناجا متا ہوں کہلارڈ کارنوالس نے بھی ہارے تمام مطالبات مان کیے ہیں۔ میرعالم کلکتہ سے جو پیغام لایا ہے وہ بہت حوصلہ افزاہے مجھے افسوس ہے اب تک تم ارک ماتھ اس کی ملاقات نہیں ہوئی ورندا کی حالت میں تہیں یہاں آنے کی تکلیف شاکل پڑتی ہے میں جیاندیشہ تھا کہ اگر میسور سے نیٹنے کے بعد مرہٹوں نے ہمارے ساتھ بدعہدی کی نو ہمیں ایک خطرنا ک صورت حال کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔لیکن اب حمہیں خوش ہونا جا ہے کیمیر عالم کا رنوانس کے ساتھالییشرا لط مطے کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں جن کے بعد پیخدشہ ہاقی نہیں رہا۔ کہا گرمر ہٹوں نے کسی جارحیت کا ثبوت دیا تو تمپنی ہماری مد دنہ کرے گی۔''

چند ٹانیے مس الامراء کے منہ سے کوئی بات نہ نکل کی ۔ بالآخراس نے کا نیتی ہوئی آواز میں کہا۔"عالیجاہ! میں نے اپنی زندگی کے بہتری ایام آپ کے خاندان کی خدمت میں گزارے ہیں۔ میں آپ کا نمک خوار ہوں اور میں اتناحق ضرور رکھتا ہوں کہ آپ کے سامنے اپنے دل کی بات کہ سکوں۔ ہوسکتا ہے اس وقت میری

با تیں آپ کو انتہائی نا گوارمعلوم ہوں۔لیکن وفتت بیہ ثابت کر دے گا کہمیرے خدشات غلط ندمتھ۔ میں حضور کے سامنے میر عالم اور مشیر الملک سے بیہ بوچھنا جا ہتا ہوں کہٹیو کے ساتھانگریز وںاورمرہٹوں کی ڈشنی کی وجہ کیا ہے؟ کیااس کی وجہ بیہ خہیں کہوہ اس کی غیرت ،اس کی ہمت،اس کی شجاعت اور اسکے جذبہ تربیت کواییخ رائے کا سب ہے بڑا پھر سمجھتے ہیں۔ اور اسکی نگا ہیں کارنوالس اور فرنولیس کی ہتیوں میں چیچہو یے بجر درکیے کی ایل آئے ہو کادیاجا سکتا ہے نیٹر بداجا سکتا ہے؟" " عالیجاہ! نتیج کے ساتھ انگریزوں اور مرہٹوں کی دشمنی کی وجہ سمجھ میں اسکتی ہے۔ وہ ایک ایما حکم ان ہے جس فیسور میں اسلام کابول بالا کیا ہے۔ وہ دلی ی عظیم سلطنت کے زوال سے بعداش ملک کے کروڑوں مسلمانوں کی آخری امید ہے۔ وہ بور کے ہندوستان کا آزاری کا روح ہے اور جب بیروح نکل جائے گ تویہ ملک ایک لاش ہوگا جسے انگریز بھو کے گدھوں کی طرح نوچ رہے ہوں گے۔ ان گدھوں کی اشتہا بڑھتی جائے گی۔آج میسور کی باری ہے اور کل شاید ہاری یا مرہٹوں کی باری آ جائے گی ۔اور جب ایباوفت آئے گانو ہم بیمحسوں کریں گے کہ اس ملک کی عزت اور آزا دی کے وہ دھمن جنہیں ہم اپنے کندھوں پر اٹھا کر کلکتہ اور مدراس سے سرنگا پٹم لے آئے ہیں۔ابوہ دلی کی طرف د مکھرہے ہیں۔اور پونا اور حیدر آبا دأن کے رائے کی منزلیں ہیں۔ انگرریزی استبداد کا عفربیت مرشد آباد سے اورھ پہنچ چکا ہے اور جنوبی ہندوستان میں صرف میسور کی سلطنت ایک ایسی دیوارہے جوگز شتہ میں برس سے

اس سیلاب کا راستہ روکے ہوئے ہے۔ میں آپ کوخبر دارکرتا ہوں کہ جب سلطان

ٹیپو کا پر چم سرنگوں ہوجائے گانو ہندوستان کے باقی حکمر انوں کے سامنےاس کے سوا کوئی راستہ نہیں ہوگا کہوہ کرنا ٹک کے محمطی والا جاہ کی طرح انگریزوں کے ہے بس دعا گوہن کررہیں ۔ان کی تنگینوں کے سائے میں اپنے دربارلگا ئیں اوراپی ہے بس رعایا کاخون چوس کران کا پیپے بھریں ۔'' مير عالم اورمشيرالملك نے سرايا احتجاج بن كرمير نظام على كى طرف ديكھا اور

اس نے تلملا کر کہا۔ ' جمہیں معلوم نہیں کتم کہاں گئرے ہواور کیا کہدرہے ہو۔ ہمیں تہارے شورول کی ضرورت نہیں۔"

میر عالم فے گہا۔" عالی جاہ! ٹیپو کی سب سے بڑی کامیانی ہے ہے کہاس کی ساست كاز بريااتات صور عدربارتك في يحدين

مثیر الملک فاکیا۔" اس کے وکیل مارے بازاروں کے گزرتے ہیں تو لوگ اٹھ کر کھڑے ہوجا تے ہیں۔ جا بال صاحبہ میں اس کے لیے وعاتیں ماتلی جاتی ہیں۔عوام اس فکرر بے باک ہو گئے ہیں کہوہ جنور پر نکتہ چینی ہے بھی در لیغ

نہیں کرتے اور ہمیں انگریزوں کی کاسٹیسی کاطعنہ دیتے ہیں۔" مير عالم نے کہا۔" عالیجاہ! بیہاں پہنچتے ہی سرجان کیناوے اور یونا کے سفیر نے مجھ سے احتجاج کیا تھا کہٹیو کے وکیلوں نے حیدرآبا دمیں سازشوں کا جال پھیلا رکھاہےاوران کے اشاروں پریہاں کےعوام لارڈ کارنوالس اورنا نافرنولیس کو ہرملا گالیاں دیتے ہیں۔"

منتمس الامراء چلایا۔''میر عالم ابھی تم نے پچھنہیں دیکھا۔ابھی تم نے پچھنہیں سنا۔ٹیپو کے ساتھ عداوت نے تمہاری آتھوں اورتمہارے کانوں پر پر دے ڈال ویے ہیں کیکن اگر نظام الملک نے تمہارے پیچھے چلنے کی غلطی کی تو ایک دن ایسا آئے گا جب تہمارے اپنے بیٹے اور بیٹیاں سلطان ٹیپو کے لیے آنسو بہائیں گے۔
جب حیدرآباد کی آئندہ نسلیں چلا چلا کر یہ کہیں گی کہ ہمارے بزرگوں نے جن
تلواروں سے شیر میسور کومجروح کیا تھاوہ اب ہماری اپنی شدرگ تک بیٹنے چی ہیں۔
میں جانتا ہوں کہ جس قوم کے اکار خود کشی پر آمادہ ہو چیے ہوں اُسے تباہی سے کوئی نہیں بچاسکتا۔''
میں بچاسکتا۔''
حالت میں بہال کے آئی تھی۔ اب جواب دے چی تھی۔ چیٹی بچٹی بھٹی مالت میں بہال کے آئی تھی۔ اب جواب دے چی تھی۔ چیٹر تامیے بھٹی بھٹی است میں بہال کے طرف در کیسے کے بعد اُس نے دو جی ہوئی آواز میں کہا۔
مالت میں بہال کی طرف در کیسے کے بعد اُس نے دو جی ہوئی آواز میں کہا۔

حالت میں بہال لے آئی میں۔ اب جواب و لے چلی می ۔ چند اور میں کہا۔

اسمکھوں سے نظام الملک کی طرف و کیجے کے بعد اُس نے ڈوئی ہوئی آواز میں کہا۔

''عالیجاہ ابجے معلوم نہیں بی گیا کہ رہا ہول میں کہت جو اُس کے جھے اجازت و سے کے اور میں بھال نے کے لیے جھا گئی دوران سے کی طرف بین جا اور میں اٹھانے کے بعد اچا تک منہ کے بل فرش پر کرا ہے اٹھانے کی کوشش کی ۔وہ ہے ہوش تھا اور میں مالم اور مشیر الملک نے بھاگ کرا سے اٹھانے کی کوشش کی ۔وہ ہے ہوش تھا اور اس کا جسم بخارے بھنک رہا تھا۔

کے بعد اچا تک منہ کے بل فرش پر کرنے اٹھانے کی کوشش کی ۔ وہ ہے ہوش تھا اور میر عالم اور مثیر الملک نے بھاگ کراُ سے اٹھانے کی کوشش کی ۔ وہ ہے ہوش تھا اور اس کاجسم بخار سے پھنک رہا تھا۔

میر عالم اور مثیر الملک نے بھاگ کراُ سے اٹھانے کی کوشش کی ۔ وہ ہے ہوش تھا اور تھوڑ کی دیر بعد چند سپاہی اسے بلنگ پر ڈال کر کل سے باہر لے جار ہے تھے۔

دو دن بعد سرجان کیناوے، لارڈ کارٹوالس کو بیہ خطا کھا کہ آج نظام دو دن بعد سرجان کیناوے، لارڈ کارٹوالس کو بیہ خطا کہ آج نظام الملک کی محافظ توج کا سالا پر اعلیٰ اور حیدر آباد کا ایک بہت بااثر جا گیر دار جو ہمارا برترین دشمن اور دکن اور میسور کے اتحاد کا سب سے بڑا احامی تھا، وفات باچکا ہے۔

برترین دشمن اور دکن اور میسور کے ساتھ حیدر آباد کے عوام کا ایک بے پناہ بجوم تھا اور شہر کے عوام کی طرح میسور کی سفارت کے ارکان بھی باری باری اس کے اور شہر کے عوام کی طرح میسور کی سفارت کے ارکان بھی باری باری اس کے اور شہر کے عوام کی طرح میسور کی سفارت کے ارکان بھی باری باری اس کے اور شہر کے عوام کی طرح میسور کی سفارت کے ارکان بھی باری باری اس کے اور شہر کے عوام کی طرح میسور کی سفارت کے ارکان بھی باری باری اس کے اور شہر کے عوام کی طرح میسور کی سفارت کے ارکان بھی باری باری اس کے اور شہر کے عوام کی طرح میسور کی سفارت کے ارکان بھی باری باری اس کے اور شہر کے عوام کی طرح میسور کی سفارت کے ارکان بھی باری باری اس

جنازے کو کندھا دینے کی کوشش کررہے تھے۔جب اس کی لاش لحد میں اُتا ری جا رہی تھی تو مرا دعلی نے امنیاز الدولہ کی طرف دیکھا اوراس کی آئکھوں سے بےاختیار آنسو اُٹھ آئے۔

امتیاز الدولہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ ''میرے دوست! میراباز وٹوٹ چکاہے۔ ہم اپنے مقدر سے نہیں لڑسکتے۔ 'مس الامراءی موت میرے نز دیک ان اُمیدوں اور آرزو و کی مولت ہے جو ہم نے دکن اور میسور کے اتحاد کے ساتھ وابستہ کی تھیں ۔ 'آ

ساتھ وابستہ کی تیں مادس ہیں ہوں۔ سراوعلی نے قدر ہے ہم نے کام لیتے ہوئے جوال ماری ہوں ہوں اسٹرو اللہ کی ہوں ہوں اسٹرو کا اللہ واللہ کی موجہ برنظام علی کی ماری ہوں کے سفراء کی موجہ برنظام علی کی ملاقاتوں کا مقصد ایسٹ انڈیا تمینی اور مرہوں کے ساتھ معاہدے کی شرا نظام ایٹ ای کا ماتھ معاہدے کی شرا نظام ایٹ کے ساتھ معاہدے کی شرا نظام ایٹ کے سوا بچھ نہ

تھا۔ قریباً دو ماہ بعد اپنے اتحادیوں سے پورااطمینان حاصل کرنے کے بعد میر نظام علی نے سلطان ٹیپو کے سفیروں کورخصت کر دیا۔
حیدرآ باد چھوڑنے سے تھوڑی دیر قبل مرا دعلی، ہاشم بیگ کے گھر گیا۔ہاشم اور اس کی بیوی مصالحت کی گفتگو کی ناکامی پر بہت پر بیثان تھے۔مرا دعلی نے اُن کے اس کی بیوی مصالحت کی گفتگو کی ناکامی پر بہت پر بیثان تھے۔مرا دعلی نے اُن کے

اس کی بیوی مصالحت کی گفتگو کی ناکامی پر بہت پر بیثان تھے۔مرادعلی نے اُن کے ساتھ چند منٹ ہا تیں کرنے کے بعد رخصت لی۔ ہاشم بیگ گھرسے پچھفا صلے تک اس کا ساتھ دینا چاہتا تھا۔ لیکن مرادعلی ڈیوڑھی پر پپنچ کررک گیا۔ اور اس نے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ '' آپ یہیں رہیں۔''

ہاشم بیگ نے اُس کے ساتھ مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔''مرا دآپ کو ما پوس خہیں ہونا چاہیے۔ مجھےا ب بھی یقین ہے کہ دکن اور میسور کی بہتری کی کوئی نہ کوئی صورت نکل آئے گی۔اور ہمارے درمیان آگ اورخون کے دریا حائل نہیں ہوں گے۔ہمایک دوسرے پر گولی چلانے کے کیے پیدائہیں ہوئے۔'' مرا دعلی نے ایک کرب انگیز مسکرا ہے ہے ساتھاس کی طرف دیکھا اورا سکے ساتھ مصافحہ کرنے کے بعد لیے لیے قدم اٹھا تا ہواہ ہاں ہے چل دیا۔ تھوڑی در بعدوہ شاہی مہمان خانے میں پینے چکا تھا۔ جہاں اس کے ساتھی سز کے لیے اور کے تھے۔ سلطان کے خلاف فیصلہ کن جنگ لوٹ نے کے لیے ہندوستان کی تین عظیم طاقتیں متحد ہو چکی تھیں ۔انگریوی میاست کی سب سے بڑی کا میابی بیٹھی کہ انہوں نے نظام اور مرہٹوں کو جنوبی ہندوستان کی وہ آخری دیوارمسار کرنے پر آما دہ کرلیا تھا۔جوبرسوں سے اجنبی افتد ارکے سلاآب کورو کے ہوئے تھی۔ جنگ نا گزیر ہو چکی تھی۔شیرمیسورپھرایک ہارائن گنت بھیٹر یوں ،گیدڑوں اورگدھوں کے درمیان کھڑا با ہر سے اُسے کسی اعانت کی اُمید نہ تھی۔اس نے مغرب کی جارحیت کے خلاف عالم اسلام کو متحد کرنے کے لیے مطنطینیہ میں سلطان ترکی کے باس جوا پہجی بھیجے تنصے وہ مایوس ہوکر واپس آ گئے تنصے۔ دوات عثمانیہا پنی تاریخ کے نا زک تیرن دور ہے گز ررہی تھی۔ روس کی ملکہ کیتھرین ٹانی اورآسٹر یا کے شہنشاہ جوزف ٹانی ترکی کے خلاف متحد ہو چکے تھے۔اور اُن کی طرف سے اس امر کا اعلان ہو چکا تھا۔

کہ وہ عثانی سلطنت کے مغربی ممالک پر قبضہ کے تخت پر کیتھرین کے پوتے قسطنطین کوبٹھا ^کیں گے۔ یورپ میں طافت کانوازن قائم رکھنے کے لیے برطانیہ کاوزیراعظم پیٹ بنگر فریقین میں صلح کروانے کی کوشش کررہا تھا۔ ان حالات میں عثانی حکومت انگریزوں کی مرجی کےخلاف سلطان ٹیپو کے ساتھ کوئی معاہدہ کرنے کے لیے تیار نہ تھی۔سلطان ترکی کے ساتھ ٹیپو کے شیروں کی ملاقات سے پہلے ہی قسطنطینیہ کے برطانوی سفیر رابر ہے ایسکی کو بیہ ہدایات موصول ہو چکی تھیں کہتر کی اور میسور کی حکومتوں کے درمیان معاہدہ کی بات چیت کونا کام بنانے کی ہرممکن کوشش کی جائے۔ چنانچی مطانوی سفیر کی کوشٹوں کا بیہ نتیجہ ہوا کہ ترکی خلیفہ سلطان ٹیپو کو سلطان کے لقب، چند بخا کف اور نیک دعاؤں کے سوا کھے ندد کے سکا۔ سلطان نمیت جوسفارت فرانس رواندی تھی اُس کی کارگزری بھی حوصلہ مکن تھی۔ تو لون کی بندرگاہ پر فرانش کی حکومت اور فرانس مے عوام نے سلطان کے سفیروں کا شاندار خیرمقدم کیا تھا۔اس کے بعد پیرس تک راستے کے ہرشہر میں فرانس کے عوام اور حکومت نے نمائندے ان کاپر جوش استقبال کررہے تھے۔ان کے سفر کے لیے چھ گھوڑوں کی بلھی اورسواروں کا ایک حفاظتی دستہ مہیا کیا گیا تھا۔ راستے کے ہربڑے شہر میں ان کے لیے آتش بازی کی نمائش کی جاتی تھی۔لوگ کئی کئی میل سے انہیں دیکھنے کے لیے آتے تھے۔ پیرس میں شاہ لوئس نے انتہائی گرمجوشی ہے اُن کا خیرمقدم کیا۔لیکن جب دونوں سلطنوں کے درمیان معاہدے کی بات چیت کی نوبت آئی تو اس نے بیہ جواب دیا۔ کہ معاہدہ وارسیلز کی خلاف ورزی کر کے انگریزوں کے ساتھ جنگ کاخطرہ مول نہیں لے سکتے۔

پیرس میں سلطان کی سفارت کی نا کامی کی بڑی وجہ بیٹھی کہاُن ونوں فرانس خود انتہائی مخدوش حالات کا سامنا کر رہا تھا۔حکومت کےظلم و استنبدا داورلوٹ کھسوٹ کے باعث عوام کا پیانہ لبریز ہو چکا تھا۔اور شہنشا ہیت کےخلاف انقلابی طاقتیں حرکت میں آنچکی تھی۔حکومت کے بعض بااثر ارکان انگریزوں کے خلاف سلطان ٹیپو کے ساتھ معاہد کرنے ہے حق میں تھے۔لیکن اکثر ملک کی اقتصادی بد حالی کے پیشِ نظر انگرین ول کے ساتھ جنگ کاخطر ہمول لینے کے لیے تیار نہ تھے۔ وہ شاوفرانس کو پیمشورہ دے چکے تھے کہ جمیں اپنی افواج ہندوستان سے نکال کر مریشس اور پورپون کے ا ڈوں کومضبوط کرنے کی کوشش کرنی جا ہیں۔ شاوفرانس نے سلطان کے غیرون کامرف ایک مطالبہ خوتی ہے منظور کیا۔ اوروہ میر کہاس نے ایک تجربہ کار طبیب اور ایک جرائ کے علاوہ رنگ مازول، نجاروں، بافندوں، کھری ساروں اور دوئری صنعتوں کے ماہرین کی ایک جماعت کو اُن كساته ميسورجانے كاجازت دي دي۔ ایسٹ انڈیا تمینی کے ساتھ ٹیپو کے خلاف دفاعی اور جارحانہ معاہدہ کرنے کے

ایسٹ انڈیا کمپنی کے ساتھ ٹیپو کے خلاف دفاعی اور جارحانہ معاہدہ کرنے کے باوجود نظام یامر ہے جنگ میں پہل کرنے پر آمادہ نہ تھے۔ گزشتہ تجربات نے انہیں کافی مختاط بنا دیا تھا۔ اور وہ بیرچاہے تھے کہ اس مرتبہ جنگ کی ابتداء انگریزوں کی طرف سے ہو۔ انگریزوں کی افواج کیل کانٹے سے لیس ہو پچلی تھی۔ کورگ کے راجہ اور مالا بارکے فائر پالیگاروں سے ان کے خفیہ معاہدے ہو چکے تھے۔ کرنول اور گو پہ کے نواب جومیسور کے باج گز ارتھے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کو بیاطمینان دلا چکے تھے۔ کرواب کے داب کے خواب جومیسور کے باج گز ارتھے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کو بیاطمینان دلا چکے تھے۔ کرواب کے داب کے خلاف بغاوت کا اعلان کر دیں گے۔ اب

معاہدہ منگلور کی احجیاں اڑانے کے لیے لارڈ کارنوالس کوصرف ایک بہانے کی ضرورت بھی ۔اوروہ بہانہ پہلے ہے موجود تھا۔ٹراونکور کاراجہ راما ور ماانگریزوں کی شہ پر ایک مدت سے سلطان کے خلاف معاندان سرگرمیوں میںمصروف تھا۔اوراس کے دیتے میسور کی سرحد پر کئی حملے کر چکے تھے۔وہ تمپنی کا حلیف تھا اورانگریزوں نے اس کی حوصلہ افر ائی کے کیے اپنی فوج کی دو کمپنیاں اس کے حوالہ کر دی تھیں۔ سلطان ٹیبو کو بیمعلوم نفا کیٹر اونکور کے راجہ کے خلاف اس کی جوابی کا روائی انگریز وں سے ساتھ کراؤ کی صورت پیدا کردے گی۔اس کیے وہ مصالحت کے لیے کوشاں تھا کیکن راما ورما نے ملطان کی مصالحانہ کوششوں کے جواب میں اپنی جارحاندسر گرمیاں تیزیز کردیں۔ سلطان نے انگریزوں ہے اپیل کی کہوہ اینے حلیف کوان فسدان کرمیوں ہے بازر میں کیکن اس اپیل کا وئی اثر نہوا۔ میر نظام اور نا نافرنو ایس کے ساتھ کی بخش معاہدے ہوئے ی انگریزوں نے را ماور ما کوچیکی دی اور اس نے ٹر اونکورکی دفاعی لائن کے سامنے ایک گھنا جنگل صاف کرنے کے بہانے ایک ہزارسیا ہی میسور کی صدو دمیں داخل کر دیے کیکن سرحد کے محافظ دستوں نے انہیں مار بھاگیا۔ایک مہینہ بعدر اونکورے راجانے دوسراحملہ کیا۔ کیکن اس کا بھی یہی حشر ہوا۔ سلطان ٹیپو نے جز ل میدوز گورنر مدراس کو اس صورت ِحال کی طرف متوجہ کیا۔او راہے مصالحت کے کیے ایک مشن جھینے کی وعوت دی۔ کیکن جنر ل میڈوزٹیپو کا پرانا دشمن تھااوراُسے کارڈ نوانس کی طرف ہے بھی اس امر کی ہدایت موصول ہو چکی تھی ۔ کہاب ہمارے کیےا نتہائی ساز گارحالات پیدا ہو چکے ہیں ۔اورہمیں کوئی ایسی کوشش نہیں کرنی چا ہیے۔جو جنگ میں التو ا کاباعث ہو۔چنانچےمیڈوزنے ^{صلح}اورامن کے لیےسلطان کی اپیلوں کی طرف سے کان بند

کرے مزید تین بٹالین ٹراونکور کی سرحد پر بھیج دیں۔ راجه ٹروکورانگریزوں کی مالی امدا داور جراکل کوئمبٹواور مالا بارکے نائر بالیگا روں کے تعاون سے میسوری سرحد پر ایک لشکر جمع کر چکا تھا اورانگریز اس کی فوج کے آٹھ ہزارسپاہیوں کے لیے بہترین اسلحہ مہیا کر چکے تھے۔ ان حالات میں سلطان ٹیپو کے لیے پھرایک بارتکوار کاسہارا لینے کے سواکوئی حاع كارنة تفاشيرميسوران كجهار كانكل كرميدان مين آسكيا ثراوتكوري نوج ميسور کے طوفانی دستوں کے سامنے تکوں کا انبارثابت ہوئی چند گھنٹوں کے اندر اندر ٹراونکوری سرحدی چو کیوں اور قلعوں پر میسورے پرچم لہرا ہے تھے اور راجا کے سیای بھیز وں اور بکریوں کی طرح جھاگ رہے تھے کرٹل مارڈ لے کی ماتحتی میں انگریز وں کی پانٹی کمپنیاں اپنے با رو داورا سکھیے و خیرے چھوڑ کر کر مگور میں پناہ

لے رہی تھیں ایک انگریز کے اور میں ایک انگریز کے اور میں ایک جزل سے جنوبی اور مدراس جزل میڈوزکو یہ کھی۔'' میڈوزکو یہ کھررہا تھا میں نے بھی ایک شرمنا ک پہلی نہیں دیکھی۔'' ٹراونکورکی دفاعی لائن کے یہ نے اُڑانے کے بعد سلطان ٹیبو کر گورکی طرف

بڑھا۔ کرنل ہارڈ لے نے وہاں بھی پہپائی اختیاری اورسلطان نے قلعے پر قبضہ کرلیا۔
اس کے بعد سلطان نے آئیوٹ اور چند قلعوں پر قبضہ کرلیا اب سارا ٹرانکورسلطان کے قدموں میں تھا۔ راما ورما کی طرف سے سی میدان میں مزاحمت کی او قع نہ تھی لیکن ویر ابولی بیٹے کرسلطان کو بیا طلاح ملی کہلارڈ کارنواس میسور کے خلاف اعلان جنگ کر چکا ہے اوراس کے اتحادی کئی محافہ وں پر جملہ کرنے کے لیے تیار کھڑ ہے جنگ کر چکا ہے اوراس کے اتحادی کئی محافہ وں پر جملہ کرنے کے لیے تیار کھڑ ہے

ہیں ۔سلطان کومجبوراً پیچھے بٹنا رڑا۔

بارهوال باب

مدراس گورنمنٹ ہاؤس کے ایک کمرے میں کمپنی کے بڑے بڑے نوجی انسروں کی میٹنگ ہورہی قواج کا افواج کا میڈروں کی میٹنگ ہورہی تھی۔ گورز مدراس جزل میڈوز جسے کمپنی کی افواج کا کمانڈرانچیف مقرر کیا گیا تھا۔ جمبئی اور کلکتہ کی انگریز کی افواج کے نمائندوں کے مشورہ سے جنگ کا بلان تیار کر دہا تھا۔ کمرے کے درمیان ایک کشادہ میز پر جنوبی مشورہ سے جنگ کا بلان تیار کر دہا تھا۔ کمرے کے درمیان ایک کشادہ میز پر جنوبی ہندوستان کا نقشہ کھلا ہوا تھا اور جزل میڈ وز اور دوسرے فوجی انسر میز کے گرد

کھڑے تے ہے۔
جز ل میڈوز نے کہا تھی اولین مقصد کو مثبور اور پانی کھائے کے علاقوں
پر قبضہ کرنا ہے میسور کے اہم شہوں اور قعلوں کی طرف پیش قدی کرنے کے لیے ہمل ان زر خیز علاقوں کے رشر حاصل کرنا بہت آسان ہوگا۔ بہتی کی فوج کی پیش قدی مالابار کے ساتل سے شروع ہوگی اور فوٹ امکان ہے کہ ٹیپو ہماری پیش بعد مدراس کی فوج ہے کہا تک کو میدانِ جنگ بنانے کی کوشش کرے۔ اس لے حتی کرنا تک کو میدانِ جنگ بنانے کی کوشش کرے۔ اس لے جزل کیلی کارومنڈ ل کے وسط سے بارہ کل کی طرف پیش قدی کریں گے۔ تا کہا گرکنا تک کو خطرہ پیش آسے تو اُسے ہروقت مدودی جاسے۔ مدراس سے کوچ کرنے کے بعد ہمارا پہلاستعقر ترچنا پلی کے آس پاس ہوگا۔"

گورنر کاپرائیو بیٹ سیکرٹری کمرے میں داخل ہوا اوراس نے سلام کرنے کے بعدا یک مراسلہ پیش کیا۔جنزل میڈوزنے خط کھول کر پڑھااور ندھال ساہو کر کرسی پر بیٹھ گیا۔فوج کے افسر تذبذب اور پر بیثانی کی حالت میں اس کی طرف د کھے رہے ۔۔

جز ل میڈوزنے قدرے نو قف کے بعد کہا۔'' جنٹلمین! بیراجا ٹرونکور کی کارگز اری کے متعلق ایک تا زہ رپورٹ ہے۔اس کی فوج ہرمحاؤ سے بھاگ رہی ہے۔ہم نے جواسلحہاور ہارودمہیا کیا تھاوہ رحمن کے قبضے میں جا چکا ہے۔ کرتل ہارڈ لے نے لکھا ہے کہا گرٹیپو کی توجہ نوراً دوسر ہے محا ذوں پر مبذول نہ کی گئی تو وی مسی د**فت کے بغیر سارے ٹراونکور پر قبضیہ کرلے گا۔اس خط سےمعلوم ہوتا ہے کہ** بسیائی کی دوڑ میں مارے بیابی ٹراوکوں کے سیامیوں سے سبقت لے جانے کی كوشش كررى إلى ويمين كل منه تك پيش قدى كے ليے تيار ہو جانا جا ہے۔" سيرران في الها- "يورالسيلينس! نواب محملي كوكياجوب دياجات؟" جز لميدوز نالما كركها وواضي عك بيها مواج؟ " بى بان! كى الناخار الياتفاك السيانك سانار في وكرس سالاتات " لیکن وہ میراوقت ضال کرنے پر کیوں معر ہے۔ جب سے میں نے عارج لیا ہے۔ وہ تین بار ملاقات کرچکا ہے۔جاؤ اُسے کہومیں اس وفت فارغ نہیں ہوں _اگروہ چند گھنٹے او را نتظار نہیں کرسکتانو واپس چلا جائے _'' سكريرى نے كہا بورايكسيسنسى أسے مايوس كرنا آسان نہيں وہ شام تك آپ کے انتظار میں بیٹیارہے گامدراس کے گورز سے ہرتیسر سے جانتھے روز ملا قات کرنا اس کی زندگی کی سب سے بڑی دلچین ہےوہ سمینی کا پُرانا وفا دارہےاور مدراس کے سابق گورزوں کی میرمدایا جہیں کہ اُسے بلاوجہ نا راض نہ کیا جائے۔'' جز ل میڈوزنے کرسی ہے اُٹھ کر کہاجتنامین میں ابھی آتا ہوں ۔'' كرنا تك كاكثر تبلى نواب محمعلى والاجاه ملاقات كے كمرے ميں بيٹيا ہوتھااس

کے چہرے پر پریشانی اوراضطراب کے آثا رہتھے جنز ل میڈوز کمرے میں داخل ہوا اوراس کی آنکھیں مسرت ہے چبک اٹھیں وہ جلدی ہے اُٹھ کرآ گے بڑھا اور جنر ل میڈوزنے ایک حقارت آمیز تبہم کے ساتھ سلام کرمصافحے کے لیے ہاتھ بڑھادیا۔ محمد علی نے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا حضور کا اقبال بلند ہو اور حضور کے دشمن ذکیل وخوار ہوں!'' تشریف رکھے نواب صاحب انجھے انسوس سے کہ آپ کو بہت انتظار کرنا پڑا ہت مصروف تفایج محمد علی نے کری پر بیٹھتے ہوئے کہا عید کا جاند و کیے گیاہ رمضان کی کلفیتس میں بہت مصروف تھائے گ نهول جات بیرے مید کریے اور میڈوز میرسوال کیا۔ مید کریے اور میڈوز میرسوال کیا۔ عید کی ہے۔ استدوز سے بران میں ہے۔ استدوز سے مید کا جاتا ہے۔ کا بیارے لیے عید کا جاتا ہے۔ کا بیارے لیے عید کا عاِند ہیں بعن آپ کود کھ کر بھے بہت فوق ہو گا ہے'' ہو میں سمجھتا تھا کہ عیدا گئی ہے۔'' جناب حقیقی عید تو اس دن آئے گی جب آپ کی جوجیں سر نگا پہم پہنچ جا ئیں گی میں آپ کی فتح کی بیثارت لے کرآیا ہوں۔'' نواب صاحب آپ فنتے کی ہاتیں کررہے ہیں ابھی تو جنگ بھی نہیں شروع واہ جناب آپ کا خیال ہے کہ میں پھے بھی نہیں جانتا اب نو خدا کے نضل سے ٹراونکورکالشکر مالابا رمیں داخل ہو چکا ہوگا۔'' جنزل میڈوزنے جھنجھلا کر کہا ٹراونکور کالشکر بھیٹر وں اور بکریوں کی طرح

بھاگ رہاہے چند ثانیے محمطی کے منھ سے کوئی ہات نہ کل سکی پھراس نے اچا نک اپنی جیب

چند ٹانے محمطی کے منھ سے کوئی بات نہ نکل تکی پھراس نے اچا نک اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کرایک سونے کا تعویذ نکالا اور بڑھ کر جنر ل میڈوز کے گلے میں ڈال دیا۔

سیکیا ہے جز ل میڈوز نے اپنا غصر ضبط کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔
جناب بی تعویذ ہے آپ اسے گئے ہے نہ اٹاریں بچھے یقین ہے کہاں کی
برکت سے ہرمیدان ہی آپ کا نتی ہوگی یہ بچھے ایک بزرگ نے دیا ہے جس کی ہر
بات پھرکی کیار ہوئی ہے اب آپ فدا گانا ہے لے کرحملہ کر دیں دنیا کی کوئی طاقت سر
نگاہم سک آپ کا راست نہیں روک سکے گئی ہیں نے سنا ہے کر کیا سی یا نڈی چری
خالی کررہے ہیں گئی ہی جے کا راست نہیں روک سکے گئی ہیں گئے سنا ہے کر کیا ہی یا نڈی چری

جز ل میروز نے اختان فرت اور تھا ہے۔ ہے گئی کی طرف ویکھا اور کہا نواب صاحب ہمیں ڈرکے کہ اس کا ڈی جنگ سروع ہوتے ہی کہیں اسے حالات پیدا نہ وجا کیں کہ آپ کوار کا اے خال کرنا پڑے!''

محمعلی چند ٹانیے سکتے کے عالم میں جزمیڈوز کی طرف دیکھتارہا۔ بالائخراس نے کہا۔ گورنرصاحب!اگرٹراونکورے کوئی خبر آئی ہے تو آپ کواس قدر پریشان نہیں ہونا جا ہے سلطان ٹیپواب اکیلا ہمارا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

میں بالکل پریشان نہیں ہوں۔ میں صرف بیچا ہتا ہوں کہ آپ اپنا قیمتی وقت با توں میں جائع کرنے کی بجائے جنگ کی تیاری کریں!

جنز ل صاحب میں بیتو بوچھنے آیا تھا کہ میری فوج کوکوچ کا کب تھم ملےگا؟ آپکی فوج کو کوچ کرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ اگر صرف کرنا ٹک کی

حفاظت کرسکین توبیجهی هاری بهت برسی مد د هوگی _اب مجھے اجازت و بیجئے میں بہت مصروف ہوں _ جزلمیڈوزیہ کہتے ہوئے اٹھ کر کھڑا ہو گیا ۔نواب محمعلی بہت کچھ کہنا جا ہتا تھا۔ کیکن کرنا ٹک کیفا نطتکے مئسلے نے اس کے خیالات پریشان کردیے تھے۔وہ ہا دل نا خواسته اُٹھااور جز ل میڈوز اُس کے ساتھ مصافح کرے کے مرے سے باہر نکل گیا۔ کرے سے باہرانے سکوٹری کو ویکے کرجز کمیڈوزنے محمطی کا عطا کر دہ تعویز نوچ کراس کے ہاتھ یہ دے دیا اور کہا۔ بیائے یاس رکھواور کے وقو ف کو بیسمجھاؤ كەدە جنگ كے اختتام تك مجھے پریشان كرنیكی كوشش نەكرے۔ پیر گدھا مجھے فتح ی خرسا نے آیاتھا۔ میں میں اور نے مرات سے پیش قدی کی میں موال سے بیش قدی کی اورز چنا یلی کے قریب وار حاوال دیے دیول میڈوزی مان میں پندرہ ہزارسیا بی بہترین، ہتھیاروں ہے گاتھ ہندوستان کی تاریخ میں اس ہے تبل کسی ا یک محا ذیر انگریزوں کیاتنی پڑی فوج و سکھنے میں نہیں آئی تھی۔سلطان ٹیپو کے لیے ابکسی علاقے کے شہروں یا فلعوں کی صفا ظت کی بجائے پوری سلطنت کا مسئلہ تھااور میسور کی تمام سر حدو پر تیمن کے اجتماع نے اسے اپنے کشکر کوئی حصوں میں تقسیم کرنے پرمجبور کر دیا تھا۔ جز ل میڈوزنے ۵ائو ن کو کرور کی طرف پیش قدمی کی اور چند ہفتوں میں کسی

بیز ن میدوری مادون کے بغیر کروراور دھا را پورم کے علاوہ چند اور قلعوں پر قابل ذکر مزاحمت کا سامنا کیے بغیر کروراور دھا را پورم کے علاوہ چند اور قلعوں پر قبضه کرلیا۔ سلطان ٹیپو دشمن کے عزائم سے خبر دار ہوتے ہی ٹراونکور کا محاصرہ چھوڑ کرکوئمبٹور پہنچے گیا اس اثنا میں دوسرے محاذعس پر بھی انگریزی افواج جمع ہور میتھیں اور سلطان نے قریباً ایک مہینہ کوئمٹور مین قیام کرنے کے بعد ایک وسیعے پیانے پر جنگ کے کیے تیاری کی ضرورت محسوں کرتے ہوئے سرنگا پٹم کا ڑخ کیا کو مبٹوسے کوچ کرتے وفت سلطان نے اپنے جار ہزارسوارمیرمعین الدین نُر ف سیدصاحب کی کمان میں دیےاوراً سے ہدایت کی کتم ایکا دُ کاحمکوں سے دعمن کو ہرسال کرےاس کی پیش قدمی رو کنے کی کوشش کرونا کہ جھے تیاری کے کیےوفت ل جائے۔ میرمعین الدین کی مختصر سی فوج کسی میدان میں ڈیسے کر انگریزوں کا مقابلہ کرنے کے قابل کی۔ لیکن برسات کا موسم شروع ہو چکا تھا۔ اور آگروہ سلطان کی ہدایات پیمل کرنا تو بیچار بزارسوار جو گوریلا جنگ کے ماہر سمجھے جاتے ہیں دشمن کے رسل ورسائل کا نظام ورہم ہر ہم کرتے اس کے لیے شاررو کا ویش پیدا کرسکتے تھے۔ کیکن میرمعین الدین جیسے جہا تاریدہ ہائی نے جس نا املیت اور بر دل کا مطاہرہ کیاوہ سلطان کی فوج کے سے کئی افٹر سے بھی غیر متو قع تھی اس نے کرنل فلائڈ کے دستوں کے ساتھ چند جھٹر یوں کے بعد بھوانی کے شال کی طرف بیا بی اختیا رکی اور جنوب کے تمام علاقے تثمن کے لیے کھلے چھوڑ دیے۔ میرمعین الدین کی بیکوتا ہی فوجی لحاظ ہے میسور کے لیےانتہائی تباہ پیدا کرسکتی تھی کیکن خوش قشمتی ہے جولائی کے مہینے میں برسات کاموسم شدت اختیار کر چکا تھا جنزل میڈوز نے میدان خالی د مکھے کر کوئمبٹو پر قبضہ کرلیا اور کرنل اسٹورٹ کو پال گھاٹ کی طرف پیش قدمی کا تھم دیا لیکن موسم برسات کی شدت کے باعث وہ زياده دُورنه جاسکا۔ اگست کے دوسرے ہفتے کرتل اسٹورٹ نے دوبارہ پیش قدمی کی اور ڈنڈیگل

کے قلعے کا محاصرہ کرلیا بیہ قلعہ ایک بلندچٹان پرواقع تھا اور دفاعی لحاظ ہے۔ سلطنت ميسورك مضبوط فلعول ميسء ايك تفا قلعى محافظ فوج كى تعدادآ تصوسيا هيون پرمشتل تھی اوران کا کمانڈ رحیدرعباس سلطان کا ایک نڈ رسیا ہی تھا انگریزی توپ خانہ جارون تک قلعے پر آگ پر ساتا رہااور یانچویں دن کرنل اسٹورٹ نے عام حملے کا حکم دیا لیکن اُسے شدید نقصانات اٹھانے کے بعد پیچھے بٹمنا پڑا حید رعباس ہ خری دم تک لڑنے کا فیصلہ کر چکا تھا گیلن ایس کے بیشتر سیابی اورانسر کمک نہ پہنچنے کے باعث ہمت بار چکے تھے چنانچہ ۲۲ اگست کے دان اس کے اس شرط پر قلعے کا دروازه کھول دیا گیلعہ خالی کرتے وقت اس ہے۔ یا ہیوں کار سنتہ رو کئے کی کوشش کی جائے گ اس عرصہ اللہ میڈوزی دوسری افواج درہ مجل کی جا کیوں پر قبضہ کر لینے کے بعد انگریز وں کے ہاتھ میں ورٹی شرک تک پہنچ کیا تھے تھے کوئمبٹور کا زرخیر صوبہ جہاں ہے انھیں فرا دانی کے ساتھ رسول گئی تھی اب ممکم ل طور پران کے قبضہ میں تھااوروہ کررو سے لے کجل ہٹی کے در سے تک چو کیا قائم کر چکے تھے۔ دوسرے محاذ پر کون کیلی کی کمان میں کلکته کی دیں ہزارفوج جسے بار پچل فتح کرنے کی مہم سوینی گئی تھی،اگست کے شروع میں تنجی درم پہنچ چکی تھی جنز ل اسٹورٹ کو تین اطراف سے سرنگا پٹم کی طرف بڑھنے کے لیےاب صرف مالا بار کے محافریمبیئی کی افواج کی آمد کا انتظارتھا۔میسُور کی شالی سرحد پر نظام اورمر ہڑوں کی افواج جمع ہورہی تھی کیکن جنگ کے ابتدائی دور میں اُن کی حیثیت خاموش تماشائیج ں سے زیدہ نہ تھی۔ لارڈ کارنوالس اور جزل میڈوز کی ہے در ہے یا دوہو نیوں کے میدان میں کود نے سے نانا فرنولیں اورمیر نظام علی کی بچکچا ہے گی سب سے بری وجہ بیہ کہان میں اس

تحسی کوسلطان ٹیپو کے صحی ۸ ح عز ائم کاعلم نہ تھا۔نا نا فرنو لیس اورمیر نظام علی اگر اس بات کا یقین ہوتا کہوہ کسی خطرے کا سامنا کیے بغیر پیش قدمی کر سکتے ہیں تو اٹھیں فیصلہ کرنے میں کوئی وِقت محسو**ں** نہ ہوئی ۔لیکن سُلطان ٹیپو نے سر نگا پٹم پیٹنج کر جہا ں جنگی تیاریوں کے لیے دو ماہ کاوقفہ حاصل کرلیا تھا۔وہاں نثام اورمرہٹوں کے لیے ا یک پرلشان کن مسئلہ پیدا کر دیا تھا۔اٹھیں اس بات کا یقین تھا کہا گرسُلطان نے سر نگا پٹم سے نکل کر جنوب جمیں انگریزوں کا سامنا کرنے کی بجائے شال کی طرف توجه پھیر دی تو ان کی حالت قابل رحم ہوگی جنگ کی تلان میں حیدر آیا دکاشکرر پڑور کے مقام ریز او صالے ہُو نے تھا اور أسے ضرور بكرايا ہے وہلينے كے ليے بير نظام على بھى وہاں بن چكا تھا۔ ايك دن مير نظام على الي حيم مين مهابت جنك كم ساته فطري كيل رباتفا كما يك انسر في میں داخل ہُوا اوراس نے کورنش بجالات کے بعد کہا۔'' عالی جاہ! سرجان کیناوے پہنچے گئے ہی اورانھوں نے آنے ہوحضور کی خدمت میں با زیابی کی اجازت طلب کی میر نظام علی نے بدول ہوکرافسر کی طرف دیکھا اور کہا۔'' بہت اچھا، اسے کے آؤ۔'' کھروہ مہابت جنگ کی طرف متوجہ ہوا۔''اس مرتبہ تمہاری ہار لیکنی تھی۔ کیکن کیناوے ہمیں شطرنج کھیلتے نہیں دیکھنا چاہیے۔'' مہابت جنگ کے تالی بجانے پر ایک نوکر خیمے میں داخل ہوا اور نظام کے اشارے ہے شطر کج کاسامان اٹھا کرلے گیا۔ نظام نے جھک کریاں ہی قالین پر پڑے ہوئے کاغذات میں سےایک نقشہ

الھایا اوراسے تیائی پر پھیلاتے ہوئے کہا۔'' اس مرتبہوہ کمبخت ہمیں بہت پریشان مہابت جنگ نے مسکرا کر جواب دیا۔'' مجھے یقین ہے کہ آپ اسے زیا دہ یر بیثان کرسکیں گے۔'' نظام نے کہا۔'' شہبیں اپنی پیش قدمی میں تا خیر کے لیے کوئی معقول وجہ سوچ لینی جاہیے۔'' مہابت جگ ہے جواب دیا۔'' جناب گرشتہ تین بختوں میں کیناوے کے یا پچے اپلی میر ہے باش اا جیے ہیں اور میری عقل جو بہانے علاق کر سختی وہ انہیں پیش کے جا چکے میں ۔اب تو میں بیروری رہاہوں کہ مجھے اس ملاقات سے بیخے کے مر نام کائی داد كيناوے فيے يون واقل ہوا ممابت جنگ في اٹھ كراس كا خير مقدم كيا کیکن میر نظام علی نے اپنی کرسی پر بیٹھے بیٹھے مصافحے کے لیے ہاتھ برڑھایا۔ مہابت جنگ نے ایک کری گھییٹ کر آ گے کر دی اور میر نظام علی نے کہا۔" مجھےافسوس ہے کہآ ہے کواس موسم میں سفر کی تکلیف اٹھانی پڑی تشریف رکھے۔" کیناوے نے کری پر بیٹھے ہوئے کہا۔''موجودہ حالات میں میرے کیے حيدرآ بادکشهرنا زيا ده تکليف ده تفا_مجھےاپيئے سی خط کاتسلی بخش جواب نہيں ملا۔جز ل میڈوز اور لارڈ کارنوالس آپ کی تاخیر کے باعث بہت پریشان ہیں۔فرمایئے آپ نے کیا فیصلہ کیاہے؟ میر نظام علی نے جواب دیا۔'' اگر ہری پنت آج پیش قدمی کرنے کا فیصلہ کر

لے نو ہماری طرف سے ایک لمحہ کے لیے بھی تاخیر نہیں ہوگی۔ہم نویہاں بیٹے بیٹے تنگ آ ڪيے ٻيں _''

''یورہائی نس ہسر حیارکس میلٹ نے مجھے میہ پیغام بھیجاہے کہ ہری پنت اور نا نا فرنولیں اس تاخیر کی ذمہ داری آپ پر ڈالتے ہیں۔آپ نہایت قیمتی وفت ضائع کر رہے ہیں۔ آپ کومعلوم ہے کہ کوئمٹبور کا سارا صوبہ جارے قبضے میں آچکا ہے۔ مشرق میں ہاری افواج بارہ کل پر قبضہ کرنے والی ہیں۔ اور چند دنوں تک جمبئی کی نوج مالا با رمیں داخل ہوئی جا تیگی ۔اگر آپ نو را حملہ کر دیں تو سلطان ٹیپو کوسرنگا پٹم ہے باہر کسی محاذر جو ابی کاروائی کی جرات نہیں ہوگ۔''

"ہاں اگر اس میں اورائی کی ہمت ہوتی تو وہ کو مثبو جیساز رخیز صوبہ ہمارے لیے

كالمجور كررن وكالميان بناه بدليتات على المام " آ پ کا خیال علط ہے۔ لیوسر نگا ہے میں بیٹر کر آپ کا نظار نہیں کرے گا۔ أے تیاری کے لیے وقت کی ضرورت تھی۔وی ایک خونناک آندھی کی طرح اجا نک میسورے نکلے گا اور ہم ہرمحا ذیر آنی سابقہ تنجاویز میں ردوبدل کی ضرورت محسوں کریں گے۔'''

''' يور ہائی نس _آ پ کوٹيو کی قوت سے اس قدر خوف زوہ نہيں ہونا جا ہے۔ مجھے یقین ہے کہا گراٹ نوراً حملہ کر دیں تو اُسے سرنگا پٹم سے نکلنے کی جرات نہیں ہو گی اوراگراس نے بیجرات کی بھی تو اس کارخ شال کی بجائے جنوب کی طرف ہو گا۔اورآپ کسی مزاحمت کاسا منا کے بغیر سرزگا پٹم پہنچ جا ئیں گے۔'' ''لیکن اس بات کی کیا ضانت ہے کہ وہ آ پ سے پہلے ہمارے ساتھ نیٹ لیما

بہتر خیال ہیں کرے گا؟"

آپ کاخیال ہے کہ وہ ہماری طرف ہے آئکھیں بند کرے آپ پر حملہ کردے گا؟" " ہاں اوراگر آپ نے ان دنوں سرحیارلس میلٹ سے ملاقات کی ہوتی تو وہ آپ کو ہتاتے کہ ہری پنت کا بھی یہی خیال ہے۔'' " بور مائی نس۔ مجھے معاف سیجھے ٹیپو اتنا نا دان نہیں۔اُسے ہماری قوت کی برتری کا احساس ہے۔ اور یکی جیہ ہے کہ اُسے سرنگا پٹم ہے باہ رنگل کر ہمارا سامنا كرنے كى جرات جيس ہوئى۔ بير حقيقت اس كى نگاموں سے يوشيدہ نہيں ہوگى ك جب وہ شال کارٹ کرے گاتو اس کی تنگیجدرہ پہنچنے سے پہلے ہم سرزگا پٹم پہنچ جا ئیں

كاس وقت تك ماري ما من المنظار المناسبين الني الشين الني مواكول كامنيس

کیناوے نے بدول ساہوکر کہا۔'' جناب آپ جنگ میں ہمارے حلیف ہیں اور جنگ کواختنام تک پہنچانے کے کیے ہم سب پر ایک می ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔آپ اور مرہٹوں کے تذیذ ب کا نتیجہ اس کے سوالیجھے نہیں ہوسکتا۔ کہ جنگ کمبی ہو جائے۔اور ہم آپ سے مایو**ں** ہو کرٹیو کے ساتھ صلح کرلیں ۔اوراینے اتحا دیوں کو ہمیشہ کے کیے ٹیپو کے رحم و کرم پر چھوڑ دیں۔اس کالا زمی نتیجہ بیہ ہوگا۔ کہوہ مزید چند برس تک تیاری کرنے کے بعد ہم میں سے ایک ایک کونگل جائے گا۔"

میر نظام علی نے قدرے زم ہو کر کہا۔" آپ کو ہمارے متعلق اس قدر بدظن نہیں ہونا جا ہے۔'' '' پورمائی نس۔ میں بدخن نہیں ہوں لیکن میں آپ کے تذیذ ب کی وجہ نہیں سمجھ ۔۔۔

''ہمرا تذیذ بسرف اس وقت تک ہے جب تک ٹیپوسرنگا پٹم سے ہا ہزہیں نکلتا۔ جب تک ہمیں اس کے سیجے عزائم کاعلم نہیں ہوتا۔ ہم جنگ کا کوئی نقشہ تیار نہیں کر سکتے۔''

" يور مإنى نس _ بظاهر إلى مات كاكونى المكان نهيس كهوه ما روكل اور مالا بإركا خیال چھوڑ کرا کے کی طرف توجہ کرے لیکن فرض تیجیے کہ اگر ایسی صورت پیدا ہو جائے تو اس کا مطلب بیافو نہیں ہوسکتا کہ تب سرے سے جنگ میں حصہ ہی نہ میر نظام علی منظام جواب دیا۔" ال صورت میں ہماری جنگ سراسر مدا فعانہ ہو گ بہیں سرنگاریم کے معلق ہونے کی بیا سے اور حیدرآبادی فکر کرمارہ ہے گ۔ ہم پوری قوت سے لایک کیاں ماری کوشش میہ ہوگی کہ ہم میسوری صدو دے اندر دشمن کے نرغے میں آنے کی بجائے کسی ایک جگہاں کے ساتھ مقابلہ کریں جہاں سے ہاری رسداور کمک ہےراہتے محفوظ ہوں ۔ بیآ پ کی خوش فشمتی تھی کہٹیو کوئمٹبو رمیں آپ کامقابلہ کرنے کے لیے تیارنہ تھا۔اورآپ کسی دفت کے بغیرایک وسیع علاقے پر قبضه کرلیا ہے۔لیکن اگر ہم میسور کی سرحد پراپنی فوجیس جمع نہ کرتے توٹیپو ہرقدم پر

کیناوے نے کہا۔''نو آپ کا فیصلہ یہی ہے کہ جب تک سرنگا پٹم سے ٹیپو کی فوج نقل وحرکت نہیں کرتی آپ یہیں پڑے رہیں گے۔'' سرید سے میں سے میں میں میں سے میں ہے۔''

بورى شدت كے ساتھ آپ كامقابله كرتا -"

'' میں صرف بیا کہنا جا ہتا ہوں کہ ہم ڈشمن کے ارا دے سے باخبر ہونے سے

پہلے اس کے خلاف کوئی موثر کا روائی نہیں کرسکتے۔" "فرض سیجئے کہا گرٹیپوسر نگا پٹم میں ہی اپنی جنگ لڑنے کا فیصلہ کرلیا تو آپ کا روبیہ کیا ہو؟"" نظام مسکرایا۔" آپ حیدرعلی کے بیٹے کوئییں جانتے۔ مجھے یقین ہے کہوہ میں دوجاں میں نگا پٹھ سے کہ چرک میں گاہ ماری کی پہلی ضربے خوادہ میں میں سے کسی میں

نظام سلرایا۔" آپ حیدرعلی کے بیٹے کوئیل جانے۔ جھے یعین ہے کہوہ بہت جلد سرنگا پٹم سے کوچ کرے گااوراس کی پہلی ضرب خواہ وہ ہم میں سے کسی پر ہوں بہت جلد سرنگا پٹم سے کوچ کرے گااوراس کی پہلی ضرب خواہ وہ ہم میں سے کسی پر ہوں بہت شدید ہوگ ۔ بین سر ہوں کا قام نہیں لے سکتا کے لیکن میری طرف سے ااپ لاارڈ کا رنوانس کو بیاطمیتان ولا سکتے ہیں۔ کہ میری افواج چھر دن کے اندراندر میدان میں انرچائیں گی۔ اگر شال کی طرف ایس کے متوقع کھیلے کے بیش نظر ہمیں میدان میں انرچائیں گی۔ اگر شال کی طرف ایس کے متوقع کھیلے کے بیش نظر ہمیں

سیدان برا رہ اور کے کی افوان کو بر سے کا موقع ل جائے گا۔ اور کر اس نے جنوب کی طرف بیان کر دیں گے۔ کی طرف بیان تعلق کی تعریب اللے تمام علاقے تا خت و تاری کر دیں گے۔ جزل میڈوز کو کیے بیغام دیکے کی دور کی میٹیو کو مزید

تیار یوں کاموقع نہ سکے '' سیسے '' سیسے '' سیسے '' سیسے '' اور کا تھوڑی دیر بعد مسٹر کیناوے میر نظام علی ہے رخصت ہو کر مرہ ٹوں کے پڑاؤ کا رخ کر رہا تھا۔ '' مجھے یقین ہے کہاب چند دن تک بیاوگ ہمیں پر بیٹان نہیں کریں گے۔ لیکن تہہیں تیار رہنا چاہیے۔ ٹیپو اب زیادہ عرصہ رفکا پٹم میں نہیں بیٹھ سکتا۔ اگر اس نے جنوب کی طرف پیش قدی کی اب زیادہ عرصہ رفکا پٹم میں نہیں بیٹھ سکتا۔ اگر اس نے جنوب کی طرف پیش قدی کی او جمیں اس بات کا ثبوت دینا پڑے گا کہ ہم مرہوں ہے بیجھے نہیں رہیں گے۔''

تنيرهوال بإب

"جین! جین!!ینچے آؤ!" کیگرانڈ نے مکان کے صحن سے آواز دی۔ جین کیگرانڈ کی آوازسُن کر گیلری میں نمودار ہوئی۔ نیچے حن میں کیگرانڈ کے ساتھا یک عمر رسیده آ دمی کو د مکیه کروه چند ثانبه تذبذ ب کی حالت میں کھڑی رہی ۔اور پھر'' کیپٹن فرانسسك!" كهدكرزيخ كي طرف برهي أورتيزي ہے نيچ أترنے تكي۔ کتان فرانسک نے آگے بڑھ کرائی کے باتھ مصافحہ کیااور جین نے اُس پر سوالات کی بو چھاڑ کر دی۔'' آپ کب تشریف لائے؟ آپ اتنا عرصہ کہاں تھے؟ ۔ ہم سوچا کرتے تھے کہ آپ میں بھول گئے۔ قرانس میں ان دنوں کیا ہورہا ہے؟ يهاں ايک عرصہ عجيب وغريب خبرين آري ہيں۔" الرائد المرائد وه نجل منزل کے ایک مشاور مرے میں واغل ہوئے اور کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ کپتان فرانسسک نے کہا۔ ^{در میں آج بی سرنگا پٹم پہنچا ہوں اور آتے ہی میں نے} موسیولالی سے تمہارا پتا کیا تھا۔خوش قشمتی ہے کیگرانڈ بھی کیمپ میں موجود تھا۔ میں

انسپکٹر برنا رڈ کو صُبہ ہوگیا تھا کہ میں نے تمہاری مدد کی ہے اوراس نے پانڈی چری سے واپس جاتے ہی مجھے انقلابی جمعت کے ساتھ ہمدر دی رکھنے کے الزام میں قید کروا دیا تھا۔

تہارے لیے بہت اچھی خبر لایا ہوں لیکن اس سے پہلے میں تنہیں شا دی کی مبارک

بإ دریناچا ہتا ہوں۔ میں نے تمہیں عمداً خطانہیں لکھا۔

بسٹیل کے قید خانے میں وہ اکثر مجھ سے ملاکرتا تھا اور ہر بار بیرکہا کرتا تھا کہ

اگرتمام واقعات ظاہر کر دواورمجرموں کو پکڑوانے میں ہمارے ساتھ تعاون کرونو حمہیں آ زا دکر دیا جائے گا۔میرے انکار پرا**ں** نے مجھے ہرممکن افیت پہنچانے کی کوشش کی ۔بسٹیل کی ایک زمین دوز اور تنگ و تاریک کوٹھڑی میں میرے لیے قید کے ہمخری چند مہینے انتہائی کرب انگیز تھے۔ باہر سے سی دوست رشتہ دارکومیرے ساتھ ملاقات یا نامہو پیام کی اجازت نہ تھی۔ جو پرے دارمیرے کیے دووفت کھانا لے کراتے تھے انہیں بھی میر ہے ساتھ بات چیت کرنے کی اجازت نہ تھی۔ پھر ایک دن حکومت کے باغیوں نے بسٹیل کے درواز کے نور دیئے اور مجھےمعلوم ہوا كفرانس بالقلاب إيكا جین نے مغرم لیج میں کہا۔ جھے فیوس ہے کہ آپ نے مارے لیے اتی ا ذیت اٹھائی اور پہر نکا پٹم میں محفوظ تھے اگر آپ پولیس کو بتا دیتے کہ ہم یہاں يَ يَكِ بِينَ وَوُورِ ثَالِياً لِيهِ وَإِنْ لِللَّهِ مِنْ اللَّهِ اللَّهِ مِنْ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ فرانسسك في كها - اكر مين بات طا بركره بتانو جه سے باتی تمام باتيں أكلوا لیتے۔ مارسیزے یا نڈی چری تک کے سفر کے حالات بتا کران تمام دوستوں کے ساتھ غداری کا مرتکب ہوتا جنہوں نے ہمارے ستھ تعاون کیا تھا۔ بیہاں تک کہ مریشس میں کیگرانڈ کے بہنوئی کوبھی ایک پریشان کن صورت حال کا سامنا کرنا ریہ تا۔ پھراگر میں بیہذلت گوارا کر لیتا تو بھی پیرس کی پوکیس سے بیتو قع عبث تھی تھی کہ وہ مجھے کسی اچھے سلوک کامستحق سمجھیں گے۔ کیکن بیتمام باتیں ماضی کے ساتھ علق رکھتی ہیں۔ میں تمہیں حال اور مستقبل کے متعلق کچھ بتانے آیا ہوں قید ہے رہاہوتے ہی میں انقلابیوں کے جن لیڈروں ے ملاوہ سب تمہارے بھائی کو جانتے تھے اور جب میں نے انہیں بیہ بتایا کہتم زندہ

اورسلامت ہواور میں نے تمہاری مد دکرنے کے جُرم میں تید کاٹی ہے تو وہ مجھے اپنا مخلص سأتقى تبجھتے تتھے۔وہ کیگر انڈ کوبھی اپنا دوست تبجھتے ہیں اور بیہ جا ہے ہیں کہتم فوراً فرانس واپس آجاؤ۔ حکومت نے تمہاری جوجائیداضبط کی تھی وہ واگز ارکر دی جائے گی ۔موسیولالی کے نام انہوں نے بیہ پیغام بھیجا ہے کہوہ تنہمیں کسی تاخیر کے بغيريہاں سے روانہ کر دیں تمہاری جلاوطنی کا زمانہ گز رچکا ہے۔اب جبتم پیرس میں پہنچو گی تو ہزاروں انسان تہا ہے گئے گئے براہ ہوں گے۔ میں یہاں موسیولا لی کیس اتھ بات چیت کرچگا ہوں اورانہیں کیگر انڈ کے واپس جائے پر کوئی اعتراض نہیں۔ میں جس جہازیر بایٹری چری پہنچا تفاوہ واپسی پر منگلور پہنچ کر ہمارا انتظار كرے گا۔ ميں سير جا ہتا ہوں كہ بم دوون كے اعدر اعدر يہاں ہے منگلور روانہ ہو جائیں لیکن میں کیا اعلی ہے تذیذ ب اور پیشائی کی وجہ نہیں سمجھ سکا۔اس نے ابھی على يحرن برائين المائين المائي جین سرنگا پٹم کی نضا میں اپنے وطن کی خوشگوار ہوا دی ہے جھونے محسوں کر رہی تھی ۔وہ پیرس کے کشا دہ با زاروں کی سیر کررہی تھی ۔وہ اپنے اجڑے ہوئے گھر کود مکیر ہی تھی۔اس کے نوکراس کے سامنے کھڑے تصاوراس کی سہیلیاں آگے بڑھ چڑھ کراس ہے گلے رسی مل رہی تھیں۔ پھراجا نک اُسے سرنگا پٹم کا ایک گھریا د آیا اور پیرس کے دکش نظارے اس کی آتھوں سے محوہونے <u>لگے۔</u>وہ تصور کے عالم میں انور،مرا د اور اُن کی والدہ ہے رخصت ہو رہی تھی، اس کے ہونٹو ں کا تبہم رخصت ہو چکا تھااوراس کی آنکھوں میں آنسوجع ہورہے تھے۔ کپتان فرانسسک نے کہا۔ جین تم کیاسوچ رہی ہو۔ میں تمہارے تعقیم سُننے کی بجائے تمہاری آنکھوں میں آنسو دیکھر ہاہوں؟

جین نے چونک کرفر انسسک کی طرف دیکھااور پھر پچھ کہے بغیرلیگر انڈ کے چېرے پرنظر گاڙ ديں۔ لیگرانڈ نے کہا۔ موسیوفرانسک میری گردن آپ کے احسنات کے بوجھ

ہے ہمیشہ جھکی رہے گی کیکن موجودہ حالات میں میں فرانس جانے کا فیصلہ نہیں کر

فرانسسک کواپی کانون پر اعتبارین آیا اوراس نے بدحواس ہوکر کہا۔لیکن کیوں؟

لیگراند نے جواب دیا۔ پیل جنگ کے اختتام تک فرانس جیس جا سکتا۔ میں ان لوگوں کو پینیٹر بین دکھا سکتا جنہوں کئے ایک غریب الوطن کو بینادوست، اپنا بھائی اورا پنا بیٹا سمجھ کر سیارا دیا۔ میری زندگی کے تاریب ترین دور پیں سرنگا پٹم میرے لیے دشنی کا مینا رفقا۔ اور کئے سرنگاہ م ان لاکھوں انسانوں کی آخری اُمید ہے جو میری طرح امن وسکون ء عزت اور ازادی کی زندگی کے طلبگار ہیں۔ ٹیپو اب میرے نز دیک ایک اجنبی حکمران نہیں ہے۔ بلکہ میں اس کے لیےایئے سینے میں ا طاعت اور محبت کے وہی جذبات محسوں کرتا ہوں جوا**س ملک** کے ہر باشندے کے سینے میں موجز ن ہیں۔میرے نز دیک اس کی فنٹج انسا نبیت کی فنٹج اوراس کی فلست

انسانىيت كى تنگست ہوگى۔ کپتان فرانسسک نے لاجواب ساہو کر کاہ۔ اگر تمہارے جذبات بیہ ہیں تو میں اس سلسلے میں مزید بحث کی ضرورت نہیں سمجھتا مجھے یقین ہے کہ اگرتمہاری جگہ میں ہوتا تومیر ابھی یہی فیصلہ ہوتا۔ موسیولالی نے مجھے کہا تھا کتم ایک اچھے سیا ہی بن سکتے ہواو رمیسور میں اچھے سیا ہیوں کے کیے ترقی کے دروا زے کھلے ہیں۔

کیگرانڈ نے کہا۔میرایہمطلب نہیں کہ میں مستقل طور پریہاں رہنے کا فیصلہ کر چکا ہوں جنگ ختم ہونے کے بعد ہم اپنے وطن چلے جا ئیں گے۔ فرانسسک نے کہا۔ میں بیکوشش کروں گا کہتمہاری غیرحاضری می*ں تمہار*ی جائدا د کی حفاظت کی جائے۔اس سلسلہ میں مجھے شاید تمہاری کسی تحریر کی ضرورت لیکرانڈنے جواب دیا ہے دونول کی پوفتا سامہ لکھ دیں گے۔ لیکن تنہیں اچھی طرح سوچ لینا جا ہے۔ میں کال کا دن کیماں ہوں گا اوراگر اس عرصہ میں تمیاری رائے بدل جاتے ت وجھے تم کوانے ماتھ لے جانے میں خوشی ہوگی البھی تک جین نے اس مسلط میں پھیلیں کہا۔ جین نے کیا کیل افری فیصلہ میرا فیصلہ ہے۔ مجھے سرف اس بات کا افسوس ے کیسوری و ج میں فوروں کے لیے کونی جگفتیں۔ فرانسسک نے کہا۔ انورعلی بھی تک نہیں آیا۔ میں جاہتا ہوں کہ آج شام ہے پہلے پہلے سرنگا پٹم میں چنداور دوستوں کو دیکھ لیتا۔ جین نے بوچھا۔انورعلی کوآپ کی آمد کی اطلاع مل چکی ہے؟ ہاں میں نے کیمپ ہےروا نہوتے وفت اُسے پیغام بھیج دیا تھا۔ کیگرانڈنے کہا۔مجھے یقین ہے کہوہ آئی رہا ہوگا۔ جین نے کہا۔موسیوفر انسسک میں آپ کی وساطت سے پیری میں اپنی چند سہیلیوں کے نام خط بھیجنا جا ہتی ہون۔ بہت اچھاتم خطانکھ حچھوڑو میں لے جاؤں گا۔کیگر انڈ میں غالباً میریشس کے راستے جاؤں گااس کیےتم بھی اپنی بہن کے نام خط لکھ رکھو۔

یتو بہت ہی اچھی بات ہوگ ۔ میں نے بیہاں آ کربہن کوکوئی پیغام نہیں بھیجا۔ لیگرانڈنے کہا۔انہیں یہاں لے آؤ۔نوکر چلا گیا۔ ا یک منٹ بعدا نورعلی کمرے میں داخل ہوا۔ فرانسسک اورکیگرانڈ اُٹھ کر کھڑے ہو گئے اوروہ ان کے ساتھ یکے بعد دیگرے مصافحہ کرنے کے بعد ایک عمری پر بیٹھتے ہوئے بولا موسیوفرانسسک میں صرف چند منٹ کے کیے آیا ہوں۔ مج يانج بجسيه سالار بربان الدين في في كانسرول كوستفريس حاضر مون كاسم ديا ہے۔ مجھے آپ سے بہت سے باتيں كرتى ليں الى ليے ميں بي جا ہتا ہوں كة پرات كا كھانا ميرے بال كھائيں اور اگر آپ قيام بھی و ہيں كريں تو مجھے بہت خوتی موگ ۔ فرانسسک ایکن آج تو عین موسیولال کی دموت تول کر چکا ہوں ۔ ليراغ بولا-اور في الحداد المراغ بولا-اور في المائد بولا-آپ ك بارى يرسون آيكى بشرطيك بيريبال من فيكن كا انورعلی نے فرانس کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا۔ آپ پرسوں کہاں جا رہے میں پرسوں واپس فرانس جا رہا ہوں۔ کیکن اتنی جلدی کیوں؟ سرنگا پٹم میںمیرا کام ختم ہو چکا ہےاورجلدا زجلدواپس لوٹنا جا ہتا ہوں ۔

اگر بیکوئی راز کی بات نہ ہوتو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کیا کام تھا؟ میں جین اورکیگر انڈ کو بیخوشخبری دینے آیا تھا کہان کی جلاوطنی کا زمانہ ختم ہو چکا ہےاوراب اگر بیرچا ہیں تو اپنے گھر واپس جاسکتے ہیں۔فرانس کے انقلاب نے ان کے رائے کے تمام پھر ہٹا دیے ہیں۔ انورعلیٰ نے ایک مغموم مسکرا ہٹ کے ساتھ جین اورلیگر انڈ کی طرف دیکھا اور کہا۔ میں آپ کوئمبارک دیتا ہوں۔

جین نے کہا۔ آپ کاشکر ہے۔ لیکن ہم یہیں رہیں گے ۔ہم میسور کے ہراُ فق پر جنگ کی مہیب آندھیاں دیکھ کر بھا گئے کی کوشش نہیں کریں گے۔

کیجے دریا نورعلی کے منھ سے کوئی بات نہ نکل سکی کے پھراس نے فرانسسک کی طرف متوجه ہوکر کہا۔اگر مجھے یقین ہوتا کہ میں یہیں رہوں گانو ہیں بات پراصرار نہ کرتا کہآ ہے آج بی میری دعوت قبول کریں کیکن ہمیں ہروفت کوچ کے لیے تیار رہنے کا تھم ل چکا ہے۔ میر اجھائی تر اوغلی اپنے دیتے کے ساتھ آئی علی الصباح روا نہ ہو چکا ہے ممکن ہے کہ پر ہان الدین نے جمیل بھی کو کی ہم فیصلہ سنانے کے کیے بُلا یا ہواور شمیں آئ غروب آفتاب ہے پہلے یہان سے بوچ کا حکم مل جائے۔ اس صورت میں شاید آئے ہے دوباری خال سکون بصورت دیگر آج میرے ہاں آب سب کی دعوت ہوگی۔ میں آپ کی طرف ہے موسیو لالی کومعذرت پیش کر دوں گااورانہیں بھی و ہیں بُلا لوں گا۔ پھروہ جین کی طرف متوجہ ہوا۔ آپ ضرور م ئیں ۔امی جان آ پ کو بہت یا د کرتی ہیں۔

فرانسسک نے کہا۔اگرموسیولا کی خفانہ ہوں آؤ مجھےکوئی اعتراض نہیں۔
آپ اطمینان رکھیں موسیولا ی خفانہ ہوں گے۔انہیں اس بات کاعلم ہے
کہآپ کی میز بانی کے لیے میر سے حقوق اُن کی نسبت زیادہ ہیں۔اگر مجھے فوراً نہ
جانا پڑاتو آپ کوتھوڑی دیر تک اطلاع پہنچ جائے گی۔اب مجھےاجازت دیجے!
انورعلی سے کہہ کراٹھا اور خداجا فظ کہہ کر کمرے سے باہرنکل گیا۔

فرانسسک نے کہا۔موسیولالی بھی کہتے تھے کہانہیں ^کوچ کے لیے تیار ہے کا تحكم مل چکاہے _معلوم ہوتا ہے کہا ب بہت جلد کوئی اہم واقعہ پیش آنے والا ہے کیکن میں جیران ہوں کہ سُلطان نے اتنا وفت کیوں ضائع کیا۔کومُبٹور کاعلاقہ انگریزوں کے قبضے میں چلے جانے ہے میسور کے لیےخطرات بہت بڑھ گئے ہیں۔ کیگرانڈ نے جواب دیا۔سلطان کا کوئی اقدام حکمت سے خالیٰ ہیں ہوتا انہوں نے یہاں بیٹھ کرایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا ہے۔ آب تک اُن کی جنگی حال بہت کامیاب ہے۔ اس میں شک تہیں کہ نظام اور مرہ طوں سے ان کی مصالحانہ کوششیں كامياب نبيل ہوئيں ليكن سُلطان كويبال موجود يا كروہ ابھى تك شالى سرحد يرحمله كرنے كى جرائ نبيل كر سكے اور الكريز جنبوں نے أن كا عانت كى اميداير یڑے جوش وخروش کے ساتھ پیش قندی کی تھی اب تنہا آ کے بیز صفے میں خطرہ محسوس كررب بيں كران عرصة في النظان الفريغ كا ينم كے دفاق استحامات است مضبوط کرلیے ہیں کہ اگر ہمیں ہر کا دیے چھے بہتا پڑا تو بھی ہم ایک طویل عرصہ کے کیے انگریزوں کے ساتھ لڑسکیں گے ۔ مجھے یقین ہے کہ سُلطان اب یوری تیاریوں کے بعداحیا نک سی محاذر اپنی قوت کا مظاہرہ کر کے دشمن کو ہرا ساں کرنے کی کوشش کریں گے۔اورسلطان کاحملہجس قدرغیرموقع ہوگا۔ای قدرشدید ہوگا۔اگروہ انگریزوں کوعبر تناک شکست دے سکے تو نظام اور مرہبے جنگ کے نقصانات میں حصہ دار بنیا پیند نہ کریں گے اور وہ مصالحت پر ہمادہ ہوجا ئیں گے۔ فرانسسک نے کہا۔لیکن ا**س** صورت میں انگریز خاموش نہیں بیئے میں گے وہ یوری قوت کے ساتھ سرنگا پٹم پر بلغار کریں گے۔ لَیگرانڈمُسکرایا۔سُلطان اس خطرے سے عافل نہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا

ہوں کہا**ں** خطرے سے بیچنے کے لیے جواحتیا ط^مکن تھی کی جا چکی ہے کجل ہٹی کے درے ہے آگے انہیں ہرقدم پرشدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا اورسلطان کا اتنا و فتت ضرور مل جائے گا کہ وہ نظام اور مرہٹوں سے فارغ ہوکرانگریز وں کوراہے راست لیکن تہیں اس بات کا یقین ہے کیئے لمطان ایک لامتنا ہی عرصہ کے لیے ایسٹ انڈیا تمپنی اور ہندوستان کی دو تھیم طاقتوں کا مقابلہ کر سکے گا؟ کیگرانڈ نے جواب دیا۔جب میں پیرس میں فوری سکول میں تعلیم یا تا تھا تو

میراصرف یمی خیال تھا کہ جب صرف فتے کے لیےاڑی جاتی ہے کیل بہاں آکر میں نے ایک نیا سبق سیمائے اوروہ کیا ہے کے زندگی کے بعض مقاصدا یہے بھی ہیں جوانسان کو فتح و ملک ہے ہے نیاز ہو کر ملیلان میں کودنے پر بچور کردیتے ہیں۔ تم ان مقاصد بيفين ہاں اگر میں ان مقاصد پر یقیق نے رکھتا تو آپ کا پیغام سُننے کے بعد نوراً بیہ جواب دیتا کہمیں آج ہی بیہاں ہے روانہ ہوجانا جا ہیے۔ میں سُلطان کی فُتح کے

متعلق بھی مایوں نہیں ہوں۔ کیا بیہ ایک معجز ہ نہیں کہ میسور کی سلطنت اپنے محدو د وسائل کے باوجودگز شتہ جنگ میں نظام اورمرہٹوں کی متحدہ قوت کوشکست دے چکی ہےاورانگریز جنہوں نے کلکتہ ہے لے کراو دھ تک اپنے پنجے گاڑ دیے ہیں اور جن کی فوجی قوت نے ہمیں مشرق سے اپنے یا وُں سمیٹنے پر مجبور کر دیا ہے۔ حیدرعلی کے زمانہ سے لے کر آج تک دریے حملوں کے باوجوداس کا پیچے نہیں بگاڑ سکے۔ مجھے صرف اس بات کا افسوس ہے کہ ہم اس جنگ میں اس شخص کے حلیف نہیں بن سکے جوانگریزوں کے خلاف ہمارا بہترین ساتھی بن سکتا تھا۔ سلطان ٹیپو کا انجام خواہ

سیچھ ہوا یک بات بیٹنی ہے کہاب مشرق میں فرانس کامستفتل تاریک ہو چکا ہے،ہم ہانڈی چری سے اس وفت اپنی فوجیس نکال رہے ہیں جس کہان کی اشد ضرورت تھی۔ ہمارے غیر جانبدا ررہنے کی صورت میں بھی وہاں فرانس کے آٹھ دیں ہزار سیاہیوں کا اجتماع انگریز وں کو جنگ ہے بازر کھسکتا تھا۔ میں بیمحسوں کرتا ہوں کہ ہم نے سُلطان کے ساتھ بدعبدی کی ہے اور قدرت جارایہ جُرم معاف جیس کرے گی۔ اس مسئلہ میں فرانس کا ہر دُوراند ایش آدی تمہارا جم خیال ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ جب انگریز یا عثری جری پر قبضہ کرنے کی ضرورت محسول کریں گے تو اُن کی نگاہوں میں معاہدہ وارسلیزی تقدیس معاہدہ منگلور سے زیادہ جیں ہوگ _ رات کی وقت انور علی کے گھر قرآنسسک کی جوت تھی میوسیولالی ہیگرانڈ اور فوج کے چند اور دیک اور فرانسیسی افسر وسٹا خوان پر مُوجود تھے۔ جین زمان خانے میں انورعلی کی والیدہ اور پیندا قبروں کی پیوانوں کے ساتھ کھانا کھاری تھی ۔ ا نورعلی ہے ایک دوست کی بیوی نے قرحت سے کہا۔ چی جان آپ بھائی انور کی شادی کب کریں گی؟ فرحت نے جواب دیا۔ تمہاری بھائی کی شادی سے پہلے مجھے کسی لڑکی کو تلاش کنایڑےگا۔ ایک اورعورت بولی۔ پیچی جان سرنگا پٹم کووہ کون ساخاندان ہے جو آپ کے ساتھ رشتہ جوڑتے ہوئے فخرمحسوں نہیں کرے گا؟ فرخت نے جواب دیا۔رشتے تو بہت ہیں لیکن ابھی تک میرے بیٹے کوشا دی کے متعلق سوچنے کاموقع ہی نہیں ملا۔اب اس نے بڑی مشکل سے بیوعدہ کیا ہے کہ جنگ کے بعد کوئی عذر پیش نہیں کرے گا۔

ایک شوخ لڑکی نے آ ہستہ ہے جین کے کان میں کہا۔ جین اگر میں مر دہوتی تو تمهیں دیکھ لیتی تو مجھے تمام عمر کوئی لڑکی پسندنہ آتی۔ جین نے قدرے تلخ ہوکر کہا۔ میں تمحارا مطلب نہیں مجھی؟ میرا مطلب بیہ ہے کہتم بہت حسین ہواور اگر انورعلی بیہاں کی لڑ کیوں کو تمہارے معیار پر بر کھنے کی کوشش کی تو چچی جان کے کیے اس کی پیند کارشتہ تلاش کرنا بہت مشکل ہوگا۔ جین نے کہا۔ لیکن شہیں بیرخیال کیسے آیا کہ جھے دیکھتے ہے پہلے انورعلی کا بہت قا۔ ا جین بڑی آیا ہے ، فرحت کے دیم خوان کے دور کے سوال -L چند عورتیں کھاتا کھاتے ہی ایچا کھ ول کو چی سین لیکن باتی و ہیں ہیٹھی رہیں ، نوبجے کے قریب فرحت کاچہرہ مغموم دکھائی دیتا تھااورجین مہمان عورتوں میں دلچیبی لینے کی بجائے بارباراس کی طرف دیکھے رہی تھی ۔بالآخروہ اپنی جگہ سے آٹھی اور آگے بڑھ کرفرحت کے قریب بیٹھ گئی۔ ہ پے کومرا دیلی کے متعلق فکرمند نہیں ہونا جا ہیں۔اس نے کہا۔ فرحت نے شفقت سےاس کی طرف دیکھااور بولی۔ بیٹی اس عمر میں ایک بیوی کے لیے بیہ آ زمائش بہت کڑی ہے۔میرا خیال تھا کہ شاید انورعلی چند دن میرے پاس رہے گالیکن وہ بھی آج ہی جارہاہے۔ کب؟ جین نے چونک کرسوال کیا۔

ابھی تھوڑی دریتک وہ یہاں ہے روانہ ہوجائے گا۔ کیکن انہوں نے ہمیں نہیں بتایا۔

بیٹیاس کاخیال تھا کہعض مہمانوں کے لیے بید عوت مےلطف ہو جائے گی۔ پھروہ کسی الییمہم پر جار ہاہے جس کے متعلق کوئی خبر ظاہر کرنا مناسب نہ تھا۔

خادمہ کمرے میں داخل ہوئی اوراس نے فرحت کے بازو پر ہاتھ ر کھ کر اُسے

ا پی طرف متوجه کیا۔ فرحت ای ہے چھے اپنیر اٹھی اور کمر سے مصلیم لکل گئی۔ جین نے اپنے دل میں ناخوشگوار اور دھر کنیں محسوں کیں کے چند منٹ تو تف

ے بعدوہ آئی اور کمرے نے باہر نکل کریر آمدے میں آگئے۔ اس کا اندازہ سیجے تھا۔ صحن میں انوارعلی اپنی ماں ہے سامنے کھڑا تھا۔ وہ جھکیتی ہوئی آگے براھی اوران سے تمورى دورير آمرے كے ايك تنون كے بيچے كورى مورى

انورعلی کہہ رہاتھا۔ ای جان آپ گوکرمند نہیں ہونا جا ہے بجھے یقین ہے کہ بیہ جنگ بہت جلدختم ہو جائے گی اور ہم سرخر و ہوکرواپس ہئیں گے۔میراخیال ہے کہ

ہاری فوج کے پورپین سیابی بھی بہت جلد بہاں سے کوچ کرجائیں گے۔ میں سے جا ہتا ہوں کہیگر انڈ کی غیر حاضری کے دوران میں جین کواینے یا**س** بُلا لیں _اب مجھےاجازت دیجیے۔

ماں نے کہا لیکن تم جین کوالوداع نہیں کہوگے؟

ا می جان اب وقت نہیں آپ میری طرف سے معذرت کردیجے گا۔

جین آگے بڑھ کر کچھ کہنا جا ہتی تھی لیکن اس کی قوت فیصلہ جواب دے چکی

انورعلی نے اپنی مال کوخدا حافظ کہا اور تیزی سے قدم اٹھا تا ہوا صحن سے باہر ں گیا۔ سے کیا۔

فرحت دریا تک دروازے کی طرف دیکھتی رہی۔

جین قدر ہے تو قف کے بعد آگے بڑھی اوراس نے فرحت کے قریب پہنچ کر ۔ لہر مدے ہے میں میں جوا

مغموم کھیج میں کھا۔ای جان چلیے ۔ فرجہ میں ازئر کر اور کے طرح نے ال کھا کہ ماز التر کا میں سے من جان ہے ۔

فرحت نے مُوکران کی طرف دیکھا اور اپنایا تھا ان کے کندھے پرر کو دیا۔ باہر مہمان خانے میں انور علی کے دوست کھانا کھانے کے بعد خوش گیوں میں

ب ہر ہمان کے بین اور اسے دو سے مان صف علی ہوت اور گائی وہ کہاں چلے گئے مصروف عض یک انور علی بہت دیر گائی وہ کہاں چلے گئے

یں؟ لیران نے اور کی گروری کا سے اندر کے بیل ابھی آجا میں

ے۔ ۔ اور علی اور علی اور علی اور اور ان انسان نے کہا۔ موسیوآ پ

نے بہت دیرِلگائی۔ انورعلی نے جواب دیا۔معاف سیجیے میں پانی امی جان سے رخصت لینے گیا

الورسی کے جواب دیا۔معاف یجھے ہیں پان ان جان سے رحصت سے سیا

آپ کہیں جارہے ہیں؟

بإل-

یہ مجھے معلوم نہیں۔ میں صرف سہ جانتا ہوں کمہ مجھے دی ہے متعقر میں حاضری دینے ہے اوراس کے بعدرات کوسی وفت ہمیں یہاں سے گوچ کرناہے۔ کیکن آپ نے مجھے پہلے نہیں بتایاورنہ میں آپ کواس تکلف کی اجازت نہ

میں نے کوئی تکلف نہیں کیا۔افسوس اس بات کا ہے کہ مجھے آپ کی خدمت کا زیادہ موقع نہیں ملا۔

مہمان اُٹھ کر کھڑے ہو گئے اور لالی نے کہا۔ میر اخیال ہے اب ہمیں بھی رخصت لینی چاہیے۔ تعوال کو ربعد مہمان کم سے ہے باہر نکل کر ڈیوڑھی کے سامنے کھڑے میں جا اور انور علی باری باری باری ان سے مصافحہ کر ربا تھا۔ جب لیگر انڈ کی باری آئی تو اس نے کہا۔ بجھے یفین ہے کہا ہے کہ ہے دیتے کو بھی بہاں ہے بہت جلد کوچ کرنا پڑے کا اور بھاری دوسری ملاقات جگہے کے کہا ہے کہ جا کہ ہوگا۔

لیکراند نے ایک کوسی کی دوٹر کے اور بھیجا کیا تو ہما کی ملاقات بہت جلد ہوگ۔ موسیولال نے مجھے بتایا ہے گئی دو دن کے اندراندر یہاں ہے کوچ کرنا

-6-2

بہت اچھا۔اب مہمانوں کورخصت کرنا آپ کے ذمے ہے۔

انورعلی کا نوکر پاس ہی گھوڑے کی باگ تھامے کھڑا تھا۔وہ آگے بڑھا اور گھوڑے پرسوار ہو گیا۔شوخ اور تند گھوڑا چھلا نگیں لگاتا ہوا رات کی تاریکی میں غائب ہوگیا۔

تھوڑی در بعدلیگرانڈ، فرانسسک اورجین کے ساتھا پنے مکان کا رُخ کر رہا تھا۔راستے میں فرانسسک نے بوچھا۔ لیگرانڈ جب انورعلی کھانا کھاتے ہی اُٹھ کر باہرنکل گیا تھانو شمھیں معلوم تھا کہوہ اپنی والدہ سے رُخصت لینے گیا ہے؟ جی ہاں ۔اس نے مجھے بتایا تھا کہ مہمانوں کوکھانا کھلاتے ہی کسی مہم پر روانہ ہو جاؤ نگا۔

ليكن تم نے مجھے كيوں نہ بتايا؟

انورعلی نے مجھے نع کیا تھا۔ بیلوگ کھانے کے وقت اپنے مہمانوں کو پریشان

کرنا مناسب نہیں سجھتے۔



چودھواں باب

'' دشمن ہمارے جاسوسوں کی اطلاع سے پہلے ہمارے سر پر پہنچ چکا ہے۔ کرنل فلائڈ کے دستے اس کا راستہ نہیں روک سکے۔ ہمارے لیے کوئمبٹور کی طرف پسپا ہونے کے سواکوئی چاہزہیں''۔

پیشتر اس کے کہ جز ل پیڈوراس کے کہ جز ان ایک جرت آئیر رفتار کے ساتھ یلغار کر سے سیتا منگام
سکتا۔ سکطان ٹیبو کی افواج آئی جرت آئیر رفتار کے ساتھ یلغار کر سے سیتا منگام
کے قلعے پر قبضہ رچکی تھیں اور کرنل فلائڈ اپناتو پ خانداور حامان رسد کی سینکڑوں
گاڑیاں دیمن کے قبضہ میں چھوڑ کر بھاگ رہا تھا۔ستیا منعلم سے اُنیس میل دور
انگریزوں کی شاست خوردہ نوئ مکمل طور پر پیشن کے نیم میں آپکی تھی۔لیکن جین
اس وفت جبکہ میسور کے طوفائی دوئے فیصلہ کن ممل کر چیے تھے اور انگریزوں کی ممل
تابی بینی ہو چی تھی۔ میسور کی فوج کی قابل تو ان جرائیل اور سکطان کا برادر نسبی
بر ہان الدین شہید ہوگیا اور وہ سپائی اور انسر جواسے سکطان ٹیبو کے بعد میسور کے
اسکی خانے کی بہترین تلوار سجھتے تھے، دیمن کے بیچ کھیچ دستوں کا تعا قب کرنے کی
برخانے اس کی لاش کے گردجے ہور ہے تھے۔

سرنگا پٹم سے سلطان کی روائل اور انگریزوں کی اس عبر تناک شکست کے درمیان صرف بارہ دن کا وقفہ تھا اور ان بارہ دنوں بیں کم از کم آٹھ دن ایسے تھے جب کہ انگریزی نوج سلطان کی پیش قدمی سے قطعاً بے خبرتھی اور باتی چار دنوں بیں انگریز اتنا نقصان اُٹھا چکے تھے کہ ان کی جارحانہ جنگ مدا فعاند لڑائی بیں تبدیل ہو چکی تھی ۔ تا ہم سُلطان کے نز دیک کوئی بڑی سے بڑی کامیا بی بھی بر ہان الدین کا بدل نہیں ہوسکتی تھی۔

عشرہ محرم میں دریائے بھوانی کے کنارے بیڑاؤ ڈالنے کے بعد سلطان نے پیش قدمی کی اورار وڈیر قبضہ کرلیا۔اس عرصہ میں کرنا فلائڈ کے بقیۃ السیف دستے کوئمبٹور میں جز ل میڈوز کی فوج کے ساتھ شامل ہو چکے تھے اور پال گھاٹ سے انگریزی نوج کی ایک اور ڈویژن بھی ، جسے سُلطان کی اجا تک پیش قدمی کے باعث واپس بُلالیا گیا تھا۔کوئمبٹور پہنچ چکی تھی۔ سلطان نے ایروڈ سے جنوب کی طرف پیش قدی کی اوراجا تک انگریزوں کی اس توج کاراستہ روگ لیا جو کرورے رسداورجنگی سامان کے بہت بڑے و خیرے لے کر کوئمبٹور کا زُرج کر دبی تھی۔ جز ل میڈوزنے بداطلاع ما تے بی کوئمبورے پیش فذی کی کیکن کوئمبٹورے چند منازل دُور پہنچ کر اُسے بیاطلاع ملی کہ ملطان ٹیپواس کی رسد اور کمک سے قافلے پر حملہ کرنے کی بجائے را تو ان را سے مینار کر کے کوئیٹور پی چیا ہے۔ جز ل میڈوز بر حواس ہو کرا ہے ہیڈکواٹرکو بچائے کے لیے وہ کا کو ایکن است میں ایسے اطلاع ملی کے میسور کالشکر كوتمباورى بجائے دھاراليوم كے دروازول يروسك دےرہا ہے۔ دو دن بعد اُسے بیاطلاع مل کی دھارا پورم کے قلعے پراب ایسٹ انڈیا سمپنی کی بجائے سلطان کارچے کہرا رہاہے۔اس کے بعد جنز ل میڈوزکو بیمعلوم نہ تھا کہ سُلطان ٹیپو کا اگلا قدم کیا ہو گا۔کوئمبٹور میں ٹھہر نا کوئمبٹور سے با ہرنکل کرکسی اورمیدان میں سُلطان کا مقابلہ کرنا اپنے لیے بکسال خطرنا کشمجھتا تھا۔کوئمبٹور کی جنگ کا نقشہ سراسر بدل چکا تھااور پہل اب مکمل طور پر سلطان ٹیپو کی ہاتھ میں تھی ۔جنر ل میڈوز کے لیے صرف ایک خبر حوصلہ افز اتھی اوروہ بیا کہ بنگال کی جس فوج نے بارہ محل کی طرف پیش قدمی کی تھی وہ میسور کی چندسرحدی چو کیوں پر قبضہ کرنے کے بعد کرشن گری تک پہنچ چکی تھی۔ سُلطان ٹیپو ،قمر الدین خال کی کمان میں نوج کے چند دستے چھوڑ کراچا نک دھارا بورم سے نکلا اور چند دن بعد جز ل میڈوز حیرت واستجاب کے عالم میں پیخبر سن رہا تھا کہ کرشنا گری کی طرف پیش قدمی کرنے والی انگریزی سیاہ کا ہراول سلطان کے طوفانی دستوں کے ہاتھوں بُری طرح بیٹ چکاہے۔اور بنگال سے آنے والی کمک کے دُل ہزار سیا ہیوں کے مکمل طور پر کٹ جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ جزل میڈوز نے نوراً ہارہ کل کی طرف پیش قدمی کی سلطان ٹیپو انگریزوں کی دو طافت ورانواج کے درمیان گرجانے کاخطرہ محسوس کرتے ہو کئے مغرب کی طرف بر صا۔اس کی تیز رفتاری کا بیرعالم تقا کہ چوہیں گھنٹوں کے اندرا بندراس کی فوج اپنے بھاری تو پ خانے اور پورے جنگی سازوسامان کے ساتھ پہاڑوں اور جنگلوں کے رائة بينتاليس ميل كريك بالاكذه كالاست بينتاليس ميل جزل میڈوزی افواق کاویری بنام سے مقام پر بگال کی افواج ہے ہملیں اور متحدہ لشکر نے سلطان کے ساتھ فیصل کن جنگ لڑنے کی نیت سے درہ تھو بو کی طرف پیشی قدمی کی ۔ جز ل میڈوز نے یوری شدت کے ساتھ حملہ کیا۔ کیکن اسے سلطان کاراستہ رو کئے میں کامیا بی نہ ہوئی ۔اس نا کامی کے بعد جز ل میڈوزسر ہے حملے کی تیاری کر رہا تھا کہ سُلطان اجا تک درہ عبور کر کے ایک آندھی کی طرح کرنا ٹک کےطرف بڑھا۔اور جزل میڈوز جومیسور کے وسطعی اصلاع کی طرف د مکیررمانها_پھرایک بارایک غیرمتو تع صورت ِحال کا سامنا کررمانها_چند دنوں میں کئی اہم قلعوں پر قبضہ کرنے کے بعد سُلطان کالشکرز چنا بلی کے قریب پہنچ چکا تھا۔ جز ل میڈوز کے وسطی اصلاع پر حملے کاخیال جھوڑ کرتر چنا یکی کی حفاظت کے کیےمغرب کی طرف بڑھالیکن اس اثنا میں ایسٹ انڈیا سمپنی کا پیانہ صبرلبریز ہو چکا

تھا۔ جنگ کے آغاز میں جزل میڈوز نے جوشا ندارکامیابیاں حاصل کی تھیں وہ اب عبر تناک شکستوں میں تبدیل ہورہی تھیں۔ انگریزوں کے لیے اب بیخ طرہ بیدا ہو گیا تھا کہ انہوں نے نوراً کوئی شاندار کامیابی حاسل نہ کی تو نظام اور مرہ نے مایوں اور بددل ہوکران کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔ چنانچیز چنا پلی سے تھوڑی دُور جزل میڈوز کو بیا اطلاع ملی کے لارڈ کارنوالس فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں لینے کے لیے مکلکتہ سے مدراس بینچ چکا ہے گئی گارنوالس فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں لینے کے لیے کا کملکتہ سے مدراس بینچ چکا ہے گئی گارنوالس فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں لینے کے لیے کملکتہ سے مدراس بینچ چکا ہے گئی گارہ کا رفوالس فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں کیا دون پر شکست جنگ کا بہلا دور فتم ہو چکا تھا جزل میڈوز کی مظلم فوج کی محادوں پر شکست

جنگ کا پہلا دور خم ہو چکا تھا جزل میڈوز کی عظیم قول ہے گئی جا ذوں پر شکست کھا چکی تھی۔ اس کے مہترین جنگ سلطان ٹیبو کی جنگی جا لوں کے مقابلے میں عاجز سے ۔ شیر میسوں نے بھر ورنے تر چنا ہی گئے تیجر وقت ضائع کرنے کی بھائے نر اسیسوں کی اعامت حاصل کر گئی کی میر بر یا نڈی جن کی کے قریب بھی گر پڑاؤ ڈال دیا اور کارنوالس ارکاری سے کے گر اگر پڑوں نے کرشتہ چند ماہ میں اگر کوئی قابل ذکر کامیابی حاصل کی تھی تو وہ یہ تھی کہ شرق اور مغرب کے گئی محاذوں پر شلطان کی مصروفیت سے فائدہ اٹھا کر جمہدی کی فوج نے کنا نوراور مالا ہار کے چند اور قطعوں پر مصروفیت سے فائدہ اٹھا کر جمہدی کی فوج نے کنا نوراور مالا ہار کے چند اور قطعوں پر مسکسی قابل ذکر مدافعت کا سامنا کے بغیر قبضہ کرلیا تھا۔

ی فاہل و ترید افعت ہ سامنا ہے جیر بیصہ تربیا ہا۔

شال کے محافر پر نظام اور مرہ ٹوں کی افواج نے سر نگا پٹم سے ٹیپو کی پیش قدمی کی اطلاع پاتے ہی جملہ کر دیا تھا۔ لیکن ابھی تک انہیں کوئی خاص کامیا بی حاصل نہ وہ تی محلہ کر دیا تھا۔ لیکن ابھی تک انہیں کوئی خاص کامیا بی حاصل نہ وہ تی تھی۔ مربعے چند غیر اہم سرحدی چوکیوں پر قبضہ کرنے کے بعد اپنی ساری قوت دھاڑ واڑ کا قلعہ پر قبضہ کرنے پرصرف کررہے تھے اور یہاں بدرالز ماں خاں کی قیادت میں سُلطان کے دئ ہزار جانباز مسلسل چار ماہ سے آئیں عبر تناک شکستیں قیادت میں سُلطان کے دئی ہزار جانباز مسلسل چار ماہ سے آئیں عبر تناک شکستیں

دے رہے تھے اور نظام کی فوج کی کارگز اری کا بیہ عالم تھا کہ وہ اپنی ساری قوت صرف کرنے کے ہاوئو دکو بال کا قلعہ فتح کرنے میں کامیاب نہ ہوسکی۔ ایک رات بانڈی چری ہے کچھ دُورسُلطان کے برہ او میں چندسر پیٹ سوار داکل ہوئے وہ سلطان کے خیمے کے قریب پیٹنچ کر گھوڑوں سے اُتر پڑ ہے اوران میں ےایک تیزی سے قدم اٹھا تا ہوا آگے برٹے صابیا نورعلی تھا۔ وروازے پر پیرے واروں نے اسے سلائی دی اور ایک انسر نے ہاتھ کے اشارے سے اس کارا عند رو کنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا کے جناب آپ پچھ در انتظار کریں ملطان معظم اس وقت بہت مصروف ہیں۔ ليكن انورغلي نيرهم موكر جواك ديائم ميرا وفت ضافح كرر بهون-اور كسى ججك العربية سلطان ایک کشاوہ میز کے مائے اپھا ہوا تھا اور اس کے دائیں یا ئیں اور سامنے فوج کے آٹھ چیدہ چیرہ افتر کھڑ ہے تھے انور علی نے آگے بر صرسلام کیا وروہ افسر جوسلطان کے سامنے کھڑے تتھا کیے طرف ہو گئے۔ سلطان نے کہا۔ انورعلی تمہارا چہرہ بتار ہاہے کتم کوئی اچھی خبر نہیں لائے ہو!

انورعلی نے کہا۔ عالیجاہ! کارنوائس چوڑ سے صرف بارہ میل دُوررہ گیاہے ہم نے کل شام ارکاٹ اور چوڑ کے درمیان اس کی رسد لے جانے والی نوج پر جملہ کیا تھا اور بسا گاڑیاں چھین لی تھیں۔ ہمارے آٹھا ور دشمن کے ڈیڑھ سوآ دمی ہلاک ہو کے ۔ سپہ سالا رکا خیال ہے کہ کارنوائس بنگلوراک راستہ صاف کرنے لے کولار پر قبضہ کرنے کی کوشش کریگا اور کولار کی نوج موجودہ نفری کے ساتھ چند گھنٹوں سے ریا دہ اس کاراستہ نہیں روک سکتی۔

میں تبہارے آنے سے پہلے سیدا حدکو بیٹکم بھیج چکا ہوں کیا ہے سر دست دعمن کاسامن کرنے کی بجائے صرف اس کے عقب میں حملہ کرنے پراکتفا کرنا جا ہیے۔ کیکن عالیجاہ منگلور کے لیےخطرہ پیداہو چکاہے۔ ہمیںمعلوم ہے۔ کیکن ہمارے سامنےصرف ایک خطرہ نہیں۔ تم ایسے وفت آئے ہو جب ہمیں کولا رہے زیادہ اہم محاذ پر تمہاری خد مات کی ضرورت ہے ہم تنہیں دصاڑواڑ بھیجنا چاہتے ہیں۔ بدرالزمان نے اطلاع بھیجی ہے کہ دصاڑواڑ میں بارُود کے دخیرے حتم ہونے والے بیں اور وان کے محاصرے نے اکثر سپاہیوں کو بدول کر دیا ہے۔تم یہاں پانچ سوسپاہی لے کرانی ہی پچھلے پہر روانہ ہو جاؤ۔ بارود وروس کی گاڑیاں معمیل راست میں قتل ڈرگ سے مہیا کی جائیگی۔ وصارُوارُ میں چند عصافہ بچوں کی ضرورت ہے اورلالی ایجاتو کے خانے کے چند آدى تهارے رائے دوان رائے اوال ایک ایک جات ہادے فرے دو کام بیں۔ایک سے کہم جلدا زجلد پتل ڈرگ سے اسلحہ اور ہاروں کے کر وصافہ واڑ پہنتے جاؤ۔ وثمن کی نظروں ہے چے کر قلعے میں داخل ہونا ایک مشکل کام ہے لیکن میں تمہاری ذمانت اور فرض شناسی پراعتاد کرسکتا ہوں تمہارے ذمہ دوسرا کام بیہ ہے کتم قلعے کے محافظوں کے حوصلے بلند رکھواور بدرالزمان کومیر ےطرف سے بیہ پیغام دو کہ میں دھاڑواڑ کو سرنگا پٹم کا دروازہ سمجھتا ہوں۔ بیاس کافرض ہے کہوہ دھاڑواڑ کو بیجانے کی ہرممکن کوشش کرے، اُسے بیٹہیں سمجھنا جا ہے کہوہ صرف ہمارے ایک دُورا فیا دیلعے کی حفاظت کررہا ہے بلکہ بیسمجھنا جا ہیے کہوہ مرہٹوں کو دھاڑ واڑ میں روک کرہمیں انگریزوں کے ساتھ نیٹنے کاموقع دے رہاہے۔اگر اس نے دھاڑواڑ کا قلعہ خالی کر د یا تو مرہبے تمام شالی اصلاع میں تباہی کاطوفان کھڑادیں گے۔

چتل ڈرگ ہے آگے دشمن کی نظروں سے پچ کر دھا ڈواڑ پہنچنے کے لیے تہم بیا ایک تجربہ کار رہنما کی ضرورت پڑے گی۔اس لیے ہم یہ چاہتے ہیں کہتم ڈھونڈ یا داغ کواپنے ساتھ لے جاؤ سج روانہ ہونے سے پہلے تہمیں تحریری احکام مل جائیں گے۔
گے۔
رات کے پچھلے پہرکسی نے انورعلی کو بازوسے پکڑ کرجھنجو ڈااوراس نے گہری

رات کے پچھلے پہر کسی نے انورعلی کو بازو سے پکڑ کرجھنجو ڑااوراس نے گہری نیند سے بیدار ہوکر ہنگھیں کھول دیں نے بھے کے ایک کونے میں چراخ روش تھا۔ اس کاارد لی اور ڈھونڈیا ڈاٹ اس کے بستر کے قریب کھڑے ہے۔ چار بچنے والے ہیں۔ ڈھونڈیا ٹے کہا۔

چار بجنے میں چند منٹ باقی ہیں۔ میں اندرآ سکتا ہوں؟ کسی نے باہر سے فرانسیسی زبان میں کہا۔ کون؟ کیگر انڈآ ہے !

لیکن آپاس وقت؟ انورعلی نے اسکی طرف جواب طلب نگاموں سے دیکھتے ویے کاہ-میں آپ کیس اتھ جا رہا ہوں۔ اور مجھے آپ سے شکایت ہے کہ رات آپ

نے موسیولالی سے جوسات آ دمی مائے تھےان میں میرانا منہیں تھا۔ موسیولا ی نے اپنے مرضی ہے آ دمیوں کا احتخاب کیا تھالیکن اگر وہ مشورہ لیتے تو بھی میں انہیں بینہ کہتا کہ مجھے اس مہم کے لیے تمہاری ضرورت ہے۔ کیوں؟

اس کیے کہ وسیولالی کو بہاں آپ کی زیا دہ ضرورت ہے اور مجھے یقین تھا کہ وہ آپ کو کہیں اور بھیجنالپندنہیں کریں گے۔

۔ لیگرانڈ نے کہا۔موسیولالی ہے آپ کے ساتھ جانے کی اجازت لینے کے

کے بچھے بے صدا صرار کرتا جا ہے تھا۔ انور علی نے قدرے برزم ہوکر کہا۔ بھروہ اس کو اور کہا۔ بھروہ وہ دور کہا۔ بھروہ وہ دور کہا۔ بھر انظار کریں۔ بچھے اس تبدیل کے بین وہ ت کلیں کے اس تبدیل کے بین وہ ت کلیں کے دور کا اور بھی اور بھی اور بھی کا اردل اور بھی اور بھی تاہد کا کے۔

تھوڑی در بعد افری کی لمان میں یا نے سوار شال مغرب کا ژخ کررہے تھے۔ ڈھونڈیا داغ کا گھوڑا سب سے کے شااور اس کے ساتھ سے ای یاانسر کو یہ

جانے کی ضرورت نہ تھی کہوہ کون ساراستہ اختیار کررہے ہیں۔

وہ ان وہ ان جینا گری سے ایک مر ہیٹہ خاندان کاچثم و چراغ تھا اور وہ ان وہ ہے۔ کہ مر ہیٹہ خاندان کاچثم و چراغ تھا اور وہ ان حریت پیندوں میں سے ایک تھا جو حیدرعلی کو ہندوستان کی آزادی کا پاسبان ہجھ کر اس کے جھنڈ نے تلے جمع ہو گئے تھے میسور کی بپڈارہ نوج کے ایک دستے کی کمان حاصل کرنے کے بعد وہ انگریزوں اور مرہ ٹوں کے خلاف کئی معرکوں میں حصہ لے چکا تھا اور سلطان ٹیپو کے ایک جاں شار کی حیثیت میں اس نے غیر معمولی کامیابیاں حاصل کیں ۔ انو لے رنگ اور میانے قد کا بیانسان جس کی آنکھیں چیتے کی طرح حاصل کیں ۔ انو لے رنگ اور میانے قد کا بیانسان جس کی آنکھیں چیتے کی طرح جبکتی تھیں اپنے دوستوں اور ڈھنوں کے لیے ایک معما تھا ۔ جنگ اس کے لیے ایک

تھیل تھا۔ وہ کئ کئی میل پیدل بھاگ سکتا تھا اور تھکاوٹ، بھوک، پیاس اور منیند کا احساس کئے بغیر پہروں گھوڑے کی پیٹے پر بیٹے سکتا تھا۔اسے دن کی روشنی کی بجائے رات کی تا ریکی زیادہ پسند تھی میسور کے جنگلوں اور پہاڑوں کے تمام راستے اس کے دل پر تقش ہتھے۔مرہم جنہیں اس نے گز شتہ جنگلوں میں سب سے زیا دہ نقصان پہنچایا تھااس کےسرے کیےانعام مقررکر بچکے تھے اوراب وہ انورعلی کے ساتھ دھا ڑوا ڑکا رُخ کرتے ہوئے آئی بات پرمسر و رقعا کہ اُسے ایک ایسے محاذر بھیجا جا رہا ہے جہاں گے آپنے جو ہر دکھانے کے لیے بہتر این موقع میسر آسکتے ا یک بدی جورکر نے کے بعدائی نے اپنا کھوا انور علی کے ساتھ ملاتے ہوئے کہا میں بیباں کیے گار تھا۔ رات کے وقت پہریداروں میں شامل ہو کروشن کے ری^ہ اوک سیر کرنامیری زندگی کی سب ہے بڑی وکھیں ہے جی جو بیر جی سے اور ماز ہل کر بھی انگریزوں کودھو کانبیں وے سکتا کیونک مجھے اُن کی زبان نبیں آتی کیکن مرہوں کے ری_ہ اوُ میں نو میں دن کے وفت بھی میمحسوں کیا کرتا ہوں کہ میں اینے گاوُں میں پھررہا لارڈ کارنوالس نے مختلف محاذوں سے ایسٹ انڈیا سمینی کی شکست خوردہ

پراویں ویں وی سے وقت کی ہے۔ وہ بیا رہ ہوں مہیں ہے وہ وہ اس اس انداز کار نوالس نے مختلف محاذوں سے ایسٹ انڈیا سمینی کی شکست خوردہ افواج کو جمع کرنے کے بعد پیش قدمی کی اورولور، چوڑا اور پامانیر کے درمیان ایک طویل چکر کاٹے کے بعد میسور میں داخل ہو گیا۔اس کے بعد اس کا رُخ منگلور کی طرف تھا۔ سُلطان ٹیپور چنا پلی سے یلغار کرتا ہوا منگلور پہنچا۔راستے میں ہی اسے یہ اطلاع مل چکی تھی کہ منگلور کا نوجدار سید پیراور ایک اور نوجی انسر راجہ رام چندرو ممن کے ساتھ سازباز کررہے ہیں۔سلطان نے منگلور پہنچتے ہی آبیس گرفتار کرایا اور بہادر

خاں کو جوا**ں ہے قبل کرشنا گری کے نوجد**ار کی حیثیبت سے قاب**لِ قدرخد مات** انجام وے چکا تھا۔منگلور کا محافظ مقرر کیا۔اس عرصہ میں لارڈ کا رنوالس کسی قابلِ ذکر مدا فعت کا سامنا کیے بغیر کولا ر اور ہوسکوٹ پر قبضہ کر چکا تھا۔سلطان منگلور کی حفاظت کے لیے دو ہزار سیا ہی چھوڑ کرانگریزی فوج کے مقابلے کے لیے لکلا۔اس نے منگلورہے دی میل کے فاصلے پر انگریز ی فوج کے عقب میں حملہ کر کے رسداور بارودک کی گاڑیاں چھین لیں ہے۔ اگلی شام میں ورکے ایک ہزار سوار اچا تک ممینی کی آئی تو کچے کے سامنے نمودار ہوئے جو کرنال فلا گڑ کی کمان میں منگلور کی شرقی جناب بھٹے چکی تھی ۔ کرنل فلا کڈنے ان پر حملہ کیااور میسور کے سوار کچھ دریختی سے مقابلہ کرنے کے بعد جنوب مغرب کی طرف ہٹ گئے ۔فلا کلا نے ان کا تعاقب جاری رکھا۔لیکن تھوڑی در بعد اُ سے بیہ معلوم ہوا کہ وہ سلطان کی پوری فوج کی زومیں آچکا ہے۔ سلطان کا حملہ اس قدر شدید تفا کہ آن کی آن میں انگر پر سواروں کے دینتے چارسولاشیں میدان میں چھوڑ کر بھاگ نکلے۔فلائڈ بذات ِخودزخمی ہوکر گھوڑے ہے گر بڑا۔لیکن اس کے ساتھی اسے زکال کرلے گئے۔انگریزوں کی خوش قشمتی سے رات ہو چکی تھی اورمیسور کے سواروں نے تا ریکی میں دشمن کا تعا قب کرنا مناسب خیال نہ کیا۔اگلی صبح ایک سوزخمی انگریز جنہیں سلطان کے سیاہیوں نے قید کرلیا تھالا رڈ کا رنوالس کے بمپ میں حاضر

سواروں ہے تاریبی میں وین فاقعا حب سرماست سیسی میں مدیدے ہیں۔ انگر پر جنہیں سلطان کے سپاہیوں نے تید کرلیا تھالا رڈ کارنوالس کے بمپ میں حاضر ہوئے اور انہوں نے بتایا کوئیلطان نے ہماری مرہم پٹی کرنے کے بعد ہمیں رہا کر دیا ہے اور ہمیں بخشیش کے طور پرایک ایک روپیدیا ہے۔ کارنوالس کے میدان میں آتے ہی جنگ ایک نئے دور میں داخل ہو چکی تھی

اورنظام

اے یہاںمیسورہے ُمر ا دسلطنتِ خدادا ذہیں بلکہ میسور کاضلع ہے۔ اورمرہ ہے انگریزوں کو اپنی نمائش کا رگز اری دکھانے کی بجائے بوری قوت میدان میں لا چکے تھے۔سلطان ٹیپو نے اپنی فوج کاایک حصہا ہم قلعوں کی حفاظت کے لیے شال کی طرف منتقل کر دیا۔اب وحمن کے ساتھ کسی ایک میدان میں جم کے لڑنے کی بجائے اس کی کوشش بیتھی کہاہم ترین محاذوں پراس کی رسداور کمک کے رائے مسدو دکردیے جائیں اور اس کے بعد بے در کے ملوں سے اسے ہراساں کیا جائے۔چنانچہ بگلور کے سامنے ڈررہ ڈالنے کے بعد لاارڈ کارنوالس بیمسوں کررہا تھا كوه ايك دلدل ميں پھنس جا ہے۔ اركاف سے اس كے طوروں كے ليے جارے اورسیاہیوں کے لیے غلے کی جو گاڑیاں آتی تھیں۔ان میں سے بیشتر میسور کے چهاپه اروستول کرفت عن یکی جاتی شیخ ایک اور سُلطان نے قلایل کے وہتوں وہا سے دینے کے بعد منگور سے چندمیل دُور ہد كركتكرى ميں اپنا كارضى مستقر بنائيا۔ كارنوالس نے اس اميد يرمنگورى طرف پیشقد می کی تھی کہ نظام اور مرہٹوں کی تو جیس منگلور کی فنتج میں حصہ دار بننے کے کیے پینچے جائیں گی کیکن وہ الٹا اسے اپنی مد د کے لیے شال کا رُخ کرنے کی دعوت دے رہے تھے۔وفت اب لا رڈ کا رنوالس کے خلاف جار ہا تھااو رأسے اپنی ابتدائی کامیابیاں اینے تا زہ نقصانات کے مقابلے میں بے حقیقت معلوم ہوتی تھیں۔رسد اورحیا رے کی تمی یورا کرنے کے لےوہ منگلور پر فوراً قبضہ کرنا ضروری سمجھتا تھا۔ فوجی لحاظ ہے بھی جنوب مشرق کے ہرشہر کے مقالبے میں منگلور کی اہمیت بہت زیادہ تھی۔ منگلور کی کشادہ سر کیں، عالیشان مکانات اور تجارتی منڈیاں ہندوستان بھر میں مشہور تھیں ۔صنعت وحرفت کے لحاظ ہے بھی بیشہرسر نگا پٹم کے سوا ہندوستان

کے تمام شہروں سے آ گے تھا۔سلطان کی فوج کے لیے اسلحہ اور بارو د کی ضرورت کا ایک بڑا حصہ تیہیں کے کارخانوں ہے پُورا ہوتا تھا۔اس شہر کے نیصل کے گر دہیں فٹ گہری خندق تھی جو بانس اور خار دار جھاڑیوں کے گھنے جنگل سے گھری ہوئی تھی۔شہرکے حیار دروازے کافی مضبوط تھے، قلعہشہر کے جنوبی کنارے پرتھا جس کا رقبه قريباً ايك مربع ميل تقااوراس كي بلنداور كشا ده فصيل پرچبيس بُرج يتصاور هر بر ج میں تین تین نو پیں نصب تھیں۔ شہر کی طرح قلعے کی محدق بھی کافی گہری تھی۔ ے مارچ کے دن مگریزوں نے شہر پر حملہ کیا اور منگلور کی فضا انگریزوں کی بھاری تو یوں کے دھاکوں ہے گونٹے آتھی۔ پھر ایک سمسان کی جنگ اور شدید نقضانات کے بعد انگریزوں نے شہریر فیضنہ کرلیا اور محا فظانوج قلعے کے اندریناہ لینے ر مجبور ہوگئ کہ شدر گئی ہے تا اوی انگر بڑوں کے حملے سے پہلے ہی وہاں سے جرت كريجي تقى يناجم اب تك بزارون مرواه رفوتين انكريزون كي وحشت اوربريريت كا مظاہرہ ديكھنے كے ليے موجود تھے ارڈ كارنوالس ائى الكھوں سے بےكس عورتوں پر اپنے سیاہیوں کی دست اندازی دیکھے رہاتھااورا پنے کانوں سےان کی چیخ و پکارسُن رہا تھااس کے ساتھ مورخ بھی تھے جنہیں لارڈ کارنوالس کو ہندوستان کا نجات دہندہ اور سُلطان ٹیپوکو ایک جابر اور ظالم حکمران ثابت کرنے کی خدمت سو نیں گئی تھی لیکن انگرریزی فوج کی لوٹ مارء سفا کی اور ہر بریت کے متعلق کے متعلق ان کی زبانیں گنگ تھیں۔ کارنوالس کی فوج نے مال غنیمت میں لاکھوں رویے کے زیورات جمع کیے۔ غلے اسلحہ اور بارود کے چند بڑے بڑے و خیرے بھی ان کے ہاتھ آ گئے کیکن میسور کے سیا ہی جا رے کے بیشتر درختوں کو آگ لگا چکے

سُلطان ٹیپو کے لیےمنگلور کے شہر کا اتن جلدی فنتح ہوجانا غیرمتو تع تھا۔اس نے فوراً کنگری ہے پیش قدمی کی اور چند گھنٹوں کے اندر اندر منگلور کے سامنے پہنچ کے گیا۔ پہلے حملے میں جھے ہزارسیا ہی شہر میں داخل ہو گئے کیکن انہیں زیا وہ دریشہر پر قبضه رکھنے میں کامیابی نہ ہوئی۔ تا ہم شہر پر سلطان کا پہلا حملہ بسیا کرنے میں لارڈ کارنوالس کی خوشی بہت عارضی ثابت ہوئی۔ سلطان ٹیپو نے شہر کی گلیوں اور بإزاروں میں لڑنے کا خیال چھوڑ کر ہا ہر قلعے کی جنوب مغرب کی طرف ان بلند ٹیلو ں یر قبضہ کرانیا جہاں سے مگریز پر کامیابی کے ساتھ گولہ باری کی جاسکتی تھی۔ لارڈ کارنوالس اپنی تمام طاقت قلعی طرف مرکوز کرچکا تھا۔ کیکن پندرہ دن کے بے در یے کوشفول کے بعد ایمی اسے کوئی کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ اس کی تو یوں نے مسلسل گولہ باری سے بعد قلعے کی تصیل کیا لیے جصے میں چوشگانگ ڈالا تھاوہ باہر ے اس سیلے کی زومیں تھا جہاں شاطان کی تو پیں نصب تھیں اور بیتو پیں شاف کی طرف دھاوابولنے والی فوج برگامیابی کے ساتھ کولہ باری کرسکتی تھیں۔ لارڈ کارنوالس این خواہش کے بغیر مدا فعانہ جنگ لڑنے پر مجبور ہو چکا تھا۔ اس نے ایک طرف قلعے کا محاصرہ کر رکھا تھا اور دوسری طرف سلطان کی فوج کے ہاتھوں محصور تھا جوضرورت کے مُطابِق ہروفت اپنی پوزیشن بدل سکتی تھی۔ایک طرف قلعے کے محافظ اس کی فوجوں پر گولہ باری کر رہے تھے اور دوسری طرف باہر ے۔ سُلطان کا تو پ خانداُن پر آگے برسا رہا تھا۔ شہر میں حارے کی کمی کے باعث انگریزوں کے گھوڑے اور بیل بھوکے مررہے تھے اور لارڈ کارنوالس کے لیے بیہ خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ چند دن بعد اس کی بہترین سوار فوج گھوڑوں ہے محروم ہو جائے گی اورمنگلورہے کسی دوسرے محاذ کا رُخ کرتے وفت اسے اپنے سامان کی

گاڑیاں سہیں چھوڑنی ریڑیں گی کیکن جہاں جنگی قابلیت اورمر دانگی جواب دے چکی تھی وہاں عیاری کام آئی۔ جہاں قلعے کے مٹھی بھرمحا فظ آخری فتح کی اُمیدیر پوری جرات کے ساتھوڈ ٹے ہوئے تھے وہاں چندغداروں نے دعمن کی کامیا بی کا راستہ کھول دیا ۔ان غدا رو ں کاسر غنہ کرشن را وُ تھا۔ حملے سے پہلے انگریز وں کوکرشن راؤ کی طرف سے ہدایا ت موصول ہو چکی تھیں کتم فلاں رات فلاں وفت قلع ی فصیل کے فلاں جصے پر حملہ کر دوتو مجھے اپنے استقبال کے کیے موجودیاؤ گئے۔ پہرے داروں کو نوبال کیے ہٹا دیا جائے گا۔ كارنوالس في ال كي مدايات يمل كيا قلع محافظ كواس غداري كاس وقت بية لكا جب آدمی ات کے وقت انگریزی فوز کے چند وستے قلع میں داخل ہو چکے تھے۔ بہا درخان اوراس کے ناتھا یک ہزار جانبازلز نے ہوئے شہیرہو ئے۔ تین سومجاہد جن میں سے بیٹز زخی تھے بیار کیا گے اور باقی فی کرنکل کے انگریزوں نے اس و کے جو قیمت ادا کی وہ بھی کم نہ فی آئی و جب اس غداری کاعلم ہواتو اس نے نوراً دو ہزارساہی قلعے کے محافظین کی مدد کے لیے روانہ کیے۔لیکن اس عرصہ میں قلعے پر انكريزون كأنكمل قبضههو چكا تفا_ منگلور کا انگریزوں کے ہاتھ میں چلے جانا سُلطان کے لیے نا قابلِ تلا فی تھا کیکن اس سے بڑا نقصان بہا درخان کی موت تھی ۔بُر ہان الدین کے بعدوہ سلطان

کی فوج کا سب سے زیا دہ قابلِ اعتما داورو فا دا رافسر تھا۔ یہ بلند قامت اور درولیش خصلت انسان ستر سال کی عمر میں بھی اس قدر تندرست اور توانا تھا کہ جوانوں کواس یر رشک آتا تھا۔ اس کے رُعب وجلال کو بیرعالم تھا کہلارڈ کارنوالس جیساانسا نبیت وتمن شخص بھی متاثر ہوئے بغیر ندرہ سکا۔ چنانچہاس نے سلطان کو بیہ پیغام بھیجا کہا گر

آپ جا ہیں تو میں بہا در خان کی لاش آپ کے پاس جھیجنے کے کیے تیار ہوں۔ سلطان نے جواب دیا آپ کی میہ پیش کش قابلِ تعریف ہے۔اگر آپ بہا درخاں کی لاش منگلور کے مسلمانوں کے حوالہ کر دیں تو وہ أسے بوری عزت اور احز ام کے ساتھ دفن کر دیں گے۔ منگلوری فتح کے لیے لارڈ کارنوالس کوجو قیمت ادا کرنی پڑی وہ اس کی تو تع سے زیادہ تھی۔ پھراس کامیانی نے انگریزی فوج کے سنقبل کے متعلق چندا ہے خطرات پیدا کر دیے تھے جومنگلوری طرف پیش فلای کے تے وقت اس سے وہم و گمان میں بھی ندھے۔منگلور ہے باہران کی رسداور کمک کے تمام راستے کٹ چکے

تھے اور رسد اور چارہ کی پڑھتی ہوئی قلت کے باعث اس کے لیے ایک طویل محاصرے کا سامنامکن نہ تھالیکن شال کی طرف میں جوں کے حملوں کی شدت اورمیر

نظام کے بیدرہ ہزارسواروں کی بیش نندی نے علطان ٹیپوکومنگلور کامحاصرہ اٹھانے پر

کرشن راؤ بھی انہی لوگوں کے ساتھ قلعہ ہے نکل چکا تھا۔ کیکن وہ سلطان کے یاس جانے کی بجائے سرزگا پٹم پہنچے گیا۔اس ا ثنا میں منگلور سے کسی افسر کا خط پکڑا گیا جس سے بیہ بات ثابت ہوتی تھی کہ کرشن راؤ کوسر نگا پٹم میں بھی سلطان کےخلاف سسی سازش کاجال بچھانے کی مہم پر مامور کیا گیا ہے۔سلطان نے میرمعین الدین عرف سید صاحب کواس کے پیچھے روانہ کیا اور اس نے کرشن راؤ اور اسکے تین بھائیون کوسازش میں حصہ لینے کاثبوت فراہم ہونے کے بعدموت کے گھا ٹ اتار

يندرهوال بأب

بدرالزمان خاں دھاڑواڑ میں ڈٹا ہوا تھا۔ شہر کی آبا دی مرہٹوں کی آمد سے پہلے ہجرت کر چکی تھی۔مرہٹ لشکر کامتنقر جنوب مغرب کی طرف یا پنچ میل کے فاصلے پر تھا۔وہ ہرروزیڑاؤے چندتو پیں تھینچ کرشہرے آس باس کےٹیلوں پر لے آتے اور شام تک گولہ باری جاری رکھتے۔ رات کے وقت وہ شہر ہے میسور کے سواروں کاخطرہ محسوں کر کے اپنی تو پیل دوبارہ پر اؤسیں کے جاتے کیکن چند ہفتے بعد ممینی کی فوج کے چند وستے ان کیمد دے لیے پہنچ گئے اور چنگ میں تیزی آگئے۔ مرہٹوں اور آنگریزیوں کی طرف سے گولہ باری کی پیرصتی ہوئی شدیت کے جواب میں شهر کے محافظوں نے بھی جواتی محلے شروع کردیے سیسور کے سوار کے شام کسی وقت ا جا تک شہر سے نگلتے اور ان کی آن میں دنمن کوشد بدنانصان پینچنے کے بعدوا پس چلے -26 بالآخرایک دن مرہٹوں نے ایک گھسان کی جنگ کے بعد شہر پر قبضنہ کرلیا اور

جاتے۔

ہالآخرایک دن مرہٹوں نے ایک گھسان کی جنگ کے بعد شہر پر قبضہ کرایا اور شہر کے خافظ قلعے میں پناہ لینے پر مجبور ہوگئے۔لیکن اعلے دن بدرالز مان نے اچا تک قلعے سے نکل کر جوابی حملہ کیا اور مربٹے دھاڑواڑ کی گلیوں اور بازاروں میں لاشوں کے انبار چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ پانچ دن بعد مرہٹوں نے پوری قوت کے ساتھ ایک اور حملہ کیا اور دوبارہ شہر پر قابض ہو گئے۔لیکن قلعے سے شدید گولہ باری کے باعث اور حملہ کیا اور دوبارہ شہر پر قابض ہو گئے۔لیکن قلعے سے شدید گولہ باری کے باعث انہیں شہر کے قریب قدم جمانے کا موقع نہ ملا۔ چنانچہوہ شہر کی فصیل کو بارود سے اثبیں شہر کے قریب قدم جمانے کا موقع نہ ملا۔ چنانچہوہ شہر کی فصیل کو بارود سے اثبیں شہر کے قریب قدم جمانے کا موقع نہ ملا۔ چنانچہوہ شہر کی فصیل کو بارود سے اثبیں شہر کے قریب قدم جمانے کا موقع نہ ملا۔ چنانچہوہ شہر کی فصیل کو بارود سے اثبیں شہر کے تربیب قدم ہوئی۔ لیکن مربٹے جس بدلی کا مظاہرہ کر رہے شے وہ انگریزوں کے لیے بہت پر بیثان گن تھی۔

جنوب میں لارڈ کارنوالس کی افواج کوخطرے سے بیجانے کی یہی ایک صورت تھی کہر ہٹوں اور نظام کی افواج کسی تا خیر کے بغیر سرنگا پٹم کا رُخ کریں۔ کیکن مرہبے دھاڑ واڑکے قلعے کواپنی شاہ رک پر ایک خبر سمجھتے تتھاوروہ اُسے فتح کیے بغيرتسى اورمحا ذرينوجه دينے کے کیے تیار ندیتھ۔ بھر جب جمبئی ہے انگریزوں کا ایک اور دستہ بھاری توبوں اور ہارو د کا ایک معقول ذخیرہ لے کرمرہ ٹوں کی اعانت کے لیے پینچ گیااورانہوں نے پُوری شدت کے ساتھ قلعے پر گولہ باری شروع کر دی تو اس عرصہ میں بدرالزماں ہے۔ یا ہوں کی حالت نا زک ہو چکی تھی ۔رسداور ہارو دے ذخیرے ختم ہو چیے ہتھے۔اور قلعے کایانی صرف چندون كي ضرورت كي كافي قفار انگریزی و سنته کاایک لیفشینٹ مورم ورائی اس جنگ کے چشم دید حالات بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ جب کی کیانوپ میں بازود ڈالا جاتا ہے توپ خانے کا سارا عملہ قریباً کردھ سے اللہ سے بیٹر تباکونوشی کرتا ہے۔ پھر توپ چلاتے وفت بیجی نہیں دیکھا جاتا کہ اس کانشا نہ کہاں <u>لگے گا۔اگر خا</u>صی مقدار میں گر د اُڑےتو وہ مطمئن ہو جاتے ہیں۔ پھر جب دوبارہ بارود ڈالا جاتا ہےتو اسی طرح تمباکونوشی اورگپ بازی شروع ہو جاتی ہے۔ دوپہر کے دو گھنٹے کھانے اور آرام کے کیےوقف ہوتے ہیںاور جنگ بندرہتی ہے۔ بیتو پیںاتنی پُرانی اور ناقص ہیں کہ بسااو قات جلتے وقت بھٹ جاتی ہیں۔ایک اورمضحکہ خیز بات بیہ ہے کہ شام ہوتے ہی مرہبےاپی تو پیں دھکیل کرواپس پڑاؤ میں لےجاتے ہیں اور دشمن کورات کے وفت اطمینان ہے قصیل کی مرمت کامو قع مل جاتا ہے۔ بارو د کی سخت کمی ہے اور بونا ہےاس کی سپلائی اتنی قلیل اور ہے قاعدہ ہے کہ بینو پیں کئی دن خاموش رہتی

<u>ئ</u>يل -

یں۔ ایک رات قلعے کے جنوب مشرقی کونے کے ایک بُرج کے قریب سکے بعد دیگرے دوجھوٹے چھوٹے بچھر گرے اور پہریدار بندوقیں سنجال کر باہر کی طرف جھانکنے لگے۔

تاریکی میں انہیں کسی کی آواز سنائی دی۔ میں ڈھونڈیا داغ ہوں جلدی ہے

سیرهی بھیکاو۔ تم کہاں ہے آھے ہو؟ بے وقو نو بچھے بادشاہ نے بھیجا ہے جلدی ہے سیرهی بھیکو و کرنہ میں او پر پہنچتے

ى تى سىد كالماحث دالون گا

تشہرونی اینے جعد ارکواطلات دیا ہے۔ کوئی دی منٹ بھر محمد الرکے علاقہ فرج کے چیر اور افر وہاں بی کے تھے

> اور ڈھونڈ یا داغ ری کی سیڑھی کے ساتھ فیسٹ پر چر صرباتھا۔ بدرالزماں خاں کہاں ہیں؟اس نے فصیل پر پہنچتے ہی سوال کیا۔

وہ آرہے ہیں۔ایک انسرنے جواب دیا۔

میں ان کاانتظار نہیں کر سکتا۔ چلو مجھے ان کے پاس لے چلو، مجھے اس وقت واپس جانا ہے۔

تنهبیں انتظار کرنے کی ضرورت نہیں کسی نے بُرج کی طرف سے نمودار ہو کر

ڈھونڈیا داغ نے کہا۔ آپ بدرالزماں خاں ہیں؟ کہو کیا پیغام لائے ہو۔

جناب کل رات پیچیلے پہرا نورعلی یا پچےسوسیاہیوں اور رسداور ہارود کی ڈیڑھ سو گاڑیوں کے ساتھ بیہاں پہنچ جائے گا۔ میں قلعے سے باہر دعمن کے تمام مورچوں کا جائزہ لے چکا ہوں ۔مریبے کافی دور ہیں اور ہمیں ان سے کوئی خطرہ نہیں۔ کیکن انگریزوں کےموریے بہت قریب ہیں اور کمک کا راستہ صاف کرنے کے کیے انہیں چیچے ہٹانا ضروری ہے۔آپ کل سارا دن دھمن پر شدید گولہ باری کرتے رہیں تا کہاس کی اوجہ سی اور طرف میڈول نہ ہو ۔ اس کے بعکر رات کے تھیک دو ہے آپ اس پر حملہ کر دیں۔ ہم شر تی دروا زے ہے داخل ہول کے اور ہمارے سوا دشمن کو اس پاس کے مور پول سے پیچے مٹانے کے لیے آپ کا ساتھ دیں گے۔اب مجھے اجازت ديجي مجھا ہے ساتھوں کی رہنمائی کے لیےواپس پینجنا ہے۔ بدرالزمان في كما ملطان معظم وهاروارك حالات من المجرنيين بي-ليكن ميں حيران ہوں كہ انہوں كے المرف يائي سوسيا ي جيبے ہيں۔اس قلع كو بچانے کے لیے بھے کم از کم دی بڑا دیا ہوں گی فرورے ہے۔ و معوندیا داغ نے جواب دیا۔ بیہ بات سلطان سے زیا دہ کوئی نہیں جانتا کہاس جنگ میں کسی جگہ کتنے آ دمیوں کی ضرورت ہے۔انورعلی آپ کو بتا دے گا کہاس محا فہ پر زیاد ہ نوج نہ جیجنے کی و جوہات کیا ہیں۔ میںصرف اتناجا نتاہوں کہر دست آپ کو مزید کمک کی او تع نہیں رکھنی جا ہے اور سُلطان معظم بیرجا ہے ہیں کہ آپ زیادہ سے زیا دہ عرصہ دشمن کواس محا ذیر مصروف رکھیں ۔ مجھے یقین ہے کہ دوبارہ ملا قات پر ہم اس کے متعلق زیا دہ اطمینان ہے باتیں کرسکیں گے۔اب مجھے اجازت دیجیے۔ بد الزمان نے خدا حافظ کہہ کراس کی طرف ہاتھ بڑھا دیا اور ڈھونڈیا داغ مصافحہ کرنے کے بعدری کی سیڑھی کے ساتھ لٹک گیا۔

اگلی رات ایک پہرے دارنے مر ہٹے فوج کے سپہ سالا ریزیں رام بھاؤ کو گہری نیند سے بیدا رکیااورکہا۔سرکارا یک انگریز افسر خیے کے باہر کھڑا ہےاوروہ اسی وفت آپ سے ملناحیا ہتا ہے وہ کہتاہے کہ قیمن نے حملہ کر دیا ہے۔ بھاؤ آئکھیں ملتا ہواخیمہ سے با ہرنکلا ۔ایک انسر گھوڑے کی باگ تھا ہے کھڑا تھااورمر ہٹ سیا ہی جوق درجوق اس کے گر دجع ہورہے تھے۔ انكريز افسر نے كى تمبيد كے بغير كہا ۔ بثمن نے قلعے سے با ہرنكل كر مارے کیب برحملہ کر دیا ہے۔ آگ کی فوج سے جو دیتے ماریے ساتھ ہے وہ بھاگ گئے ہیں اور ہم پیچھے بنتے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ «برتنہ ہیں جو س دیمنا جا ہیں قال کیں نے تمارے کرال کو پیا شورہ دیا تھا کہ رات کے وقت قلع کے ترب رہنا خطرنا کی ہے۔ لیکن تم کرب کی سنتے ہو!" جب آب کوصورت حال کا پید چلے گا تو آپ کو مانزار کے گا کہ مارا فیصلہ سے تھا۔آپ کی غلطی کی وجہ ہے ہم وہن کی ایک بندی میں کامیاب نہیں ہوئے اوروہ رسداوربارو دلا تعدا دگا ژباں لانے میں گامیاب ہوگیا ہے۔ کیکن کرنل صاحب سے کہتے ہیں کہاگر آپ اب بھی فوراً حملہ کر دیں تو ہم بہت ہی گاڑیاں قلعے میں داخل ہونے سے روک سکتے ہیں۔ ایک ثانیہ کے لیے بھاؤا یک سکتے کی حالت میں کھڑا رہا۔ انگریز افسرنے کہا۔ جناب اب سوچنے کا وفت نہیں ۔ جونوج آپ نے دشمن

کی رسداور کمک کے راستوں کی د کھیے بھال کے لیے متعین کی تھی وہ انتہائی ٹا کارہ

ٹابت ہوئی ہے کیکن ابھی اگر آ ہےجلدی کری**ں ن**و بہت حد تک اس کوتا ہی کی تلافی ہو سکتی ہے۔ شہبیں اس بات کاعلم ہے کہ جونوج رسد کی گاڑیوں کے ساتھ آئی ہے۔اس کی تعداد کتنی ہے؟

جناب رات کے وقت بیا ندازہ کیسے لگایا جاسکتا ہے۔لیکن اُن کی تعداد زیا دہ نہیں ہوسکتی آپجلدی کریں۔

میں ٹیرو جیسے وشن کے معالمے میں جلد بازی کا قائل نہیں ہوں ہے اپ دستے

یہاں لے آو اورائی کی فیصلہ نہیں کر

سکتے۔

صبح کے وقت یہ رام معافرے نہیں چندا نگریز اور مر میشانسر جمع ہے۔

صبح کے وقت یہ رام معافرے نہیں جندا نگریز اور مر میشانسر جمع ہے۔

کرل نرید است جان خصی حالت برس را معادے عاطب و کر کہدر ہاتھا۔ آپ کے سیاری جان ان بھتے ہیں۔ است سی کے سیابی آل فدر فرمدواری کاثنوت دیے تو ہم ایس کو بیات کے ان ایس کی بات

ہے کہ دشمن کی رسداور آبارودگی گاڑیاں وھا ژواڑے تربیب بیٹنج چی تھیں اور راستے میں آپ کی چو کیوں کے محافظ بے خبر تنے! جھندی میں سیکہ سے فاصل میں میں کہ ایک اور خید

پرس رام نے جھنجھلا کر کہا۔ دیکھیے کرنل صاحب اب بحث سے کوئی فا کدہ نہیں جو ہونا تھاوہ ہو چکا۔ لیکن اگر آپ کو بید دعویٰ ہے کہ آپ ہم سے زیا دہ باخبر تھے تو آپ کے پاس اس بات کا کیا جواب ہے کہ ڈشمن کی گاڑیاں آپ کے مورچوں کے سامنے سے گرزرکر قلعے میں داخل ہو کیں اور پھر بھی آپ ہمیں بیزیس بتا سکتے کہ ان کی صحیح تعدا دکیا تھی۔

آپ کومعلوم ہے کہ رات کے وقت دعمن کا اچا تک حملہ اس قدر شدید تھا کہ ہمیں مجبوراً قلعے کے آس پاس اپنے مور پے خالی کرنے پڑے لیکن اگر آپ ہماری

مد دکو پہنچ جاتے تو ہم انگی بیشتر گاڑیاں قلعے میں داخل ہونے سے روک سکتے تھے۔ یں رام نے قدرے زم ہوکر کہا۔ کرنل صاحب اب آپس میں جھڑ نے سے کوئی فائدہ نہیں میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ راستے کی چو کیوں کے محا فظوں کو سخت سزا دی جائے گی۔لیکن اس وفت ہمارے سامنے قلعہ ننتج کرنے کا مسئلہ ہے۔ كرنل فريدُرك نے كہا جناب موجودہ حالات ميں بيةلعه فتح كرنے كاسوال ہی پیدانہیں ہوتا ۔ میں آپ کو پیشورہ و پینے آیا ہوں کہ اب ہمیں کسی تو تف کے بغیر جنوب کی طرف کو چ کر دینا جا ہیں۔ اگر دشمن کے چند کیا ہی اس قلعے میں رہے ر ہیں او ہمار کے لئیے کوئی فرق نہیں پڑتا ہم جنوب میں دشمن کی طاقت کیلئے ہے بعد سی مزاحت کا سامنا کیے بغیروالیں آ کے قلعہ فتح کرسکیں گے۔ لیکن اگر آپ یہاں بیٹے رہے تو ہمار کے تکی منصوبے خاک میں کی جائیں گے۔ ہمارے وثمن کا مقصداس کے سوالی کھایں کے سازی قوت مختلف محاذوں پر بنی رہے اور ہم کسی ایک میدان میں جمع ہوکراس پر فیصلہ کن فریب نہ لگا سیاں۔ یرسراؤ بھاؤنے کہا۔ ہمارے کیے بیقلعہ فتح کیے بغیر آگے بڑھنے کاسوال ہی پیدانہیں ہوتا۔دھاڑواڑکواس حالت میں چھوڑ کرآ گے بڑھنے کا نتیجہاس کے سوااور کیا ہوسکتا ہے کہ بدرالزمان کوعقب سے ہمارے رسداور کمک کے راستے کا شنے کا موقع مل جائے ۔ مجھے جنر ل میڈوز کی مشکلات کا احساس ہے کیکن ہمیں پیشوا اور نانا فرنویس کا حکم ہے کہ ہم آگے بڑھنے سے پہلے بیا چھی طرح دیکھیس کہ ہما را عقب کس حد تک محفوظ ہے، اگر آپ ہمت سے کام لیں تو ہم چند دنوں میں قلعہ فنخ کر سکتے ہیں۔اس کے بعد مجھے آپ کی ہدایات برعمل کرنے میں کوئی اعتر اض نہیں ہو

كرنل فريڈرک نے كہا۔ اگر آپ كا يهي فيصلہ ہے تو ميں آپ سے تعاون كرنے كے كيے تيار ہوں ليكن اس بات كى كيا ضانت ہے كداب آپ كے سيا ہى چوکس رہیں گےاور دعمن کومزید کمک جھیجنے کاموقع نہیں ملے گا۔ میںاس بات کا ذمہ لیتا ہوں کہا ب دخمن کا ایک سیا ہی بھی اس علاتے میں داخل نہیں ہو <u>سکے</u>گا۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ وال سے سے بہاں پہنچا ہے اور آپ کی محافظ چو کیوں کے لیامی گہاں تھے اگر رسد کی دو جیار گاڑیاں ہوتیں تو علیحدہ بات تھی کیکن ہمارا اندازہ ہے کہ راہ کے وقت جو گاڑیاں قلع میں داخل ہوئی ہیں اُن ى تعداد سو سازياده تھى اور مارى نبيت قلعے كے محافظ اس قدر باخر سے كه انبيس رسداور كمك ى آمد كالمحمونة تك كاعلم تقام یں رام بھاؤ نے بالے کا صحب اجباب مسئلے پر بجٹ کرنا ہے۔ و ہے کہ وشمن کس رائے سے بیمال مینچنا ہے۔ اس کے چند ہوشیار آ دمیوں کا گا ژبوں کے نشان دیکھنے کے لیے بھیج دیا ہے اور اُن کی تحقیقات کے بعد جن چو کیوں کے سیا ہی مجرم ثابت ہون گے انہیں بدترین سزائیں دی جائیں گی ۔ میں اس بات کا بھی ذمہ لیتا ہوں کہ آئندہ بدرالزمان کی **نوج با**ہر سے اناج کا ایک دانہ تک حاصل نہیں کر سکے گی۔اب بیر قلعہ فتح کرنا ہاری عزت کا مسئلہ ہے۔ میں نے بیر فیصلہ کیا ہے کہ ہم آج ہی اپناری اوُ قلعے کے قریب لے جائیں تا کہ آپ کوبا رباریہ کہنے کاموقع نہ ملے کہ ہم جنگ میں شجیدہ تہیں ہیں۔ دھاڑواڑکےمحاصرےکوچھ ماہ گزر چکے تتھاور قلعے کےمحافظا یک غیرمعلولی عزم و استقلال کے ساتھ دھمن کے بے در بے حملوں کا مقابلہ کر رہے تھے۔

انگریز وں اور مرہٹوں کو جمبئی اور پونا ہے کسی دفت کے بغیر رسداور کمک پہنچ رہی تھی کیکن بدرالزمان کوستفتل قریب میں سی بیرونی اعانت کی اُمید ندختی قلعے کے اندر رسداور بارود کے گودام بتدریج خالی ہو رہے تھے۔ دشمن کی شدید نا کہ بندی نے أجڑے ہوئے شہر کے کنوؤں کا تازہ یانی حاصل کرنا ناممکن بنا دیا تھا اور قلعے کے اندر جوتالا ب متھے وہ آ ہستہ آ ہستہ خالی ہور ہے متھے اور اب نوبت یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ قلعے کے محافظوں کو مٹنی پرچھ سبلے جیاول با جوار کی ایک سوتھی روٹی اور پانی کے ایک پیالے یرگزارہ کرنا کڑتا تھا۔ اور انتہائی ضرورت کے بغرے انہیں بارود استعال کرنے کی اجازت نہ تھی ۔ تا ہم وہ ڈیٹے رہے اور تلعے کے باہر دشمن کی گولہ بإرى اور قلعے كے مدر بھوك بيات اور پيارياں ان جانبازوں کے حوصلے متزلزل نہ كرسكيں جنہوں كے ملطان نتخ على نيبو عسازه كى كى آخرى آداب يکھے تھے۔وہ جن کے چیروں پر زندگی کاخون دوڑ تا تھا اب بلایوں کے ڈھائے نظر آتے تھے۔ انورعلی جے چند ہفتے تبل وہ مرف ایک بہا دراہ فرش شاں افسر کی حثیت ہے جانتے تھے اب ان کی آنکھوں کا تا راہن چکا تھا۔ بدر الزماں سے لے کرایک معمولی سیاہی تک اس ہے محبت کرتے تھے۔وہ بھی مریضوں کی تیار داری اور زخیوں کی مرہم پٹی کرتا اور بھی رات کے وقت قلعے ہے باہر نکل کر دھمن کے بمپ پر حملہ کرنے والے جانبازوں کی کمان سنجال لیتا۔وہ قلعے کی مسجد کے منبر پر کھڑا ہوجا تا اوراس کی رُوح پرورتقریروں سے <u>قلعے کی شک</u>نتہ دیواروں کے اندر حوصلوں اور ولولوں کی ایک نئ دُنیا آبا د ہو جاتی۔ ڈھونڈ یا داغ سلطان کی ہدایات کے مطابق انور علی اور اس کے سأتھیوں کو قلعے میں پہنچانے کے بعد دوسرے محاذوں پر دکن اور بونا کی افواج کی نقل وحرکت کے متعلق معلو مات حاصل کرنے کے لیےواپس جاچکا تھا۔

کیگرانڈ نے دھاڑ واڑ پہنچنے کے بعد چند ہفتے انتہائی جوش وخروش کا مظاہرہ کیا تھا۔لیکناباس کی صحت پرمسکسل بھوک پیاس اور ہے آرامی کے اثر ات ظاہر ہو رہے تھے۔ دن بھر لے لیے یانی کی مقدا راب ایک کٹورے کی بجائے نصف کٹورا کردی گئی تھی ۔ایک دن اس نے اُسلے ہوئے حاول کے چند لقیم حلق سےا تا رنے کے بعدایے حصے کا یانی پیا۔ کیکن اس کی تشکی دُور نہ ہو گی۔ خالی کٹورانیچے رکھتے وفت أسے اس بات كالهمان هوا كه أبھى يانى كى چند بونديں باتى روگئ ہيں چنانچہ اس نے دوبارہ کوراا کا کرمنہ سے لگالیا۔انورعلی اس سے چند قدم دور بیٹا تھا۔وہ اینا کورا اُٹھا کرجلدی ہے آ کے بڑھا اور مسکراتا ہوالیگر ایڈے قریب بیٹھ گیا۔ جب کیرانڈ نے یانی کا ہم خری قطرہ حلق میں اُنڈیلئے کے بعد کٹورا نیچےر کھ دیا تو انور علی نے اپنے صفی چید کھینٹ اس میں ڈال دیے۔ لیکر انڈ نے اس کی طرف د يكهااورير بيال ساموكر بولا فير في دوست مين اييخ تصكاياني بي چكامون اور آپ کے ہونٹ بھے سے زیادہ ختال این منظم مندہ نہ کیجے۔ انورعلی نے اپنا کٹورا اس کی آنکھوں کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔میرے کیے بید دو گھونٹ کا فی ہیں اور شہبیں اس وقت زیا دہ یانی کی ضرورت ہے۔ کیگرانڈنے کہا آج میری طبیعت ٹھیکٹہیں شاید مجھے بخارہور ہاہے۔ تم به یانی بی کرلیٹ جاؤ میں ابھی طبیب کوئلا تا ہوں۔ کیگرانڈ نے تشکراوراحسان مندی کے جذبات سے مغلوب ہوکرانورعلی کی طرف دیکھااور چند ثامیے تذیذ ب کے بعد کٹو را اُٹھالیا۔ دُوس ہے کا ذوں پر اتحادی نوج نے اپنے لامحدو دجنگی وسائل کے باوجود کوئی قابلِ ذکر کامیا بی حاصل نہیں کی تھی۔ جنوب کی طرف میر نظام علی کے لشکر کی پیش

قدمی نے سلطان ٹیپوکومنگلور کامحاصرہ اُٹھا کر پیچھے بٹنے پر مجبور کر دیا تھااورو ہسرنگا پٹم کی طرف دشمن کی متوقع بلغار کے پیش نظر تمام راستوں کی چو کیوں اور قلعوں کو مضبوط کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لا رڈ کا رنوالس کومیسور کی سر زمین کے ایک ایک انچ پر شدید مزاحمت کی نو قع تھی اوروہ اپنے ساتھ مر ہیٹائشکر کوشامل کیے بغیر آگے برُ صناخطرنا ك سمجھتا تھالىكىن برس رام بھاؤ كالشكر دھاڑ واڑ میں پھنسا ہوا تھا۔اور دوسرامر ہٹالشکرجس نے ہری پہت کی قیادت میں کرنول کی طرف پیش قدمی کی تھی قدم قدم پرشدیدمزاحت کا سامنا کررما تفا۔ان کے متعلق ایک دن بی خبر آتی کہ انہوں نے فلاں چوکی ، فلاں پر یافلاں قلعے پر قبضہ کرلیا ہے تو الکے دن پی خبر شنی جاتی کرمیسور کی فوج نے انہیں فلال مقام پر فلسٹ دے کرائے کو سیجھے دھیل دیا نہ تھا۔میر نظام علی اور مرہوں کے متعلق اس کا پیضد شدہو چکا تھا کہوہ کسی وقت بھی میدان میں تنہا چھوڑ کر جنگ ہے کنارہ کش ہوجا ئیں گے۔ دکن کالشکراس کے ساتھ مل ہو چکا تھا اور مرہٹوں کے متعلق بھی اسے بیہ یقین تھا کہ دھاڑوا ڑے محاذ سے فارغ ہوتے ہی پرس رام کی افواج ہری نیت کے تشکر سے ہملیں گی۔اور پھر بیہ ٹڈی دل شکرسرنگا پٹم کی طرف بلغار کر دےگا۔ لارڈ کارنوالس کو فیصلہ کن جنگ کے کیے سلطان ٹیپو کی تیار یوں کاعلم تھالیکن اسے بیجی احساس تھا کہ موجودہ حالات میں جنگ کاطُول تھینچنا اس کے کیے جس قدرنقصان دہ ہوسکت اہے اس ہے کہیں زیادہ سُلطان ٹیپو کے کیےنقصان دہ وہ سکتا ہے۔میسوری نسبت وہ بجاطور پر اپنے اور اپنے اتنحاد یوں کے وسائل کی برتر می پرفخر

کرسکتا تھا۔ایسٹ انڈیا سمپنی کا بحری ہیڑا جمبئی اور کلکتہ سے مشرق اورمغرب کے ساحلوں کی بندرگاہوں پرتا زہ دم افواج اورجنگی سامان اتا رنے میںمصروف تھااور اس کے حلیف بونا اور حیدرآبا دہے ایک لامحدود عرصہ کے کیے تو بوں کا جا رہ مہیا کر ان تمام باتوں کے باوجود جب وہ جِنگ کے آنے والے دور کے متعلق سوچتا تو مجھی اس مسم کے سوالات اسے بریشان کرنے لکتے۔ ٹیپواس وقت کیاسوچ رہا ہو گا؟وہ کہاں حملہ کرے گا؟وہ اتنا نا دان نہیں کہ اُسے ہمارے جنگی وسائل کاعلم نہ ہو۔

بھروہ کس اُمید پراٹر رہا ہے؟ ابھی تک اس کے وصلے بیت کیوں نہیں ہوئے؟ بحرجب سے اچنک کی وان ایر اطلاع ماتی کمیسور کے طوفانی دستوں نے سی مقام پرحملہ کر ہے ایٹ یا تھینی ، نظام پام چنوں کے استے تیابی ہلاک کر دیے

بیں اور رسداور بارودی اتن گاریاں میں ن بین ق اسے بیاحیاں ہونے لگتا کہ تیز ہوا کے بیا کا دکا جھو نکے سی بڑے مطوفات کا بیش جیمہ ہیں۔

کیگرانڈ چند دن ہے بیاروں اورزخیوں کے ساتھ قلعے کے ایک کشا دہ کمرے میں پڑا ہوا تھا۔ایک دو پہرا نورعلی کمرے میں داخل ہوااو راس نے کیگر انڈ کی نبض پر

ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔آج آپ کی حالت بہتر معلوم ہوتی ہے! ہاں میں محسوں کرتا ہوں کہ میرا بخار اُتر رہا ہے۔لیکن آج کیابات ہے مجھے چند گھنٹوں سے دشمن کی تو یوں کی آواز سنائی نہیں دیتی ۔کیا ہوسکتا ہے کہ کل کے حملے

میں شدید نقصان اٹھانے کے بعد انہوں نے اس محافہ سے منہ پھیرلیا ہو۔ میں کئی آ دمیوں سے بوچھ چکاہوں کیکن سی نے مجھے تسلی بخش جواب نہیں دیا۔ انورعلی نے اپنی پیٹانی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے تھی ہوئی آوازمس جواب دیا۔

خہیں بیہ بات نہیں۔ رحمن کو ہمارے حالات کا بخو بی علم ہے اور اُسے اس بات کا یقین ہو چکا ہے کہوہ مزید نقصانات اٹھائے بغیر ہمیں ہتھیار ڈالنے پر مجبور کرسکتا ہے۔ آج علی الصباح انہوں نے ہمارے کمانڈ رکے پاس اپنے ایکجی بھیجے تھے اور بدر الزمان خاں بعض شرا بَط پر قلعہ خالی کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں اورانہوں نے مزید گفتگو کے لیے حارانسر برس رام بھاؤ کے ایلچیوں کے ساتھ روانہ کر دیے ہیں اور يى وجه ب كرك سے ديمن كالو پ خاندخا وي ب بہب من معرف کیے میں کہا میرا خیال تھا کہ قلعہ کے کہانڈنٹ آپ کے لیگرانڈ نے مغموص کیجے میں کہا میرا خیال تھا کہ قلعہ کے کہانڈنٹ آپ کے مشورہ پڑمل کی گئے۔ انور علی نے جواب دیا۔ مجھے ان سے کوئی شکامت نہیں ہیں ہے جس سے بل وشمن دع بار جنگ بند کرنے کی پیش کر چکا ہے اور بدر الزمان سرفت میری مخالفت کے باعث قلعه خال كرنے معلق أن في الفي الله اليه ہیں کہ اُن کے فیصلے پراٹ انداز میں ہوائے۔ ا یک سیا ہی کمرے میں داخل ہوا اور اُس نے انورعلی کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ آپ کوقلعہ دارصاحب بُلاتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہما راوفدوا پس آگیا ہے۔ بیہ کہہ کرا نورعلی اور تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہرنکل گیا۔ دومنٹ بعدوہ بدرالزمان کے کمرے میں داخل ہوا۔ کمرے میں چندافسر کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ بدرالزمان کے سامنے ایک چھوٹی سی میزیر ایک کاغذیرہ اہوا تھا۔انورعلی نے اس کے ہاتھ کا اشارہ یا کراُس کے سامنےایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ بدرالزمان نے میز سے کاغذ اُٹھا کراس کی طرف بڑھاتے ہوئے کاہ۔ لیجے بیہ

رور کیجے۔ آپ کے خدشات بالکل بے بنیا دیتھ۔ پرس رام بھاؤنے میری تمام شرائط مان لی ہیں۔ ہمیں قلعہ چھوڑے وقت اپنااسلحہ اور تمام سر کاری روپہیساتھ لے جانے کی اجازت ہوگی اور جب تک ہم دریا کے بار نہیں پہنچ جاتے ریس رام بھاؤ کے خاص دیتے ہماری حفاظت کریں گے ۔ قبمن کواس بات پراصرار ہے کہ ہم سات تو بوں سے زیا دہ اس قلعے ہے یا ہر جہیں نکال سکتے لیکن ہمارے کیے بیسو دا مہنگانہیں ہماری بیشتر توپیل نا کارہ ہو پیلی ہیں۔ انورعلی معاہد کے گئر ریر پڑھنے کے بعد بد والزمان کی طرف متوجہ ہوا اور بولا۔ موجودہ حالات میں آپ اس سے بہتر شرا نطانہیں منو سکتے تھے۔لیکن اس بات کی کیا ضافت ہے کہ انگریز اور مرجے ان شرا اُطاکو پُورا کریں گے اور جو دستے ہاری حفاظت کے لیے متعین کیے جاتیں گانجیں سے ہدایت نہیں ہوگی کہوہ قلعے المراوي المراو بد الزمان نے جواب دیا۔ ال بات کی کوئی ضاخت جیں لیکن موجودہ حالات میں ہارے کیے دشمن کی شرافت اور نیک نمتی پر اعتاد کرنا ایک مجبوری ہے۔تم جانتے ہو کہ بیمعاہدہ میں نے اپنی جان بیجانے کے کیے نہیں کیا۔میرے سامنے ان انسا نوں کا مسکہ ہےجنہیں قلعے کے اندرا ب موت کے سوالیچھ نظر نہیں آتا۔ ہماری رسدختم ہو چکی ہے تالا ب جن میں ہم نے گذشتہ بارش سے پچھ یانی جمع کیا تھا پھر خشک ہورہے ہیں۔ میرے دی ہزارسیاہیوں کی تعدا داب تین ہزارتک پہنچ چکی ہے اور رسداور یانی کا ذخیرہ ہمارے یاس موجد ہے وہ یا پچے چھد دن سے زیا دہ ان ہ دمیوں کوزندہ جیس رکھ سکتا۔ قلعے سے باہر <u>تکلنے کی صورت میں ا</u>گر دھمن نے بدعہدی کی تو بھی اس بات کا امکان ہے کہ کچھآ دمی زندہ چھ کرنگل جائیں۔ کیکن چند دن

بعد قلگے کے اندرلاشوں کے سوا پیچھ ہیں ہوگا <u>۔ مجھے یقین ہے</u> کہ سُلطان معظم مجھے بیہ خہیں کہیں گے کہ میں نے ان کی حکم عدولی کی ہےاور آپ میں سے بھی کوئی مجھے ہے غيرتي يا بُرد لي كا طعنة بين دے سکتا۔ ميں وُحمن كوبيہ پيغام بھيج رما ہوں كه ہم يا پچ دن کے اندرا ندر قلعہ خالی کر دیں گے۔اس معاہدے کی رُوسے ہم قلعہ خالی کرنے تک با ہر سے اپنی ضروت کے مطابق یانی حاصل کرسکیں گے اور جمیں وُسمن کے پڑاؤ سے اناج خریدنے کی بھی اجازت ہوگی۔ آپ یکھاور کہنا جا بہتے ہیں؟ ا نورعلی نے بھر آئی ہوئی آواز میں کہا نہیں ، مجھ ہیں آب کیچھ کہنے کی ہمت باقی نہیں رہی میں آپ سے سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ قلع ہے باہر نکلنے کے بعد مر بھوں کے تقانی جو کی دیا ہے۔ بدرالزمان خال في جواب ديا - قلع سے يا ہر نكانے كے بعد اكر كوئى خطرہ پیش آیا تو کسی سیای یا افسر توبیانو قتی ایس گفتی چاہیے کہ میں اس کی کوئی مدو کرسکوں گا۔ ہارا پہ فرض ہوگا کہ ہم اپنی ایک جانگیں بچاہئے کی کوشش کریں۔ میں نے وحمن ہے یانچ دن کی مہلت اس لیے مانگی ہے کہ پیاس اور فاقہ کشی کے باعث میرے

ساتھی نڈھال ہو چکے ہیں اور میں بیرچا ہتا ہوں کہ قلعہ خالی کرنے سے پہلے وہ چلنے پھرنے کے قابل ہوجا ئیں۔ انورعلیٰ نے دوبارہ کاغذ پرِنظر ڈالتے ہوئے کہا۔لیکن اس معاہدے کے

مطابق تو آپ کوکل ہی قلعے سے باہر نکانا ریا ہے گا۔ ہاں بھاؤ کواس بات پر اصرار ہے کہ میں نیک نمتی کا ثبوت دینے کے کیے کل

ہی اینے آپ کواس کے حوالے کر دوں ۔ میں اپنے ساتھ صرف چند آ دی لے جاؤں گااورمیری غیرحاضری میں فوج کی کمان آپ کے سُپر دہوگی۔اگر دیمن نے میرے ساتھ میدعہدی نہ کی تو تنہیں اطلاع مل جائے گی اورمیر سے طرف سے کوئی اطلاع نہ آنے کا مطلب میہ ہو گا کہ میں وحمن کی قید میں ہوں یافٹل ہو چکا ہوں۔ پھر میسو چنا آپ کا کام ہوگا کہ آپ کو کاے راستہ اختیا رکرنا چاہیے۔ ا گلے دن مرہشہ فوج کے چند افسر قلعے سے باہر کھڑے تنے۔ بدرالزمان بچاں آ دمیوں کے ساتھ قلعے سے باہر اکلا۔ ایک انسر نے آگے بڑھ کرا سے سلام کیااورکہا۔مہاراج بھائی صاحب نے آپ کے کیالی جیجی ہے۔ بدرالزمان پیدل چلنا جا ہتا تھالیکن مر ہشانسر کے اصرار کیرو ہیا لی پر بیٹھ گیا۔ کہاروں نے پالکی گھائی اور بیقافلہ مرہ ہے کی طرف روان ہوا۔ مرہ وں کے برداؤ میں داخل ہوتے بی سینکڑوں آدی آئٹانی جوش وخروش کی حالت میں نعرے لگاتے اور گالیاں دیتے ہوئے ان کے گر دجمع ہو گئے۔اور زمین سے مٹی اٹھااٹھا کر بدر الزمان ي ياللي يرجينك ي السائنة الراشنة التأليز ما حول مين ميسور ميساييون كاضبط وسكون قابل ديد تفاليعض مربط المحطة كودت اورنا يخ موئ آك براسة اور ا پی تلواریں ان کی آنکھوں کے سامنے گھمانے لگتے بعض اپنے خنجر ان کی گر دنوں پر ر کھ دیتے اور بعض اپنی ہندوقوں کی نالیاں ان کے سینوں تک لے جاتے ۔احیا نک ا یک طرف ہے چند ہندوقیں جلنے کی آواز آئی اور چوم اِ دھراُ دھرسمٹنے لگا۔ پرس رام بھاؤ فوج کے چندسر داروں اورا بیے محا فظ دیتے کے ساتھ نمودارہوا۔کہاروں نے بدرالزمان کی یالکی نیچےر کھدی۔ برس رام نے آگے بڑھ کر کہا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جن لوگوں نے آپ کے ساتھ بدسلو کی کی ہے۔ انہیں بدر مین سزائیں دی جائیں گی۔ بد رالزمان خاں اپنی قباہے گر د حجھاڑتا ہوا پاکلی ہے اتر ا اور بولا۔ مجھے ان

لوگوں سے کوئی شکامیت نہیں۔میرے ساتھان کی نفرت اس بات کا ثبوت ہے کہ میں سُلطان کا ایک وفا دارسیا ہی ہوں۔ میں سُلطان کا ایک وفا دارسیا ہی ہوں۔ لیکن ایک بہا در اورشریف دشمن کے ساتھائی طرح پیش آنا انتہائی زدالت

کیکن ایک بہا در اورشریف دعمن کے ساتھا اس طرح پیش آنا ائتہائی ز دالت ہے۔ میں نے آپ کا خیمہا پنے قریب نصب کروایا ہے اور اب آپ کی حفاظت میر ا ذمہ ہوگا۔

ذمہ ہوگا۔ شکر یہ لیکن مجھے اپنے پاسی رکھ کر آپ کو اپنے سپامیوں پر بہت ی پابندیاں عائد کرنی پڑے گی ۔ اس لیے میں بیرچاہتا ہوں کہ بچھے آپ کے پڑاؤ سے پچھاڈور رہ میں سالم

کیبرے ساتھ معاہدے کی شرائط کی طلاف ور ای نہیں کر گے۔ تا ہم آپ کو مجھ پر اعتاد نہ ہونو میں جسے اتھا ہے جبار باب ہے ۔ ج

بدرالزماں نے کہا۔ قلعے کے اندر جیر کے ساتھی جھوکے اور پیاس سے مر رہے ہیں اور آپ نے بیوعدہ کیا ہے کہ میرے یہاں پہنچتے ہی آپ ان کے لیے رسداور پانی کا نظام کردیں گے۔

سی سام بھاؤنے جواب دیا۔ میں اپنے وعدے پر قائم ہوں۔ پرس رام بھاؤنے جواب دیا۔ میں اپنے وعدے پر قائم ہوں۔ پچھ دریر بعد بدرالز مان اوراس کے ساتھی مر ہٹہ پڑاؤ سے دومیل کے فاصلے پر شمو گہ کی طرف جانے والی سڑک کے کنارے ڈریرہ ڈال چکے تھے۔

سولہواں باب

یا نچویں دن سے پہر کے وقت انور علی اور اُس کے باتی ساتھی دھاڑواڑ کا قلعہ خالی کررہے تھے۔سات تو پیں اور خزاند دو دن قبل بدرالز مان کے کمپ مین پہنچایا جا چکا تھا۔ بیاروں اور زخمیوں کو کھاٹوں پر ڈال کر قلعے سے باہر نکالا گیا۔لیگر انڈگز شتہ بیار کے باعث کانی کمزور جو چکا تھا۔لیکن وہ کھاٹ پر لیٹنے کی بجائے بیدل چلنے پر مصر تھا۔
مصر تھا۔
جب بید قافلہ تفلعے سے باہر نکل کرا ہے کیمپ کی طرف روائد ہور ہا تھا تو انگریز

جب بینافل فلع سے باہر نکل کراہے کیمپ کی طرف روانہ ہورہا تھا تو انگریز اورم ہیٹسیا ہیوں سے چندر دورواز کے سے قریب کھڑے ہے سواروں کا ایک دستہ قافلے کے ساتھ چل دیا اور باقی میر سے گئی کے ساتھ ہو نے قلعے کا ندر واغل ہونے لگے جو دور گئے گئے کے بندر اور میں نے مراکر ویکھا تو قلعے میں تھوڑی دیر بعد پہلے جس جگہ میسور کا جھنڈ الہرا رہا تھا تکریزوں اور مریخوں کے جھنڈے نصب بعد پہلے جس جگہ میسور کا جھنڈ الہرا رہا تھا تکریزوں اور مریخوں کے جھنڈے نصب کے جارہے تھے۔ اس کی نگا ہو گئے اور کی جارہے تھے۔ اس کی نگا ہوں کے ساتھ وال کے پر دے حاکل ہو گئے اور وہ چند ثانیے ہے۔ بحس و حرکت کھڑا رہا۔ بھروہ اسے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوکر ابولا۔ میر سے دوستو اپنی گر دنیں اُونچی رکھو۔ اگر خدا نے چاہا تو ہم بہت جلد واپس ہو کے۔

۔ یں۔۔ رات کے وقت نوج کے چند انسر بدرالز مان کے خیمے میں بیٹھے ہوئے تھے اور وہ اُن سے کہہ رہا تھا۔ مرہٹوں نے ہمارے ساتھ جنگ کے دوران میں پہلی ہار انسا نبیت کا ثبوت دیا ہے۔

ایک انسر نے ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہاریں رام بھا وُایک شریف دشمن ہے اور مجھے اس کی طرف سے کسی بدسلو کی کیانو تع نہ تھی۔اور پھرکئی افسر یکے

بعد دیگرے ریس رام کے طرزعمل کے متعلق اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرنے کگے۔انورعلی سیجھ دریرخاموش ببیٹا رہا۔ بالآخراس نے کہا بھاؤ کا سلوک واقعی غیر متو قع ہے کیکن جب تک ہم کسی محفوظ جگہ نہیں پہنچ جاتے مجھے اس کی انسا نیت یا شرافت کایفین نہیں آئے گا۔مرہٹوں کو ہمارے متعلق اپنے ارادے بدلنے میں د*یر* خہیں ملکے گی۔اس کیے میں پھرایک بارآپ سے درخواست کرتا ہوں کہ میں کسی تا خیر کے بغیریہاں ہے کوئی کروینا جائے ہیں۔ بدرالز مان خان نے کہا۔ بھاؤنے مجھ یقین دلایا ہے کہ ضروری انتظامات کے بعد تین جاردن تک ہمیں بہان ہے روانہ ہونے کی اجازت لی جائے گ_ی۔ ا نورعلی نے کہا ۔ گریہ گئتا خی نہ ہونو کیا میں او چھسکتا ہوں کہوہ انتظامات کیا یں؟ بم گاڑیوں کے لیے اور کار کے نیز اینا عامان اور اپنے زخی اور بیار ساتھیوں کوئیں لے جاسکتے۔ بھاؤٹ وعدہ کیا ہے کہمیں یہاں سے بیلوں کے علاوہ چند گھوڑے بھی خرید نے کی اجازت ہوگی۔ میں کوشش کروں گا کہ بیا نتظامات کل ہی مکمل ہوجا ئیں اورہمیں کسی تا خیر کے بغیریہاں سے کوچ کرنے کی اجازت مل جائے کیکن بھاؤنے اگر ہمیں ایک دو دن اوریہاں تھہرانے پر اصرار کیا تو اس ہے کیا فرق ریٹ تا ہے۔ بھاؤ کو بیاندیشہ تھا کہ راستہ میں مر ہشہ چو کیوں کے سیاہی ہمیں پریشان کریں گے۔ چنانچے ہمیں دھاڑواڑ کے علاقے سے گز ارنے کے لیے اس نے ہارے ساتھا بے سیا ہی جھینے کا فیصلہ کیا ہے۔ انورعلی نے کہا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ بھاؤ کے بیسیا ہی جمارے کیے راستے کی مر ہشچو کیوں کے سیا ہیوں کی نسبت زیا دہ خطرنا ک ثابت ہوں گے۔

بدرالزمان نے جواب دیا۔ میں یہ بیں کہوں گا کہ تمہارے اندیشے مے بنیا د ہیں کیکن ان حالات میں ہم کر ہی کیا سکتے ہیں۔ ایک افسرنے کہا۔ کاش ہم دریا ہے آس باس اپنی چو کیوں کوان حالات سے باخبر کر سکتے۔ ہے ہمیں ڈھونڈیا داغ کی ضرورت تھی۔ بدرالزمان نے کہا موجودہ حالات میں مرہوں کی اجازت کے بغیر جارے سی آ دی کا بہاں سے نکلناممکن نہیں۔ انہوں نے تمام راستوں کی ممل نا کہ بندی کر ر کھی ہےاور میں پیخطرہ حول نہیں لے سکتا کہ ہماراا پھی پیمال کہے نکلتے ہی گرفتار ہو جائے اورمر ہوں کو تمیں موت کے گھائے اُتاریے کابہان اُل جائے۔ انورنگی نے کہا۔اگر ہم دریا تک بھی سکیں نو آئے ہارہے لیے کوئی خطرہ نہیں ماری چوکیان ماری حالات کا مین ناملاع مین چاہوں۔ كب؟ بدرالز مان نے حيران ساموكرسوال كيا۔ آپ کے قلعہ خالی کرنے سے اگلی رات میں نے ایک ایکی بھیجے ویا تھا۔ خدا کاشکرہے کہ تمہاراا بیکی بکڑانہیں گیا۔ وہ ڈھونڈ یا داغ کے انتہائی قابلِ اعتماد ساتھیوں میں سے تھا اور میں نے اس بات کے انتظامات کر لیے تھے کہوہ بکڑا جائے تو مرہبے پیڈبہ نہ کریں کہوہ ہماری مرضی سے فرار ہوا ہے۔ میں نے اسے خزانے سے رویوں کی ایک تھیلی نکال کر دے دی تھی تا کہا گر ضرورت ریڑے تو وہ اینے آپ کو ایک کامیاب چور ثابت کر

اور تنہیں یقین ہے کہوہ پکڑانہیں گیا؟ ماں کیکن اگروہ بکڑا جاتا تو بھی ہمارے لیے سی خطرے کا باعث نہیں ہوسکتا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ مربہ پہرے دار اسے گرفتار کر کے برس رام سے شاباش حاصل کرنے کی بجائے چوری کے مال میں حصہ دا ربنیا زیا دہ سُو دمند سمجھیں گے ۔ ا یک افسرنے کہا۔ کیکن اس ہے کیافا ئدہ ہوگا جب تک ہم اس علاقے ہے با برنبیس نکلتے ماری چوکیاں ماری کیالد دکر مکتی ہیں؟ انورعلی نے جواب دیا۔ میں نے بیٹمیں کہا کہ ہماری چوکیوں سے سیا ہی اس علاقے میں ہاری مدوکر سکتے ہیں۔ میں نصرف بیسوجا تھا کررا ستے میں مرہوں ی نبیت خراب ہو جائے نوشاید چند آدی اور تے بھرائے دریا کی طرف نکل جائیں اور و ہاں ہمار ہے۔ ایول کی برونت مداخلت ہے ان کی جانبیں گئے جا کیں۔ بھاؤ کے سیای اگرہمیں کسی خاص والے یہ اے جانے کے لیے مطرنہ ہوں تو ہارے لیے جنگل اوریها ژکاراسته اختیار کرنامهر موگا